جدید ایڈیشن
besturdubooks.wordpress.com
ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است
عشقِ رسول ﷺ
اور
علماءِ دیوبند
کَثَّرَ اللّٰہُ سَوَادَھُمْ
ابو طلحہ محمد اظہار الحسن محمود
فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور
وفاق المدارس پاکستان
www.besturdubooks.wordpress.com
مکتبۃ الحسن

اپنے موضوع پر پہلی اور لازوال پیشکش

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اور

علماء دیوبند

کثر اللہ سوادھم

مؤلف

ابو طلحہ محمد اظہار الحسن محمود

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

042-7241355, 0300-4339699

انتساب

رب تعالیٰ کے ان محبوب بندوں کے نام!

جن کے دم قدم سے دینی اقدار زندہ

اور...... اخلاقی قدریں تابندہ ہیں

جن کے سینے عشقِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے معمور اور

فیضانِ نبوت سے ہردم ......منور رہتے ہیں

جو اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسول کا پیکر ہیں......اور

امت کے سفینہ کو مغرب کی تقلید، غلامی اور محکومی سے

نکالنے کے لئے...... کمر بستہ...... اور کوشاں ہیں

احساسِ تمنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی النبی الامی

ایک ماں باپ کا اکلوتا بیٹا، دل کا چین اور ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ساماں تھا، والدین کی پیار بھری گود میں جھولتا، لاڈ کی لوریوں میں پلتا تھا۔ باپ ایک ممتاز، نامور، متقی و بافراست طبیب تھا۔ بیٹے کی تربیت بھرپور توجہ سے کی جارہی تھی، چند سال کا ہوا تو ماں اللہ تعالیٰ کو سدھار گئی، دومنزلہ شاندار گھر خاصا بے رونق ہو گیا۔

وقت گزرتا گیا...... یہاں تک بیٹا فلما بلغ معہ السعی ...... کا مصداق جا ہوا، باپ نے ایک روز اکلوتے بیٹے کو لیا اور ایک دینی مدرسہ میں حفظ قرآن کریم اور دینی تعلیم کے لئے داخل کروادیا۔ بہانہ کچھ تندریر کا بھی تھا اور چمک کچھ لاڈ پیار اور ناز ونعم کی بھی ہوگی جس نے چنداں مدرسہ میں ٹکنے نہ دیا۔ چند دنوں کے بعد مدرسہ چھوڑ چھاڑ گھر لوٹ آیا...... بالآخر سکول میں داخل کروادیا...... وقت کی شمع جلتی رہی اور کئی سال کٹ گئے۔

پھر یہ کلاس نہم کا طالب علم ایک روز جب گھر آیا تو ابا حضور اللہ کو پیارے ہو چکے تھے۔ غم کا کوہ گراں سر پر آپڑا۔ حوادثاتِ زمانہ نے شکنجہ کس لیا، سکول کوسوں دور رہ گیا زندگی کی راہیں یکسر مختلف ہوگئیں، بس اللہ تعالیٰ کی آس اور رشتہ داروں کے رحم وکرم پر زندگی کا پہیہ چلتا رہا۔ ماں باپ نہ رہیں تو کوئی بھی ان جیسا سکھ تو دے نہیں سکتا۔ کچھ ماہ وسال گزرے تھے قدرت نے خوب دستگیری فرمائی، میٹرک اور پھر پی ٹی سی اعلیٰ درجہ میں پاس کرلی، پرائمری سکول میں معلمانہ فرائض ادا کرنا شروع کردیے۔ شادی ہوئی اور دینے والے اللہ نے اولاد کی نعمت عطا کی۔ اس کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مرحوم والد کے زریں خواب اور دینی تعلیم کے پاکیزہ عزائم دل میں مچلنے لگے...... بچے بڑے ہوئے، سکول کی کچھ تعلیم دلا کر اپنے پیارے والد کی حسرت کے مطابق ایک کو حفظِ قرآن کریم کیلئے مدرسہ بھیجنا شروع کیا پھر دوسرے (راقم) کو پھر یکے بعد دیگرے سب نے حفظ کیا پھر سب بچیوں کو بھی دینی علوم کی تحصیل میں لگا دیا ...... آج بحمد اللہ پانچوں بچے حافظ، قاری، اور ایک کے سوا سب بچے عالم ہیں، بچیاں بھی سب اسی راہ پر...... گامزن ہیں، اور اللہ کے دین کی تعلیم اور علومِ نبویہ کی تحصیل پر سبھی خوش ہیں۔ آج قبر میں سویا اکلوتے بیٹے کا باپ بھی عنداللہ خوش ہے اور اپنی پاکیزہ فکر اور حسنِ نیت کا اجر پا رہا ہے اور آج یہ اکلوتا بیٹا شجر سایہ دار کی صورت ہو گیا ہے اور اپنی نیک فطرت، وفا شعار اور ہردم شاکر وصابر رفیقہ حیات کے ساتھ اپنے رب کی نعمتوں پر حمد وشکر کے ترانے لبوں پر سجائے مسرور ہیں اور ان کی اولاد بھی تحصیل علوم نبویہ اور خدمتِ دین پر اللہ کے فضل سے بے حد شاکر ہے اور پاکیزہ فطرت عظیم والدین کے احسانات سے گراں بار ہے۔

اللّٰھم لک الحمد حتّٰی ترضیٰ ولک الحمد اذا رضیت ولک الحمد بعد الرضا ۔آمین بجاہ الحبیب الکریم

تقسیمِ کار

☆☆☆ مقدمہ کتاب:

آغاز میں ایک وقیع و بے مثال مقدمہ، جو چالیس سے زائد صفحات پر مشتمل ہے جس میں حضور ﷺ سے صحابہ کی محبت واطاعت کی تفصیل درج ہے۔

☆☆☆ بابِ اوّل:

علاماتِ محبت، مدینہ طیبہ، مسجد نبوی اور ذاتِ نبوت سے متعلقہ اشیاء ومقامات وغیرہ کے بارے الفت میں ڈوبی گراں قدر تحریریں۔

☆☆☆ بابِ ثانی:

علماءِ دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کے الفتِ نبی کے واقعات اور تحریرات درعشقِ رسالت مآب ﷺ اور انکی شخصیات کا چند سطری تعارف۔

☆☆☆ بابِ ثالث:

تقاضائے عشق والفت، یعنی درود شریف کی کثرت اس کے آداب وفضائل اور برکات وفوائد نیز اس ضمن میں معمولاتِ اکابر کا تذکرہ ۔

☆☆☆ بابِ رابع:

جنت البقیع اور جنت المعلی میں مدفون علماءِ دیوبند

☆☆☆ بابِ خامس:

جامِ کوثر یعنی اکابر کے بابرکت نعتیہ کلام کی ایک جھلک ۔

فہرستِ مضامین

بابِ خامس 41 نعتیں

آغازِ سخن

علمی بے بضاعتی ،محدود وسائل ،قوتِ بیان کی معدومی ، ناتمام اندازِ تحریر ،اور میری ہمہ جہت کوتاہ دستی کے باوصف قدرت نے میرے قلم کو سہارا عطا کیا، میرے فکر کو جولانی بخشی اور میرے لئے صفحۂ قرطاس تسخیر فرمایا...... میرا حُسنِ ظن ہے کہ یہ میرے اکابر کے اخلاص کی برکت ہے کہ مجھے اس تالیف کی سعادت نصیب ہوئی ...... میرے پیارے والدین مجھ سے راضی رہتے ہیں شاید یہ تالیف ان کی دلی دعاؤں کا اثر ہے،احباب نے تعاون کیا، بار بار تکمیل کتاب کا استفسار کرتے رہے جس سے میری کوشش رُک رُک کے بھی جاری رہی اور یوں جو کچھ بن پڑا میں نے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کردیا......

اولیاءِ دیو بند کے تذکرے ،کتاب کی تاثیر بارے ایک چھوٹا مگر پُر اثر واقعہ ملاحظہ کیجئے ...... جب میں کتاب کا مسودہ تیار کر رہا تھا ایک روز گرمیوں کے موسم میں گھر گیا والدہ غایتِ شفقت سے کدو کاٹ کر قاشیں بنا کر لائیں ،بولیں یہ پاؤں کے تلووں پر مَل لو! گرمی کا موسم ہے یہ امراضِ گرما کے لئے بہت مفید ہے اس سے قبل میں کبھی کبھار پاؤں کے تلووں کو اس طبی عمل سے راحت پہنچالیا کرتا تھا لیکن اکابر علماء و اولیاءِ دیو بند کے تذکار بار بار لکھنے اور کثرت سے پڑھنے اور شب و روز اسی جمع و ترتیب میں مصروف رہنے کی وجہ سے ...... بلا اختیار میرے لبوں پر یہ بات آئی ،امی جان! یہ سبزی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں بڑی مرغوب تھی کیا میں اسے پاؤں پہ مَل لوں! مجھے تو اس سے حیا آرہی ہے...... یہ کہا اور وہ پلیٹ اٹھا کے ایک طرف رکھ دی...... میں دل کی گہرائیوں سے یہ شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً یہ سارا اثر اکابر کے تذکرے بار بار پڑھنے کا تھا۔

اس لئے اپنے قارئین سے التماس کروں گا کہ اس کتاب کو بار بار پڑھیے!! آپ

کے دلوں پر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا گہرا رنگ چڑھ جائے گا اور جس دل میں گرمیٔ عشقِ مصطفیٰ بھر جائے وہ دلِ بے تاب اللہ کو بڑا پسند ہے...... اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عمل سے نوازے، کتاب کے بارے میں مجھے ضرور اپنی آراء سے نوازیے اور ان شخصیات کے بارے میں جن کو میں اپنی کتاب میں شامل نہیں کر سکا جو کچھ مواد مجھے کسی دوست نے ارسال کیا تو میری کوشش ہوگی کہ آئندہ ایڈیشن میں اسے ضرور شامل کر دوں۔

میں نے بھر پور کوشش کی ہے کہ ہر صفحہ موضوع کی موزونیت سے اشعارِ نعت سے آراستہ کروں یوں میری اس تالیف میں لگ بھگ 400 نعتیہ اشعار موجود ہیں یہ میری اپنی کوشش ہے گر قبول افتد زہے نصیب...... ہر پیراگراف یا واقعہ پر سرخیاں اور عناوین بھی میں نے خود ہی موزوں کی ہیں امید ہے قارئین اس کو پسند فرمائیں گے......اور لحہ بہ لحہ میرے لئے دل سے دعا گو رہیں گے......اور بالخصوص میرے معاونین کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

میری دعا ہے کہ جس دوست نے بھی میرے اس کام میں کسی طرح سے معاونت کی ہے اللہ تعالیٰ اسے عشق رسالت مآب میں ہر لحظہ ترقی نصیب فرمائے اور دنیا و آخرت کی کامرانیوں سے نوازے نیز دینی خدمات کے سلسلے میں مزید ثبات و استقلال عطا فرمائے اور میری اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرما کر، علماء و اولیاء اور اکابرِ دیوبند سے گہرا تعلق نصیب کرے۔ آمین

والسلام

ابوطلحہ
مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر 1
این ٹائپ جوھر آباد ضلع خوشاب
فون 0454-722954

تقریظ

حضرت اقدس خواجۂ خواجگان،

مولانا خواجہ خان محمد صاحب

دامت برکاتهم وعمت فیوضهم العالیه

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات :

محترم المقام مولانا اظہار الحسن صاحب زید مجدہٗ کی محنت و مشقت کا شاہ کار کتاب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علماءِ دیوبند دیکھنے کا شرف حاصل ہوا، یہ کتاب عشق حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منفرد حیثیت کی حامل ہے ۔اللہ تعالیٰ مولانا کی محنت کو قبول فرمائے اور امتِ مسلمہ کے دین وایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنائے نیز مولانا کو اس پر اجرِ عظیم عطا فرماوے اور اپنی رضامندی وخوشنودی سے سرفراز فرمائے۔ آمین

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنه

۵/ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاھور

حضرت اقدس **مولانا مفتی حمید اللہ جان** صاحب

دامت برکاتھم وعمت فیوضھم

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حقیقت یہ ہے کہ جس دل میں عشق رسول ﷺ نہیں اس دل میں ایمان مقبول نہیں، اللہ کریم کا ارشاد ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ☆

ترجمہ : کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ،

(الصحیح الجامع للبخاری)

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے

والدین اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہیں رکھتا (بخاری)

جس کا ایمان جتنا کامل و اعلیٰ ہوگا اس کے دل میں حضور کی محبت اتنی ہی زیادہ اور کامل ہوگی علماءِ دیوبند علماءِ حق کا وہ گروہ جن کے دل عشقِ رسول ﷺ سے معمور ہیں اور فنافی اللہ وفنافی الرسول ہیں۔اس کے باوجود انگریز نے مختلف حربوں اور سازشوں سے ان کو بدنام کرنے کی مذموم کوششیں کیں ان سازشوں میں سے ایک بڑی سازش یہ پروپیگنڈہ تھا کہ اکابر دیوبند کے دلوں میں العیاذ باللہ العیاذ باللہ حضور کی عظمت واحترام نہیں۔

ہمارے پیارے قابل احترام مولانا محمد اظہار الحسن محمود کو اللہ کریم جزائے خیر دے جنہوں نے علماءِ دیوبند اور عشقِ رسول ﷺ کے نام سے پرکشش کتاب لکھ کر انگریز کی اس مذموم سازش کو ناکام بنانے کا ایک بہتر کارنامہ سرانجام دیا اللہ کریم ان کی اس علمی اور دینی خدمت کو قبول فرما کر ذریعۂ سرفرازئ دارین بنا دے اور مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین

حمید اللہ جان عفی عنہ

خادم الحدیث والافتاء / جامعہ اشرفیہ لاہور

صفر المظفر ١٤٢٤ھ ،بمطابق اپریل 2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضیلۃ الشیخ

حضرت **مولانا فضل الرحیم** صاحب

مدظلہ العالی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِی

وَلٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِی بِمُحَمَّدٍ

زیرنظر رسالہ عشق رسول ﷺ کا مطالعہ متفرق مقامات سے کیا وسطِ قلب محترم مولوی محمد اظہار الحسن صاحب کے لئے دعا نکلی خداوند کریم اس کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے احقر اس کتاب کی طباعت کا خود بھی منتظر ہوگا اللہ جل شانہ جلد از جلد اس کی اشاعت کرائے، مؤلف اور جملہ معاونین کے لئے صدقۂ جاریہ بنائے ۔ آمین

محتاجِ دعا

فضل الرحیم عفی عنہ

نائب مہتمم وناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ

وصدر عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان

(۱۳ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ، بمطابق 15 اپریل 2003ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید انور حسین نفیس رقم صاحب

مدظلہٗ العالی

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

پیش نظر کتاب عشق رسول اور علماءِ دیوبند مولانا محمد اظہار الحسن محمود صاحب نے ترتیب دی ہے یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ مؤلف موصوف نے نہایت عمدہ انداز سے اپنے موضوع پر روشنی ڈالی ہے علماءِ دیوبند کا عشق رسول محض زبانی دعووں اور جذباتی نعروں سے عبارت نہیں بلکہ اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے مدرسوں اور خانقاہوں سے لے کر جہاد کے میدانوں میں بھی انہوں نے اپنے خون سے عشق و محبت کی داستانیں رقم کی ہیں ع.....ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۂ اللہ تعالیٰ اپنی معرکہ آراء تالیف تاریخ دعوت وعزیمت میں رقم طراز ہیں: ''ہمارے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ سے حفاظت وتجدید دین کا عالمگیر کام لیا ہے''

اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو بہترین جزاء عطا فرمائے اور اس کتاب کو قبولِ عام سے نوازے ......آمین

احقر نفیس الحسینی

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

بسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہٗ العالی

﴿مہتمم جامعہ حقانیہ ساھیوال ضلع سرگودھا﴾

الحمد للّٰہ و کفی و الصلوٰۃ و السلام علیٰ سید الرسل و خاتم الانبیاء وعلیٰ الہ الاصفیاء و اصحابہ الاتقیاء امابعد !......

یہ ایک مسلمہ حقیقت اور ابدی صداقت ہے کہ کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ سرورِ دوعالم رحمتِ کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے دل کی گہرائیوں سے شدید محبت وعشق نہ رکھے، ایمان لانے والے کے لئے جب یہ ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ اور دیگر ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ اسلام پر ایمان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر بھی ایمان لائے اور یہ آپ کی ذاتِ مبارکہ سے محبت کے بغیر ممکن ہی نہیں اس لئے آپ سے محبت ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے ماں باپ، اولاد، تجارت اور اموال کے ساتھ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت کی صورت میں عذاب کے انتظار کی وعید بیان فرمائی ہے۔ (ملاحظہ ہو پارہ نمبر 10، سورۃ التوبۃ، آیت نمبر 24) جس سے واضح ہے کہ آپ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ان تمام مذکورہ چیزوں سے زیادہ محبت ہونا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ارشاد فرمایا ہے: لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ (بخاری)

بہرحال یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس میں کسی بھی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کو ذرہ سا بھی اختلاف یا شبہ نہیں ہے چودہ سو سال کے تمام مسلمان عوام وخواص کا اس پر اتفاق ہے۔

اکابر علماءِ دیو بند جو اس دور میں بلا شک وشبہ حقیقتاً اہل السنۃ والجماعۃ کے ترجمان ہیں وہ سب کے سب بھی بلا اختلاف واشتباہ اس عقیدہ سنیّہ پر متفق ومتحد اور اس کو نہ صرف دل وجان سے تسلیم کرتے ہیں بلکہ تحریراً وتقریراً اور علماً وعملاً ہر طرح سے اس کی اشاعت واظہار میں پیش پیش ہیں ان کی تقاریر اور تصنیفات وبیانات اس پر شاہدِ عدل ہیں حق تعالیٰ نے انہیں قرآن وسنت کا صحیح ترجمان و پاسبان بنا کر امت کی قیادت وسیادت کا شرف عطا فرمایا۔

ان کے عمل سے عشقِ نبوی اور ان کی زندگیوں سے عشقِ مصطفوی آفتابِ نیمروز کی طرح عیاں ہے وہ چلتے پھرتے سنتِ نبوی کی تصویر اور صحیح معنی میں محبِّ رسول اور عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی زندگی کا محور اور مقصد ہے۔ کما لا یخفیٰ۔

لیکن یہ کس قدر ظلم ہے کہ ان سچے عاشقین اور جانثارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خاکم بدہن) گستاخِ رسول کا گھناؤنا الزام لگا کر انہیں بدنام کرنے کی سازش کی گئی جو سراسر دروغ بے فروغ اور بہتانِ عظیم اور محض افتراء ہے۔ بلا شبہ ان اولیاءِ کرام اساطین امت اور پاسبانِ قرآن وسنت کا مقدس دامن اس دھبہ سے پاک اور صاف ہے اور ان کے مخالفین و معاندین اور حاسدین اس مکروہ پروپیگنڈہ سے بلا وجہ اپنی دنیا وآخرت تباہ کر رہے ہیں سادہ لوح مسلمان چونکہ بعض اوقات اس قسم کی مکروہ سازشوں کا شکار ہو جاتے ہیں اس لئے وقت کی یہ اہم ضرورت ہے کہ صحیح صورتِ حال سے پردہ اٹھا کر عشق ومحبتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ان حضرات کے سچے واقعات اور روح پرور حالات کو سامنے لایا جائے جن کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو اور ان اکابر سے بدگمانی دور ہو کر ان سے محبت پیدا ہو جائے۔

اس اہم ضرورت کو اس کتاب میں بطریقِ احسن وکمل پورا کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ مؤلفِ کتاب عزیز محترم ابو طلحہ مولانا محمد اظہار الحسن محمود سلمہٗ اللہ تعالیٰ کو بہت بہت جزائے خیر دے کہ انہوں نے مختلف کتب کی ورق گردانی سے عمدہ ترتیب کے ساتھ عشقِ

رسول ﷺ اور علماءِ دیو بند کے موضوع کا حق ادا کر دیا ہے۔

اور اس کے ساتھ مقدمہ اور دیگر چند اہم و مفید ابواب کا اضافہ کر کے اس کتاب کی افادیت میں گرانقدر اضافہ کیا ہے..... اگر کتاب کو بنظرِ انصاف پڑھا گیا تو طالبِ حق کو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور ہدایت نصیب ہوگی۔ واللہ الموفق و المعین

فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ ولوالدیہ

خادم جامعہ حقانیہ ساھیوال ضلع سرگودھا

۲۳ / صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی دامت برکاتہم

(نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد !

مجھے یہ کتاب پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہ کتاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں لکھی گئی ہے کیونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجنے اور ان کی فضیلت بیان کرنے میں بڑی کامیابی ہے اور اس سے بڑے فیض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ نمازِ عصر کے بعد حسبِ معمول گھر سے باہر نکلا تو ایک سفید گاڑی سامنے کھڑی تھی جس میں ایک طشتری رکھی تھی اور اس میں حضورِ اقدس ﷺ کا موئے مبارک موجود تھا جس کو شیشہ سے بند کیا ہوا تھا ایک صاحب نے مجھے کہا: یہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے اس کو آپ رکھ لیں کیونکہ مجھے خواب میں حکم ہوا ہے کہ یہ آپ کو دے دیا جائے۔[1]

دینے کی وجہ یہ پیش آئی کہ جن لوگوں کے پاس یہ موئے مبارک تھا ان کے گھر میں ناچ گانا ہوتا تھا جس کی باعث اس موئے مبارک کی بے ادبی ہوتی تھی اور اس بے ادبی کی وجہ سے ان پر مصیبت آئی ہوئی تھی اس وجہ سے ان کو اشارہ ہوا کہ یہ موئے مبارک شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب [دامت برکاتہم] کو دیدیا جائے۔

---

[1] حکیم صاحب نابینا دہلی والے نے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ کا علاج کیا جس سے وہ شفایاب ہوگئے اور حضرت شاہ صاحب نے یہ مذکورہ بالا موئے مبارک حکیم صاحب کو دیدیا جو نسل درنسل آگے چلتا رہا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرتبہ مجھے صرف ایک وجہ سے ملا ہے وہ یہ کہ ہمارے ہاں روزانہ بعد نمازِ عصر درود شریف، کی ایک مجلس ہوتی ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھا جاتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ پچیس سال تک معمول رہا ہے

حضور ﷺ سے عشق و محبت اور آپ کی عظمت ایمان کا جزو ہے اور ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ وہ حصہ زمین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر سے مَس کر رہا ہے وہ علی الاطلاق کعبہ، عرش اور کرسی سے افضل ہے۔ اس عقیدہ پر تقریباً دوصد جید علماءِ کرام کے دستخط موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو عند اللہ و عند الناس قبولِ عام نصیب فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت اور عشق سے حظِ وافر ہمیں عطا فرمائے، آمین۔

احقر عبدالرحمٰن اشرفی

3 ربیع الاول 1424ھ ۔ مئی 2003ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابو الحسن مولانا **محمد یعقوب احسن** صاحب مدظلہ العالی

﴿مدیر مدرسہ عربیہ قادریہ بھلوال ، نائب امیر جمعیۃ علماءِ اسلام صوبہ پنجاب﴾

بعد الحمد و الصلوۃ :

اکابرین دیوبند کورسول اللہ ﷺ سے عشق ومحبت اور آپ کی سنت سے اطاعت وتابعداری کا عدیم النظیر جذبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا بلا شبہ اس دور میں ان حضرات کے علم وعمل، حق گوئی وبیباکی اور زہد وتقویٰ کی مثال نہیں ملتی ، جہاں انہوں نے علم وعمل کی دنیا آباد کی وہاں عشق ومحبت کے وہ چراغ روشن کئے جو قیامت تک جگمگاتے رہیں گے اور عشق ومحبت کی دنیا میں ایمان ویقین کی روشنی بکھیرتے رہیں گے۔

برصغیر میں دین کی سربلندی اور اِحیاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان بابرکت نفوس کو منتخب فرمایا اور ان کی جملہ مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبول بھی عطا فرمایا، چونکہ انہیں ذاتِ محمد رسول اللہ ﷺ سے پیار اور آپ کی مدنی تعلیم وتہذیب سے بے حد محبت تھی تو نتیجۃً استعماری قوتوں اور ان کی تہذیب وتمدن سے حد درجہ نفرت ان کا شیوہ بن گئی۔ اس جرم کی پاداش میں انگریز نے ان خداشناس لوگوں کا وقار عوام الناس کی نظروں میں مجروح کرنے کی سعیٔ ناتمام کی جس کے باعث آج بھی ان پاکباز ہستیوں کے بارے شاید لوگوں کے ذہنوں میں کچھ خلش پائی جاتی ہے لہٰذا ان برگزیدہ علماء واکابرِ دیوبند کے واقعات وحالات کو اس تناظر میں حقائق کے ساتھ پیش کرنا وقت کا ایک اہم تقاضا تھا۔

تو اس گراں قدر کام کو ہمارے عزیز مولانا اظہار الحسن محمود نے بڑی محنت سے سرانجام دیا ہے نیز عشق نبی ﷺ کے ان پیکروں کے واقعات ومشاہدات کو جمع کر کے جہاں اکابر سے اپنے تعلق وخلوص کا اظہار کیا ہے وہاں تشنگانِ عشق رسالت کے لئے بہت سا ذخیرہ

جمع کر دیا ہے جسے دیکھ کر زندگی کی راہیں متعین ہوتی ہیں اور اکابر دیوبند کی زندگیوں کے تابندہ نقوش نمایاں ہو کر سامنے آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی محنت قبول فرمائے اور اس کتاب کو ہر خاص و عام کے لئے زیادہ سے زیادہ نفع مند بنائے، اور اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے وہی عشق اور وہی للّٰہیت ہمیں بھی نصیب فرمائے جس سے دنیا و آخرت کی کامرانیاں ہمارا مقدر اور نصیب بن جائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

ابوالحسن محمد یعقوب احسن

مدرسہ عربیہ قادریہ مدنی مسجد بھلوال

استاذ المکرّم جناب مولانا محمد امان اللہ صاحب مدظلہٗ العالی

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم امابعد !

رحمتِ کون ومکاں، سید الرسل حضرۃ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق سرمایۂ مسلم ہے آپ کی محبت وجۂ کمالِ ایمان ہے پھر محبت بھی اتنی کامل اور پائیدار ہو جو کہ انسان کو آمادۂ اطاعت کر دے یہ بھی لازمہ ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی ہر ادا پیاری لگتی ہے، ہر بات عمدہ اور ہر قول شائستہ لگتا ہے۔ انسان کوشش کرتا ہے کہ میری وضع قطع، لباس وآرائش، نشست وبرخاست اور اطوار واقدار میں محبوب کی اداؤں کی جھلک نظر آئے تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ میری وابستگی فلاں سے ہے۔

دینِ اسلام بھی ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ آقائے کونین سے محبت اتنی کی جائے کہ اطاعت آسان ہو جائے اور انسان اپنا گوہرِ مقصود پالے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ انسان اطاعت میں پختگی پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، دن رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کو سچا جان کر اپناتا رہتا ہے یہاں تک کہ دل میں وفورِ محبت کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے اور کبھی یکدم کسی وجہ سے دل محبت سے لہک اٹھتا ہے، الفت سے لبریز ہو جاتا ہے اور قلبی جذبات انسان کو آمادۂ اطاعت کر دیتے ہیں۔ بہر حال ہر دو نوع محبت واطاعت، وجۂ شرف وسعادت ہیں

زیرِ نظر کتاب کی خوبی یہ ہے کہ آمادۂ عشق واطاعت کرتی ہے۔ مؤلف کی اس کوشش کو بارگاہِ ربِ ذوالجلال میں شرفِ قبول حاصل ہو...... عشقِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اکابر علمائے دیوبند کا شعار وشیوہ تھا، اتباعِ سنت کے جذبہ سے ہر لمحہ سرشار اور ہر عمل آراستہ تھا۔ قید وبند کی مشکل ترین گھاٹیوں میں، سفر حضر کے معمولات ومشغولات میں، تعلیم وتدریس، تنظیم وتربیت کے ہر گام میں اتباعِ سنت اس کے سروں کا تاج اور ماتھے کا جھومر تھا۔

میری دعا ہے اللہ کریم ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہ گوہرِ مقصود پانے کی توفیق بخشے اور...... دارین میں عزت ووقار نصیب فرمائے۔ واللہ الموفق والمستعان

محمد امان اللہ عفا اللہ عنہ دار العمل، میلسی، ضلع وہاڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا **قاری قیام الدین الحسینی** مدظلہ العالی

بخدمت برادر محترم حضرت مولانا صاحب زید لطفکم

ہدیہ سلام مسنون .... مزاج بخیر ہوں گے

عرض اینکہ آپ کا محبت بھر ہدیہ لے کر پنڈ دادنخان پہنچا نظروں کے سامنے ہے بالاستیعاب تو تاحال نہیں دیکھ سکا چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا ہے اجزائے ترکیبی وموضوع کا انتخاب آپ کے حسنِ نظر و پاکیزگیٔ قلب اور وسعتِ مطالعہ اور اہل السنۃ والجماعۃ اکابر دارالعلوم دیوبند کے ساتھ عقیدت ومحبت کی روشن دلیل ہے۔ جناب نے جہاں اکابر کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو الم نشرح فرمایا ہے وہاں اہلِ علم کو حالاتِ اکابر پر لکھی گئی دسیوں کتابوں سے بے نیاز کردیا ہے۔

تعارف، حالات وواقعات اور مناسب موقع ومطابقِ موضوع نعتیہ اشعار نے روح کو بالیدگی اور قلب کو نورانیت وتازگی بخشی ہے۔ باری تعالیٰ آپ کی تمام دینی مساعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے یہ کتاب کی عمدگی اور آپ کے خلوص ومحبت کی کرامت ہے کہ مجھ جیسے اسلام کے ادنیٰ طالب علم کو ان سطور کے ذریعہ جذباتِ قلب کے اظہار پر مجبور کردیا ہے۔ اس ہدیہ پر صمیمِ قلب سے شکر گزار ہوں۔

والسلام

(مولانا قاری) قیام الدین الحسینی

۱۴۲۴/۴/۴ھ 5/6/2003ء

حضرت مولانا قاری دین محمد رحمۃ اللہ علیہ

(سابق مہتمم فتح العلوم چنیوٹ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی کتاب عشق رسول ﷺ اور علماءِ دیو بند کثر مقامات سے پڑھی، ماشاء اللہ بہت دلچسپ اور عمدہ ہے آپ نے بہت محنت کی اللہ پاک اس کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ بہت سے بزرگوں کے حالات جو مختلف کتابوں میں تھے آپ نے محنت کر کے یکجا کر دیے ہیں آپ نے اس کتاب کو گلدستے کی شکل میں پیش کر دیا ہے۔ نیز مخالفین، جن کا یہ پروپیگنڈہ تھا کہ علماءِ دیو بند گستاخ رسول ﷺ ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے انشاء اللہ قارئین کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے ولی تھے پاکباز تھے، اور عشق الفت کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے،

سابقہ زمانے میں اتنی جامع کتاب علماءِ دیو بند کے عشق رسول ﷺ پر نظر سے نہیں گزری، اگر آئندہ کتاب کی اشاعت کی جائے تو اور بھی ہستیاں جن کے حالات ان سے زیادہ دلچسپ ہیں مثلاً حضرت قاری فتح محمد مدنی، حضرت مولانا عاشق الٰہی، حضرت علامہ محمد شریف کشمیری، مولانا محمد صدیق، (موجودہ شیخ الحدیث خیر المدارس) مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، حضرت مولانا ابرار الحق خلیفہ حضرت تھانوی (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) اور دیگر بھی بہت سے حضرات ایسے ہیں ان کے بارے میں بھی اس موضوع سے متعلقہ مواد تلاش کر کے شاملِ کتاب کریں اس سے کتاب کی افادیت بڑھ جائے گی۔

اور اس کتاب کے بعد اس طرف بھی توجہ دیں،

☆۔مثلاً خدمات دین اور علماءِ دیو بند ☆۔علماءِ دیو بند کی درسِ نظامی کی خدمات ☆۔قرآنی خدماتِ علماءِ دیو بند ☆۔تبلیغی خدماتِ علماءِ دیو بند ☆۔تفسیری خدماتِ علماءِ دیو بند ☆۔فقہی خدماتِ علماءِ دیو بند ☆۔علمِ تصوف اور علماءِ دیو بند ☆۔ختمِ نبوت کے محاذ پر خدماتِ علماءِ دیو بند ☆۔اہلِ بدعت کے محاذ پر خدماتِ علماءِ دیو بند ☆۔عیسائیت اور دیگر فرق باطلہ کے محاذ پر خدماتِ علماءِ دیو بند۔

آپ بہت زیرک انسان ہیں بندہ آپ کے لئے دل سے دعا گو ہے، اللہ تعالیٰ آپ سے مذکورہ جہتوں پر بھی کام کرادے۔ آمین

والسلام

احقر دین محمد

(ناظمِ اعلیٰ مدرسہ فتح العلوم ریلوے روڈ چنیوٹ ضلع جھنگ)

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ / 16 جون 2003ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب حضرت مولانا **محمود اشرف عثمانی** صاحب مدظلہ العالی

جامعہ دارالعلوم کراچی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام علی سیدنا وشفيعنا محمد وآله وصحبه

اجمعين اما بعد !

عشقِ رسول ﷺ اور علماءِ دیو بندؒ کے نام سے جناب مولانا محمد اظہار الحسن محمود صاحب کی کتاب احقر کو ایک نظر دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اپنی مصروفیات اور مدرسہ کے مشاغل کی وجہ سے اتنا موقعہ نہیں ملا کہ کتاب کے مندرجات کو اصل مراجع سے مقابلہ کر کے دیکھا جائے یا تمام صفحات شروع سے آخر تک پڑھے جائیں اور بہ ظاہر کوئی واقعہ کسی شرعی مسئلہ کے خلاف محسوس ہو تو اس کی تحقیق کی جائے گی اور اگر واقعۃً وہ کسی تحقیق شدہ مسئلہ کے خلاف ہو تو مسئلہ پر عمل کیا جائے گا اور وہ واقعہ میں مناسب تاویل کی جائے گی تاکہ حدودِ شرعیہ پامال نہ ہوں۔ اس کے ساتھ درجِ ذیل دو امور کی طرف توجہ دلانا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ اہلِ حق جن میں علماءِ دیو بند رحمہم اللہ تعالیٰ بھی شامل ہیں (بلکہ اس قریبی دور میں سرفہرست ہیں) انہوں نے حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عقیدہ اور علم وعمل اور اپنی زندگی میں جس طرح سمویا ہے اس کی بنیاد ان کی فکرِ آخرت ہے۔ حبِ رسول ﷺ پر دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح موقوف ہے اس لئے انہوں نے علماً وعملاً، فقہاً وعقیدۃً، مسلکاً ومشرباً اسے اختیار کیا اور اپنی زندگی اس کے سانچہ میں ڈھالی، ان کا ہر عمل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے لئے ہوا ہے اور فکرِ آخرت اس کی بنیاد ہے وہ اس سے بے نیاز ہیں کہ اس معاملہ میں کوئی ان کی تحسین کرے یا انہیں ملامت کرے۔ ان کی تعریف کی جائے یا موافق ومخالف طبقوں سے اس کی دادوصول کی جائے۔ اس کا ان کے یہاں کوئی تصور نہیں رہا اور نہ اس کا کوئی تصور ہے۔ لہٰذا ان کے واقعات پڑھتے وقت بھی اپنی اصلاح اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا پیش نظر رکھنا ہی لازم ہے ۔

۲۔ بعض اکابر سے یہ بات سنی کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مطلوبِ شرعی ہے مگر عشق مطلوب نہیں گو بعض صورتوں میں محمود ہے۔ اور وجہِ فرق دونوں میں یہ ہے کہ محبت میں شرعی حدود کی پوری پابندی ہوتی ہے اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ محبت کرنے والا محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

جبکہ عشق میں استغراق ہوتا ہے اور بعض مرتبہ اس استغراق میں حدودِ شرعیہ ملحوظ نہیں رہتیں لہٰذا اگر عشق میں استغراق ہو اور حدودِ شرعیہ کی رعایت ملحوظ نہ رہے تو ایسا عشق محمود بھی نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں یہ تو ہوسکتا ہے کہ عاشق کو معذور قرار دے کر اس پر ملامت نہ کی جائے مگر اس یہ عمل قابلِ اتباع پھر بھی نہ ہوگا۔ عشقِ رسول ﷺ میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے اور مصنف اور قارئین اور ہم سب مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی صلاح وفلاح سے نوازے۔ آمین

فقط احقر

محمود اشرف عثمانی غفر اللہ لہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

۱۴/۳/۱۴۲۴ھ

حضرت مولانا ابن الحسن عباسی مدظلہ العالی

حامداً ومصلیاً

مولانا محمد اظہار الحسن محمود صاحب مدظلہٗ (فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور) کا مرتب کردہ زیرِ نظر مجموعہ جب اس ناکارہ نے سرسری نظر ڈالنے کے لئے اٹھایا تو پڑھتا چلا گیا۔ عشق رسول ﷺ ایک مشکبار موضوع اور ایک سدا بہار حوالہ ہے مولانا نے اکابر علمائے دیوبند کے عشق واتباع رسول کے ایمان پرور واقعات واقوال اوران کا مشکبو نعتیہ کلام جمع کیا ہے۔ برصغیر کے ایک فرقے نے علمائے دیوبند کے خلاف اس موضوع کے حوالے سے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ''عشق واتباع رسول ﷺ'' کے سعادت سے انہیں زیادہ حصہ نہیں ملا، اس کتاب سے اس پروپیگنڈہ کا ایک حد تک جواب ہو جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک احادیث کی جو خدمات گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں علمائے دیوبند نے انجام دی ہیں ان کی فہرست پر ایک اجمالی نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نہ صرف برصغیر بلکہ پوری دنیا کے کسی بھی خطے میں ان کی خدمات کی نظیر نہیں، علمِ حدیث میں ان کی تحریر کردہ کتابیں، شروح، حواشی، اور مقالات ومضامین سے عرب وعجم کی فضائیں گونج رہی ہیں۔

مولانا نے اس کتاب میں تحریری علمی خدمات سے ہٹ کر ان علماء کی ذاتی زندگی میں عشق واتباع رسول ﷺ کی روشنی کی طرف پڑھنے والوں کی توجہ مبذول کرائی ہے کہ ان اہل اللہ کے دلوں میں عشق نبوی کا چراغ کس قدر روشن تھا؟ اوران کی زندگیوں میں اتباع رسول اور بابرکت سنتوں کی کیسی خوشبو تھی؟ اس روشنی کو دیکھنے اور اس خوشبو کو محسوس کرنے کے لئے کتاب کا مطالعہ شروع کیجئے اور دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب فرمائے کہ آج مسلمان انحطاط وزوال کی جس اتھاہ کھائی میں جا گرے ہیں اس کی ایک بڑا سبب اس تہذیب، اس ثقافت، اس تمدن اور اس کلچر کو چھوڑ دینا ہے جو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت سے اخذ کیا گیا تھا اور صدیوں دنیا کے آفاق میں جگمگاتا رہا......

جس کو حقیر سمجھ کر تم نے بجھا دیا
وہی چراغ جلے گا تو روشنی ہوگا

ابن الحسن عباسی
۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

حمد باری تعالیٰ

﴿شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہٗ﴾

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

فلک میں ، ستاروں میں ، شمس وقمر میں
زمیں میں ، پہاڑوں میں ، ہر بحر و بر میں
ملائک میں ، حوروں میں، جن و بشر میں
گلوں میں ، بہاروں میں ، برگ و شجر میں

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

تجھے دیکھتا ہوں بہارِ چمن میں
ترا ذکر ہے آج ہر انجمن میں
ترے حسن کا عکس ہر بانکپن میں
ترا جلوہ رعنائی گل بدن میں

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

طلوعِ شفق میں نمود سحر میں
غروبِ کواکب میں شمس وقمر میں
شب تار ساحل کے مد و جزر میں
وہ شام وسحر کے مسلسل سفر میں

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

گلستاں میں ان بلبلوں کی چہک میں
وہ بادِ صبا میں گلوں کی مہک میں

سحر گاہ وہ قمریوں کی لہک میں
سرِ شام خنکی میں بھینی مہک میں

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق، رطب اللساں ہے

پہاڑوں پہ سورج کی انگڑائیوں میں
ادھر عندلیبوں کی شہنائیوں میں
سحر گاہ کلیوں کی رعنائیوں میں
وہ صحن ِ چمن کی گل آرائیوں میں

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

تصور سے بالا ہے بس شان تیری
وراء عظمت از حدِ امکان تیری
حقیقت سے قاصر ہے انسان تیری
رگِ جاں سے اقرب ہے پہچان تیری

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

افق کو سجایا ستاروں سے تونے
زمیں رنگ دی کوہساروں سے تونے
سجائے پہاڑ آبشاروں سے تونے
حیات ِ چمن دی بہاروں سے تو نے

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

زباں پر پرندوں کی ہے نام تیرا
کہیں نام لیتے ہیں اَنعام تیرا
کریں ذکر مور و ملخ عام تیر ا

ہیں مخمور سب پی کے بس جام تیرا

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

تصور کی پرواز سے تو وراء ہے
تخیل کے انداز سے تو وراء ہے
پکاروں تو آواز سے تو وراء ہے
نہیں حدِ اعجاز سے تو وراء ہے

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق ،رطب اللساں ہے

تو عرش میں کرسی اور لوح و قلم میں
تو کون ومکاں کے وجود و عدم میں
کریں مدح تیری بیاں زیر وبم میں
نہیں تاب عارفؔ زبان ورقم میں

تو ہر شے میں پنہاں ہے ہر سو عیاں ہے
ترے ذکر سے خلق رطب اللساں ہے

مقدمہ

اسلامی تعلیمات کا حاصل یہ ہے کہ بندۂ مومن کے دل میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عشق ومحبت اس درجہ تک ہو کہ اپنے والدین ،اولاد اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب ہستی خدا کے بعد ،صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو سمجھتا ہو۔ اسلام کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی اور آپ کے ساتھ گہری عقیدت اور بے پناہ محبت پر رکھی گئی ہے۔

اسلام میں جو شخص محبتِ رسول ﷺ میں جتنا غرق ہوگا وہ اسی قدر برگزیدہ اور ولی کہلائے گا پھر عشقِ رسول ﷺ کا مفہوم صرف زبانی دعوے یا نعرے ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر عمل اور حیاتِ مستعار کے ہر زاویے میں عاشق ،آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس اسوۂ حسنہ سے رہنمائی حاصل کرتا ہو اور یہی اصول ،قرآن مقدس نے بتایا ہے اسی وجہ سے قرآن مقدس جہاں کہیں محبتِ رسول کا ذکر کرتا ہے تو اس کے ساتھ اتباع و اطاعت کا تذکرہ لازم ملتا ہے اور احادیثِ مطہرہ میں بھی یہی اسلوب دھرایا گیا ہے۔

گویا کہ الٰہی اور نبوی نگاہ میں عشق و اتباع اور الفت و اطاعت لازم وملزوم چیزیں ہیں اور یہی چیز تو ایمان کی بشاشت کا باعث ہے حقیقت کے آئینے میں دیکھا جائے تو یہ عکس بہت واضح نظر آئیگا کہ دلی محبت کے ساتھ ساتھ ظاہری طور پر بھی ہر ہر عمل میں اپنی خواہشات کو چھوڑ کر نبوی تعلیمات کو اپنانا ہی حقیقی عشق کا آئینہ دار ہے۔

دل ان کے ذکرِ خیر سے بھرتا نہیں   میرے نبی کے نام میں ایسی مٹھاس ہے
سرکار کے مقام سے ہیں آشنا وہی   پہلو میں جن کے قلبِ حقیقت شناس ہے
عابد مرا عقیدہ و مسلک ہے بس یہی   عشق رسول ہاشمی دیں کی اساس ہے

سرمایۂ اہل سنت، عاشقِ سید الانام، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سرفراز خان صفدر اختصاراً لکھتے ہیں:...... ''مومن کے صاف اور شفاف دل میں سب سے پہلے اور سب سے بڑھ کر خالقِ کائنات منعمِ حقیقی اور ربِ ذوالجلال کی محبت ہوتی ہے اس کے دل کے اس خانہ میں کسی اور کی محبت کے لئے مطلقاً کوئی جگہ اور گنجائش ہی نہیں ہوتی؛

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ، اور وہ لوگ جو ایمان لائے ان کی سب سے بڑھ کر محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے اس کے بعد مومن کے دل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت گہرے سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارتی ہے اور اس محبت کے مقابلہ میں مخلوق میں سے کسی بھی فرد کی محبت اور عقیدت کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور نہ مومن اس کو قابلِ التفات ہی سمجھتا ہے یہ محبت محض عشق وعقیدت کے درجہ کی نہیں بلکہ تصدیقِ اذعان اور پختہ عقیدہ کی آخری حد ہے اور یہ مدارِ ایمان اور باعثِ نجات ہے۔ اس محبت کا ظاہری طور پر اظہار آپ کی صحیح فرمانبرداری اور اطاعت سے ہوتا ہے اور جس درجہ کی محبت دل میں موجزن ہوتی ہے اسی انداز کی اطاعت کا مُحِب سے صدور ہوتا ہے۔ (عباراتِ اکابر، صفحہ:۹)

عشقِ رسالت کے تقاضے:۔

ختمی مرتبت، امام الانبیاء، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے رسول ہونے کے ناطے سے امت پر آپ کے کچھ حقوق واجبہ ہیں، اور ساتھ ہی ساتھ حُبِ رسول کے کچھ لازمی تقاضے بھی ہیں۔ ان میں بالخصوص یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت ومحبت کی جائے، آپ کی تعظیم وتوقیر کی جائے، آپ کی اتباع واطاعت کی جائے، آپ کی سنتوں سے

محبت کی جائے۔ سطورِ ذیل میں ان حقوقِ رسالت کا ذرا تفصیلی تذکرہ، صحابہ کی زندگیوں پر ایک نظر...... اور اکابرِ دیو بند کی ذات نبوت سے وابستگیوں کا طائرانہ منظر پیش کیا ہے تا کہ پتہ چلے کہ ان میں ذاتِ رسالت کا ادب کس قدر تھا، تعظیم کا انداز کیا تھا، توقیر کے جذبات کیسے تھے؟ اتباع میں اور جاں نثاری میں تاریخ نے ان سے کیا دیکھا اور پایا، الفت وشیفتگی میں ان کی مثالیں کیا کیا ملتی ہیں؟ محبت کی فراوانی اور عشق کی جولانی کا حال کیا تھا؟ ''اگر چہ ان اکابر سے پوری واقفیت رکھنے والے حضرات سے معیارِ عشق واتباعِ نبی کے نمونے ہرگز پوشیدہ نہیں رہے مگر عام مسلمان ان ایمان افروز واقعات سے آگاہ نہ رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ طبقہ علمائے دیو بند کا ایک آفتاب عالم تاب بن کر افقِ عالم سے طلوع ہونا اور اطراف واکنافِ عالم کو اپنے علم وعرفان کی شعاعوں سے منور کر دینا گویا ظلمت کدۂ ہند میں جو سطوتِ اسلامی کے آخری چراغ گل ہو جانے کے بعد سخت تاریکیوں میں گھرا ہوا تھا، بحکمِ تبعیت ووراثت ان انوارِ نبوت کے پھیلانے کا منظر پیش کر رہا ہے جو شمعِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے دنیائے شرک وکفر کی ظلمت کو مٹانے کے لئے عکس ریز ہوئے تھے اور ان کی یہ کامیابی اور اس کے باعث فروغ دینی اس بات کے شاہدِ عدل ہیں کہ ان حضرات کے سینے جیسا کہ علومِ نبوت سے معمور تھے اس طرح اسرار وحِکَمِ نبوت سے بھی بھر پور تھے اور یہی وہ مرتبہ ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارثین کاملین کو عطا ہوتا ہے۔ اللهم اجعلنا من مقتفی آثارهم'' (حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت فیوضہم، در پیش لفظ، بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیو بند)

☆...... اس ذاتِ باری کا از حد شکر ہے کہ اس نے علماءِ دیو بند کے ساتھ ہمیں نسبت عطا کی ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ الفت ومحبت اور اتباع واطاعت میں کامل ہیں، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھتے ہیں، آپ کی ذات سے، صفات سے، برکات وتبرکات

سے، آپ کے احباب واصحاب اور اہلِ بیت سے محبت وافر اور الفتِ باطن وظاہر نصیب ہے۔ ان کی نگاہ میں، جو قول و عمل، فکر و نظر، شخص و فرد، ذاتِ نبوت سے وابستہ ہے وہ عظیم تر ہے اور جس کا حضور ﷺ سے تعلق نہیں اس کی حیثیت مثل پرکاہ بھی نہیں۔

ولی ہو یا صحابی، نبیٔ مرسل ہو یا ملکِ مقدس ہو، جو مقام و مرتبہ آپ کا ہے وہ کسی کا نہیں، اور جو مقام آپ کو ہے وہ خیال و فکر سے بلند تر ہے ہر نگاہ و نظر سے وراء الوراء ہے۔ یوں آپ کی ذات، خالق کی چہیتی اور بے مثل و بے مثال ذات ہے۔ آپ قدرت کا لا جواب شاہکار ہیں، آپ کی نبوت و رسالت بے مثال، آپ کی برکات بے مثال، انوارات بے مثال، اصحاب و ازواج اور اولاد بے مثال ہیں، آپ کا زمانہ بے مثال، اخلاق و اعمال بے مثال، حسن و جمال بے مثال، عادات و خصال بے مثال، کردار و مقال بے مثل و بے مثال ہے

اللہم صل علیٰ محمد وآلہٖ بقدرِ حُسنہٖ وجمالہٖ۔

☆...... آپ ﷺ کی تعظیم نہ ہو تو ایمان کامل نہیں، توقیر نہ ہو تو اسلام مکمل نہیں، آپ کی عظمت دل میں نہ ہو تو حقِ اطاعت ادا نہیں ہوتا، جس کو آپ کی ذاتِ بابرکات سے بغض ہو وہ کمالِ ایمان تو کیا کمالِ انسانیت بھی پا نہیں سکتا، جو آپ کے قدموں پہ نثار نہ ہو وہ غلام ہی کیسا ہو سکتا ہے؟ جو محبت نہ رکھے وہ صاحبِ ایمان ہی کیسا ہو سکتا ہے؟ جو آپ کا حق نہ پہچانے وہ انسان ہی کیسے ہو سکتا ہے؟ جو قول و عمل، کردار و گفتار میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب نگاہ نہ دوڑائے وہ کاہے کا مسلمان اور کیسا صاحبِ ایمان ہے؟...... بلاشبہ آپ خالق کے بعد مخلوق میں سب سے عظیم ہی عظیم ہیں۔

☆...... آپ کی اتباع واطاعت کے بغیر ایمان والے کی اور پہچان ہی بھلا کیا ہو سکتی ہے، اعمال واخلاق میں نبوت کا انداز، سیرت کی جھلک، سنت کی چمک، حدیث کی لذت، نسبت کی برکت، اور غلامی کی عظمت حاصل نہ ہو تو مدارِ ایمان ہی مفقود اور زندگی پیکرِ حسرت اور محض

بے سود ہے۔

اسی تناظر میں دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے جہاں سنت سے محبت، ایمان کا حصہ ہے وہاں بدعت سے نفرت بھی غلامانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے۔ بس محبوب کی ادا کے سوا کوئی ادا پسند نہ ہو، آپ ﷺ کے ارشادِ مبارکہ، آپ کے آئین وفرامین، سنت مطہرہ، اسوۂ مبارکہ، حیاتِ طیبہ اور سیرتِ عظمیٰ کے مقابل ومتصادم جو بھی قول وعمل ہو اس سے طبعی نفرت، حصۂ ایمان ہے اور جزوِ اسلام بھی۔

جان لیجئے کہ آپ ﷺ کی غلامی میں عظمت یقینی جاننا، آپ کی نوکری میں عزت، چاکری میں رفعت، آپ کی خاکروبی میں وجاہت، آپ کی خدمت میں جہاں بھر کی مخدومیت جاننا، سمجھنا اور یقین بنا لینا، بلا شبہ ایمان کا جزوِ لاینفک ہے۔

☆ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو وہ اور کسی کو کب نگاہ میں لائے گا؟
جس کو آپ کی سنت سے محبت ہو وہ کسی اور کے طریقہ کی جانب کب نظر دوڑائے گا؟
جس کو آپ کے ارشادات سچے لگتے ہوں وہ کسی اور کی بات کب خاطر میں لائے گا؟
جس کو آپ کی غلامی کا تاج مل جائے وہ تاج وتختِ شاہی کی طلب کہاں رکھے گا؟

قدرت کی شان عجب ہے! ان دُرویشوں کو، دیو بند کے اکابر وعلماء کو اک شانِ حسینی (رضی اللہ عنہ) کی عجیب جھلک عطا ہوئی ہے کہ ہر باطل سے ٹکرا جانا، تہی دامن ہوں تو بھی حق کے لئے خون میں نہا جانا، جلالِ شاہی کو خاطر میں نہ لانا، سنت کو پیٹھ نہ دکھانا، الفت کے ساتھ اطاعت کا مظہر بن جانا، محبت کے ہمراہ اتباع کا اثر بن جانا، اللہ نے ان کی فطرت میں رکھ چھوڑا ہے۔

ایک زمانے میں کوتاہ فکری سے کام لے کر انہیں آزمایا گیا، عبارات کی قطع برید کے ساتھ حرمین کی تائید کو ذریعہ بنا کر انہیں مٹانا چاہا، تو قدرت نے دستگیری فرمائی، اور کیا خوب

شانِ حبیب (ﷺ) جلوہ گر ہوئی ، کہ حرمین کا چپہ چپہ ، وقت کا ہر عالم ، مفتی ، فقیہہ و محدث ان کے حق میں بول پڑا اور وہ پاک زمینِ حجاز خود فریقِ ثانی پر ممنوع ٹھہر گئی ، یہ دینے والے کی دین ہے اور کیا ہے؟ یہ بالیقین اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا اثر ہے ۔ فللّٰه المنة والشكر

☆......نمود و نمائش کے اس دور میں آج ہر دوسرا آدمی محبت ، محبت کی ایک خام صدا لگا رہا ہے شہرت کا یہ ڈھول پیٹا جا رہا ہے کہ عاشق تو صرف ہم ہی ہیں ، اس خام صدا کے برعکس ، دعویٰ ہائے جذب و جنوں کے شور میں ، مجھ سے ان لوگوں کا سراپا فراموش نہیں ہو رہا جو حق کے سپاہی بھی تھے الفت کے راہی بھی ، باطل کے مٹانے والے بھی تھے اور عملاً اتباع و اطاعت کے دیپ جلانے والے بھی تھے ۔

❁......وہ عالی مقام عالم ، وہ حق کا بے تیغ سپاہی ، مجھ یاد آ رہا ہے جب دشمن تعاقب میں تھا موت تلاش میں تھی ، لوگوں کے کہنے پر مردِ جری نے تین دن کی روپوشی کے بعد برسرِ عام چلنا پھرنا شروع کر دیا ، لوگ تڑپ کے مشورہ دینے لگے : خدارا ! آپ روپوش رہیں ، وقت کو آپ کی ضرورت ہے ، تو وہ بولا : لوگو ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں صرف تین دن روپوش رہے تھے ، اب جان جاتی ہے تو چلی جائے میں اس سنت سے آگے نہیں بڑھ سکتا ، وہ دار العلوم کا بانی جو مدینہ کے کوہ و جبل نظر آتے ہی اپنی سواری سے اتر کر از روئے ادب پیدل چلنا شروع کر دیتا ہے ، وہ جس نے سرزمین مدینہ پر پاؤں میں جوتا اس لئے نہیں پہنا ، مبادا کہ میرا جوتا اس جگہ پر لگ جائے جہاں سید الرسل ، محبوبِ کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کا مبارک تلوا لگا ہو اور بے ادبی نہ ہو جائے ۔

❁......مجھے یاد آتا ہے وہ فقیہہِ دوراں ، وہ دانائے زمانہ ، وہ امامِ وقت ، وہ مردِ گنگوہ ، کہ لوگوں

نے کہا: بینائی تو چلی گئی ہے اور آنکھوں میں سرمہ کیوں لگا رہے ہیں؟ فرمایا: بصارت رہے نہ رہے سنت کو کسی حال میں چھوڑا نہیں جا سکتا۔

❁...... مجھے وہ ہند کا شیخ یاد آتا ہے جو اسیری میں بیٹھ کر، جیل کے در و دیوار کو قرآن کے ترجمہ و تفسیر کی روشنی سے جگمگاتا رہا، اور سنتِ یوسفی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق خدمتِ دین میں مصروف رہا اور قرآن کا بے مثال ترجمہ لکھتا رہا۔

❁...... مجھے وہ گل مثل گلشن، فرد، نظیرِ انجمن، وہ اندرابی کشمیری نہیں بھولتا، جس کے ادب کا یہ عالم ہے کہ کوئی عام دینیات بھی کبھی بے وضو نہیں چھوئی، جس کو غم اندوہ کی [illegible] ہفتے خون کے اسہال شروع ہو جاتے تھے جس ہفتے میں خواب [illegible] سیراب نہ ہوتی تھیں، کہ جانے کیا خطا ہو گئی، زیارت کیوں نہیں ہو رہی؟

❁...... مجھے وہ مجددِ ملت، شیخ وقت یاد آتا ہے جو فرما رہا ہے کہ میں نے تین دن تک اپنے تمام معمولات و مشاغل کو بغور دیکھا، سوچا، بہت سوچا مگر مجھے اپنا کوئی عمل خلاف سنت نظر نہ آیا، مجھے وہ خود چارپائی کی پائنتی کی جانب بیٹھا نظر آیا اور کھانے کو سرہانے کی جانب رکھ کر احترام نعمت کا سبق دے رہا تھا، چودہ سو، رسائل و کتب لکھنے کی جسے رب تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور پسِ وفات وہ یوں نظر آیا کہ اس کی انگشتِ شہادت سے آسمان تک نور کی ایک کرن روشن تھی۔

❁...... مجھے وہ میرٹھی محدث مدینہ میں لوگوں سے دعا کرواتا نظر آیا: لوگو! میرے لئے دعا کرو، اللہ تعالیٰ مجھے مدینے لایا ہے اب واپس نہ لے جائے، مجھے زندگی کی اتنی تمنا نہیں جتنی مدینہ کی مٹی میں دفن ہونے کی تمنا اور آرزو ہے، محبوب کے کوچے کو چھوڑنا مجھے گوارا نہیں۔

❁...... مجھے اس عظیم مدبر اور بے مثال محدث کی یاد تڑپا رہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر اٹھارہ سال حدیث پڑھانے کے لئے قبول فرمایا، دیکھو وہ

حدیث پڑھاتے ہوئے کس فنائیت سے یہ جملہ کہہ رہا ہے: قال صاحب ھٰذا القبر، وہ اپنی داڑھی سے روضہ اطہر کی صفائی کرتے ہوئے کہہ رہا ہے جس کی سنت ہے اسی پر قربان کر رہا ہوں، وہ جو آنگن میں کیکر کا درخت بڑے شوق سے لگوا رہا تھا اور پوچھنے والوں کو بتا رہا تھا کہ یہ کیکر اس نسبت کے پیش نظر لگوایا جا رہا ہے کہ بیعتِ رضوان جس درخت کے نیچے بیٹھ کر محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لی تھی وہ درخت بھی کیکر کا تھا، اسے دیکھ کر روزانہ مجھے وہ منظر یاد آجایا کرے گا۔

❁...... مجھے وہ ناتواں ونحیف الیاسی وجود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں امت پر غم اور گریہ میں ہلکورے کھاتا اور بلکتا ہوا نظر آتا ہے، وہ جس کی سسکیوں اور آہوں میں ایک بات بخوبی سمجھ آرہی ہے کہ: لوگو! اللہ کے بندے ہو تو اس کا حکم مانو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو تو ان کی غلامی اپنا لو، آج اس بندۂ خدا کی اخلاص کی برکت سے لاکھوں نہیں کروڑوں لوگ شمعِ نبوت کی روشنی سے دلوں کو منور کر رہے ہیں۔

❁...... لاہور کا وہ شیخ التفسیر مجھے نہیں بھولتا، جو وارث شاہ کو خطاب کر کے کہہ رہا ہے: دیکھو وارث! اللہ تعالیٰ کی بے نیازی دیکھو تجھ سید سے ہیر وارث (داستان ہیر رانجھا) لکھوالیتا ہے اور ایک ہندو کو ایمان کی دولت سے نواز کر اس کے بیٹے سے اپنے قرآن کی تفسیر لکھوالیتا ہے۔

❁...... آج مجھے وہ فقیہہ ومفتی یاد آتا ہے جس سے کسی نے پوچھا: حضرت! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے کہ خواب میں زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہو جائے، تو جواباً فرمایا: میاں بڑا حوصلہ ہے تمہارا، تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی تاب رکھتے ہو، مجھ میں تو یہ حوصلہ نہیں اور اپنی گناہگار آنکھوں سے یہ تمنا کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔

❁...... مجھے وہ بخاری عاشق نظر آتا ہے جسے دیکھ کر انگریز سپرنٹنڈنٹ مبہوت ہو جاتا ہے کہ جیل میں یہ عاشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تلاوتِ قرآن کر رہا ہے اور اس کی حصے کی چکی آپ

ہی آپ کرامت سے چل رہی ہے، وہ جو عاشقانہ انداز میں قرآن پڑھتا تو ساری ساری رات پڑھ کر سناتا اور لوگوں کے دلوں کو تڑپاتا ہی رہا مسلمان تو مسلمان ہندو بھی ہمہ تن گوش ہو کر جس سے کلامِ الٰہی سنتے رہیں، سر دُھنتے رہیں اور عشق کے موتی چنتے رہیں

-------عشقِ رسول ﷺ اور اصحابِ رسول--------

ایسے لوگوں کے تذکرے سے وہ اصحابِ رسول یاد آتے ہیں جن کی شب و روز کی زندگی عشق و محبت کے لافانی نقوش سے بھری ہوئی ہے کون ہے افرادِ امت میں سے جوان سا سعادت مند ہو سکتا ہے رشکِ ملائک تھیں وہ زندگیاں اور یقیناً نجوم و کواکب بھی اس دور پر، اور اس دور کے اہل ایمان پر رشک سے جھوم جھوم جاتے ہوں گے ۔

جب وہ امام الانبیاء یاد آتے ہیں تو وہ قدسی صفات صحابہ بھی یاد آتے ہیں جن کی طاعتیں بے شمار، جن کی محبتیں بے لوث اور بے حساب، جن کی جانثاریاں بے مثل اور جن کی قربانیاں لازوال تھیں، ہاں وہی تو جنہیں عفا اللہ عنھم (عفا عنکم) کہہ کر رب نے بے مثال بنا دیا، وہی جن کو فتاب علیھم کا سائباں خود رب نے میسر فرمایا ہے اور پھر کامرانیوں کے ابدی نقوش اور کامیابیوں کے اعزاز میں پروانۂ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ عطا فرمایا اور پھر اسی فرمانِ رضا کے ساتھ ان کو بعد میں آنے والوں کے لئے ہمیشہ کے لئے ممتاز اور قابلِ فخر بنا دیا۔ ان کا عشق و وفا کا پیمانہ ہی بہت بلند ہے اس لئے کہ ان کا معیار بھی بہت سر بلند تھا ذخیرۂ احادیث میں ان کے صدق و صفا اور تسلیم و رضا کے واقعات ہی ان کے عشقِ کامل کا پتہ دیتے ہیں

☆ مسلم شریف کی چند احادیث کے مطالیب پر نظر دوڑائیے حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے چند معززین کو دعوت میں شراب پیش کر رہے ہیں اسی اثناء میں ایک ندا سنی گئی تو صاحبِ خانہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس! ذرا

معلوم تو کیجئے کہ باہر گلی میں کیا صدا بلند کی جارہی ہے وہ گئے اور آکر یہ خبر دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کہ اعلانِ عام کیا جارہا ہے: اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ :خبردار ! شراب حرام قرار دیدی گئی ہے۔ صاحبِ خانہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت یہ حکم دیا کہ اُخْرُجْ فَاهْرِقْهَا فهرقتُها: جاؤ یہ مٹکے لے جاؤ اور انہیں توڑ دو، تو میں نے باہر گلی میں لے جا کر وہ توڑ ڈالے۔

غور فرمایئے کہ اک لمحہ بھر میں شراب جیسی چیز کو دھتکار دیا اک لمحہ بھر میں مدتوں کی چاہت کا ساماں نظروں سے گرادیا۔ کیا وفورِ عشق کا اس سے بڑھ کر نمونہ کوئی دکھلا سکے گا کون کسی کی چاہت میں اتنا بے مثال ہوا ہے، نہیں کوئی نہیں ،۔ اسی حدیث کی ایک اور روایت کے الفاظ بھی بڑے دلچسپ ہیں يَا اَنَسُ ! اَرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ :اے انس [رضی اللہ عنہ] یہ شراب کے مٹکے بہادو، گویا کہہ رہے ہوں کہ جو چیز محبوب کی نظر میں ناپسند ہے اسے کوڑے کے ڈھیر پہ پھینک آؤ۔

اہل دل! اربابِ نظر! ذرا اور آگے بڑھیے، اگلی بات سنئے پڑھیے، فَمَا رَاجَعُوْهَا وَلَا سَأَلُوْا عَنْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجلِ :ان اہل عشق و وفا نے پھر پلٹ کے یہ بات پوچھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی ،کہ آقا واقعی آپ نے یوں ارشاد فرمایا تھا ایسا کوئی منادی آپ نے بھیجا تھا، یا کوئی گنجائش کی صورت اس میں ہے کہ نہیں؟ ، برسوں کے عادی جو تھے، حضور! کچھ دنوں کے لئے ،تو کوئی راہ نکالئے ،نہیں جناب! بلکہ اگر کسی نے یہ مشورہ دیا کہ وہ دوائی کے طور تو استعمال کی جاسکتی ہے تو جھٹک دیا اور کہا لیس بدواء ولکنّه داء :نہیں قطعاً نہیں ، یہ نجس تو سراسر بیماری ہے۔

کہنے کی بات تو یہ ہے کہ جنہوں نے شرابِ طہور کا جام نوش کرلیا انہیں کیا ضرورت پڑی اس نجس کو منہ لگانے کی ،ارے جس کی مستی زندگی بھر نہ جائے وہ طاعتِ حبیب کا نشہ، جو

کبھی نہ اترے وہ لقاءِ حبیب کا خمار، جو پی کے بہکنے کا اندیشہ نہیں وہ جامِ الفت، سنت کی حسین صراحی میں وہ چھلکتی مچلتی ہستی، بے کیفی اور سرور و شادمانی، کیا کہنے اس کے، جسے یہ سعادت ہاتھ آ گئی اس نے کچھ نہیں کھویا اور جو اس سے محروم رہا اس نے تو پایا ہی کچھ نہیں، اولاً شرفِ صحابیت اور پھر محبت و اطاعت کے اس قرینے نے جو رنگ دکھایا اس نے صحابہ کو سارے امتیوں سے ممتاز کر دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

تاریخ شاہد ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم **علیہ التحیۃ والتسلیم** کے ساتھ سب سے زیادہ عشق و محبت اور الفت و پیار میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہی سب سے ممتاز نظر آتے ہیں ان کی زندگیاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے معمور تھیں ان کا ہر طرزِ عمل آپ کی مشابہت کا رنگ لئے ہوتا تھا۔ فرائض و واجبات سے لے کر نوافل اور سنن تک ہر جگہ انہوں نے آپ کی پیروی کی۔ اپنی انفرادی عبادت ہو، حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، معاشرتی معاملات ہوں یا اقتصادی حالات، زندگی کا کوئی گوشہ ہو اس میں اتباعِ حبیب کو ہی عشق کا حقیقی مظہر سمجھتے تھے اور یہ بھی یاد رہے کہ اتباع تبھی ممکن ہے کہ جب دل و دماغ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا دیپ روشن ہو، قلوب، عشقِ مصطفیٰ کی چنگاری سے سلگ رہے ہوں اور دلوں کے شفاف آئینے محمدی الفت سے جگمگ جگمگ کرتے ہوں۔

☆......خادمِ شہِ کونین، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکھڑے سے زیادہ حسین منظر کوئی نہیں دیکھا۔ کچھ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بھی تھے جن کو اپنی آنکھیں محض اس لئے عزیز تھیں کہ ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی ہے۔ بمصداقِ......

ع......نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است

☆......ایک صحابی کی آنکھیں جاتی رہیں لوگ عیادت کو آئے تو کہنے لگے یہ آنکھیں تو مجھے اس لئے عزیز تھیں کہ ان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوتی تھی جب وہی نہ رہے تو اب ان آنکھوں کے جانے کا کیا غم ہے۔......کچھ صحابہ ایسے بھی تھے جنہوں نے روز روز کا قصہ ہی پاک کر دیا وہ یوں کہ زندگی کا سب کاروبار چھوڑ کر آپ کی خدمت ہی کے لئے وقف ہو گئے تھے۔......حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی آپ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا آپ کے گھر کا سب کام کاج، حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی کرتے تھے دنیا کے سب دھندوں کو خیر باد کہہ چکے تھے اور خدمتِ نبوی، الفتِ حبیب اور اتباعِ سیدِ دوعالم کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہ تھا۔ زہے قسمت......

☆......حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپ ﷺ سفر کے لئے تشریف لے جاتے ساتھ ہو لیتے آپ کو نعلین پہناتے، آپ کے نعلین مبارک اتارتے، سفر میں آپ کا بچھونا، مسواک، جوتا، اور وضو کا پانی ان ہی کے پاس ہوتا تھا اسی لئے آپ کو صحابہ کرام، سوادِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے تھے یعنی حضور کے میرِ ساماں۔......

☆......حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سارا دن آپ ہی کی خدمت میں رہتے تھے جب آپ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کاشانۂ نبوت میں تشریف لے جاتے تو آپ باہر دروازے پر بیٹھے رہتے کہ شاید آپ کو کوئی کام پڑے اور میرے بھاگ جاگ اٹھیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کی سعادت نصیب ہو جائے۔

☆......ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار......ربیعہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ربیعہ! تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ تو انہوں نے عرض کیا اے رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم شادی کی تو مجھ سے آپ کا آستانہ چھوٹ جائے گا مگر حضور نے بار بار اصرار سے کہا تو

وہ مجبور ہو گئے اور شادی کر لی...... گویا جو خوشی حضور کی وہ خوشی میری ۔

☆...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آپ کے مستقل خدمت گزار تھے آپ سفر پر جاتے تو پیدل آپ کے ساتھ ساتھ چلتے اور آپ کی اونٹنی ہانکتے تھے

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ بچپن ہی میں کاشانۂ نبوت میں ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت وقدم بوسی کے لئے وقف کر گئی تھیں چنانچہ آپ دس سال سے زائد عرصہ تک مسلسل کونین کے آقا کی خدمت کا شرف لوٹتے رہے.

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی پروانۂ شمعِ نبوت بن کر، تادمِ وصالِ محبوب اس جاں نواز اور ایمان پرور خدمت اور معیت وہم نشینی، نیز کتابتِ احادیث جیسی عظیم سعادت میں مصروف رہے۔...... یہ کوئی اکا دُکا واقعات نہیں بلکہ عشق وشیفتگی کی یہی کیفیت وہاں معمول کی حیثیت رکھتی تھی ۔صرف یہی نہیں بلکہ شمعِ رسالت کے پروانے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر سخت سے سخت مصیبتیں جھیلتے رہے وہ صرف مصیبتیں جھیلتے ہی نہ تھے بلکہ ان مصیبتوں میں ایک لذت اور سرور محسوس کرتے تھے محبت کا یہ جذبہ ان میں ایسی سرشاری پیدا کرتا تھا کہ جسم کی کوئی کلفت اور ذہن کی کوئی اذیت انہیں محسوس ہی نہیں ہوتی تھی۔

☆...... صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک بڑی تعداد ایسی تھی جن کی عمر نے اتنی مہلت نہ دی کہ وہ اسلام کی غربت کے ساتھ اسلام کے عروج واقبال کا زمانہ بھی دیکھتے اور...... عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی طرح کہہ سکتے كُنْتُ فِي مَنْ فَتَحَ كُنُوزَ كِسْرٰى : میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو کھولا ،تاہم جب دنیا سے گئے تو اس عالم میں گئے کہ ان سے زیادہ خوشحالی میں شاید ہی کسی نے دنیا چھوڑی ہو۔

بہر حال بدر واحد کے شہداء ہوں یا تبوک وحنین کے ،اسلام کی فتح یابیوں اور

کامرانیوں کے لئے انہوں نے تاریخی مثالیں قائم کیں۔...... یہ عشق رسول ہی کا پیدا کیا ہوا جوش تھا کہ جب آپ ﷺ بدر میں لشکر کو ترتیب دیتے ہیں تو بچے...... اپنا قد لمبا ظاہر کرنے کے لئے ایڑیاں اٹھا لیتے ہیں اور بوڑھے...... اپنا سینہ پھلا کر جوانوں کی طرح اکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں صرف اس لئے کہ کہیں ان کے بڑھاپے اور کمزوری کی بنا پر انہیں جنگ کی شرکت سے روک نہ دیا جائے...... اور وہ اپنے محبوب کی حفاظت کے لئے جان دینے سے محروم نہ رہ جائیں...... احد کے میدان میں وقتی طور پر کفار غالب آ جاتے ہیں ان کی بھرپور کوشش ہے کہ شمع نبوت کی اس لَو کو ہمیشہ کے لئے بے نور کر دیں مگر پروانے...... اس شمع کے گرد جمع ہیں عشق کی آگ میں خود کو جلا کر بھی ناموسِ رسالت کو مٹنے نہیں دیتے۔

☆...... حضرت عبداللہ بن مغفل باہر نکلے، دیکھا، چھوٹا بھتیجا کھیل میں مصروف ہے کھیل کیا تھا؟ نادانی کی ایک خطرناک حرکت تھی، انگوٹھے پر چھوٹی سی کنکری رکھ کر انگلی سے اس کو پھینک رہا ہے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فوراً ٹوکا، بھتیجے! ایسا نہ، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کھیل سے کچھ فائدہ نہیں، نہ اس کنکری سے شکار ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس حرکت سے دشمن کو نقصان پہنچایا جا سکتا ہے ہاں اتفاقاً کسی کو لگ جائے تو آنکھ پھوٹ جائے، دانت ٹوٹ جائے۔

بھتیجا کم عمر تھا نفع نقصان کا ادراک بھی عمر کے مطابق تھا چچا کی بات ایک کان سے سنی دوسرے کان سے نکال دی۔ تھوڑی دیر میں جیسے ہی چچا کو اپنی جانب سے غافل پایا ...... پھر کنکری اٹھا کر انگوٹھے پر رکھی انگلی سے پھینکنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن مغفل نے دیکھ لیا، فرمایا: بھتیجے! میں تو تمہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سناؤں اور تم پھر وہی کام کرو۔ خدا کی قسم! میں اب تم سے کبھی بات نہیں کروں گا، نہ تمہارے جنازے میں شریک ہوں گا نہ تمہاری عیادت کروں گا......!

اللہ اکبر پیروی ٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہاء دیکھئے...... عشق رسول ایمان کی نشانی ہے اور آخرت میں موجب بلندی ٔ درجات ہے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ مثالِ واحد نہیں جب بھی صحابہ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی قولی یا فعلی سنت سے بے پروائی برتی گئی، ردِ عمل اسی طرح یا کبھی کبھی اس سے بھی شدید صورت میں ظاہر ہوا...... واقعہ کی نوعیت آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے، حضور ﷺ کی تعلیم سے تغافل چھوٹے بچے کی جانب سے بھی برداشت نہیں...... آج ہماری زبان لاکھ دعویٰ کرے کہ ہم عاشق رسول ہیں عملی زندگی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو ہمارا دعویٰ باطل اور ہماری زبان کاذب ہے۔

☆...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حقیقی بیٹا عبدالرحمٰن بن ابی بکر کفار کے ساتھ بدر کے میدان میں موجود تھا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی...... تو تلوار لیکر اس کے قتل کو لپکے اور پکارا: کہ اے دشمنِ خدا ! مگر رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے پر آپ اس کے قتل سے باز رہے......

☆...... حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کر ڈالا۔ اسی میدان میں...... حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ کو مقابلے کے لئے طلب کیا مگر وہ سامنے نہ آیا......

☆...... عاص بن ہشام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حقیقی ماموں تھا جب وہ ان کی زد میں آیا تو پکارا اَنْتَ یَا ابنَ اُختِی ہمیرے بھانجے کیا تو مجھے قتل کرے گا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نَعَمْ یَا عَدُوَّ اللہِ ہاں اے دشمن خدا! کہہ کر اس کا کام تمام کر ڈالا۔

☆...... حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن...... ان کے سمجھانے پر بھی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے سے باز نہ آئی تو انہوں نے اس کافرہ کو قتل کر ڈالا، اور ہاں! بہن کی محبت عشقِ رسول ﷺ کے سامنے کیا حیثیت رکھتی تھی۔ ...... جنگِ احد میں سعد

بن ربیع رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ زخمیوں میں پڑے دم توڑ رہے ہیں پوچھا: کوئی وصیت ہو تو بتلایئے: کہا، اللہ کے رسول ﷺ کو میرا سلام پہنچا دینا اور میری قوم سے کہہ دینا کہ راہِ خدا میں اپنی جانیں نثار کرتے رہیں سبحان اللہ! وقتِ شہادت اور پاسِ الفت و اطاعت، کیا کہنے!

☆ ایک اور جاں نثار...... عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ زخموں سے چور، جان کنی کی حالت میں تھے کہ خود حضور ﷺ سرہانے پہنچ گئے.. اور عمارہ کے بھاگ جاگ اٹھے.. فرمایا: عمارہ! کوئی آرزو ہو تو کہو! حضرت عمارہ نے زخموں سے چور جسم گھسیٹ کر آپ کے قدموں کے قریب کر دیا اور درد بھری آواز میں بولے...... میری آرزو یہ ہے کہ جان نکلتے وقت آپ کے چہرے پر میری نظریں جمی ہوئی ہوں اور میری نظروں میں آپ کے سوا کچھ نہ ہو۔ ہاں جاں لٹا کے بھی تیری محبت کا اثر چاہیے۔ اللہ اکبر...... یہ مردانِ حق، رجالِ صحبت، اور اصحابِ جنت تو ایک طرف، آقا کی...... الفت و شیفتگی کا دم بھرنے والی......

صحابیات تک کا حال یہ تھا کہ بیک وقت انہیں ان کے شوہر، بھائی اور باپ کے شہید ہو جانے کی خبر سنائی جاتی تھی اور وہ کہتی تھیں یہ تو ہو چکا مگر یہ بھی تو بتلاؤ...... کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حال کیا ہے؟

جی ہاں! یہی وہ نفوسِ قدسیہ تھے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے سید الاولین والآخرین کی صحبت کے لئے چن لیا تھا اور آفتابِ نبوت کی شعائیں براہِ راست ان کے سینوں پر پڑتی تھیں اور اس سعادتِ عظمیٰ میں کوئی طبقہ اُمت ان کا سہیم و شریک نہیں ہے۔

کلامِ نبوی سننے کی جو لذت ان کانوں نے حاصل کی تھی تو اس وصف میں کوئی ان کا ہمسر نہیں ہو سکتا، راہِ خدا میں دینے کے لئے جب یہ اپنا مال لاتے تو حضور علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے قبولیت کا پروانہ دیتے، حضور خطاب کے لئے گویا ہوتے تو سامع اور مخاطب یہی ہوتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پر سوز اور ایمان پرور دعاؤں پر آمین کہنے کا شرف حاصل

کرنے والے اور آپ کی دعاؤں کا مصداق بننے والے وہی لوگ تو تھے۔ آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت انہی کا حصہ تھا۔ نمازوں میں جب کلامِ الٰہی کی تلاوت کا زبانِ نبوی سے حق ادا کیا جاتا تھا تو سماعت کی لذت سے سرشار ہونے والے وہی تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے اھدنا الصراط المستقیم تو اس دعا کی فوری اجابت پر ہدایت کاملہ کا معیار انہی کو بنایا جاتا تھا نزولِ قرآن کے عینی شاہد وہی تھے۔ خوش نصیبوں کے اس ڈھیر اور سعادتوں کے لامتناہی خزانوں کے وہ لاشریک مالک تھے۔

☆...... کچھ خوش نصیب تو ایسے بھی تھے کہ وحی میں ان کا نام لے لے کر سلام پہنچایا جاتا تھا یا قرآن پاک سنانے کی فرمائش کی جاتی تھی اور وہ اپنی نمناک آنکھوں سے پوچھتے کہ انّ اللّٰہ سمّانی : آقا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام بھی لیا ہے؟...... ہاں تو کچھ ایسے بھی تھے کہ جو کہتے تھے آقا! لو شئت لأتیتُ برأسه اگر کہیں تو اپنے منافق باپ کا سر کاٹ کر پیش کردوں؟ ہاں ان تمام سعادتوں میں کون ان کا مثیل وسہیم ہوسکتا ہے اسی لئے ہی تو خالق نے انہیں یہ بے مثال اعزاز عطا فرمایا: رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

صحابہ کے ادب وعشق اور الفت وعظمت کی چند مزید مثالیں:۔

اصحابِ پیمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ادب وعشق اور الفت وعظمت کی درخشندہ اور تابندہ مثالوں سے کتبِ احادیث وسیرت بھری ہوئی ہیں جن میں سے چند مثالیں بحوالۂ کتاب "باادب، بانصیب" ملاحظہ فرمائیں:۔

اپنے محبوب کے بغیر طوافِ کعبہ سے انکار کردیا:۔

☆ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا

نمائندہ بنا کر مصالحت کی غرض سے مکہ بھیجا۔ خود بنفس نفیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا۔ حضرت عثمان غنی ؓ نے قریشِ مکہ سے تفصیلی بات چیت کی مگر انہوں نے مسلمانوں کو عمرے کی اجازت دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کئی دن کی مساعیٔ جمیلہ کے باوجود کوئی امید بر نہ آئی۔ صنادیدِ قریش اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔

چند ایک نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی کہ اگر آپ خود عمرہ کرنا چاہتے ہیں تو ہماری طرف سے آپ کو اجازت ہے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف سے روک دیا جائے اور میں خود طواف کرلوں ۔قریشِ مکہ کے دلوں پر یہ بات بجلی بن کر گری۔ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عشق وادب میں اتنا کمال نصیب ہو چکا ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جب واپس تشریف لائے تو بعض صحابہ نے پوچھا کہ کیا آپ طواف کر آئے ہیں؟ تو آپ نے جواب دیا "اللہ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال بھی ٹھہرا رہتا اور میرے آقا ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو میں اپنے محبوب ﷺ کے بغیر طواف نہ کرتا۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ ہمزیہ میں کیا خوب ارشاد فرمایا ہے

وابیٰ یطوف بالبیت اذلم یدن منه الی النبی فناء

فجزته عنها ببیعت رضوان ید من نبیه بیضاء

ادب عند مضاعف الاعمال بالترک جند الادباء

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کے طواف سے انکار کیا چونکہ اس کی کوئی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نہ تھی پس ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یدِ بیضاء نے بیعتِ رضوان میں اس نیک عمل کا بدلہ عطا کر دیا (تنہا طواف نہ کرنا) ایسا جذبۂ ادب تھا کہ جس

کے سبب ان کو (طواف کرنے کا) دوگنا ثواب ملا۔ اصحابِ رسول ﷺ کیا خوب ادب وعشق کرنے والے تھے)

یہی عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ صفتِ حیاوادب میں دوسرے صحابہ پر سبقت لے گئے فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے نبی علیہ السلام سے بیعت کی اس وقت سے لے کر آج تک ادب کی وجہ سے میں نے دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

میں نے کبھی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا:۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو نمائندہ بنا کر بھیجا تا کہ مصالحت کی شرائط طے کی جا سکیں عروہ انتہائی ذہین اور جہاں دیدہ آدمی تھے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچتے ہی ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لیا۔ حتّٰی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ کر گفتگو کرنے کے دوران کن انکھیوں سے صحابہ کرام کی حرکات وسکنات کو دیکھا۔ جب وہ قریشِ مکہ کے پاس واپس آئے تو شمعِ رسالت کے پروانوں کے بارے میں درج ذیل تأثرات بیان کئے

یا قوم !والله لقد وفدت علی الملوك ووفدت علی قیصر و کسرٰی والنجاشی ....والله ان رایت ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظمه اصحاب محمد محمدا ۔ واذا امرهم ابتدروا امره واذا توضأ کادوا یقتلون علی وضوئه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده وما یحمدون علیه النظر تعظیما له...... [صحیح مسلم]

ترجمہ اے میری قوم!

اللہ کی قسم! میں قیصر وکسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوا ہوں میں نے کبھی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ان کی کرتے ہیں اللہ کی قسم! جب وہ تھوک بھی

پھینکتے ہیں تو ان کے اصحاب اپنے ہاتھ پر لے لیتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کا پانی لینے کیلئے اصحاب ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جب کوئی حکم صادر فرماتے ہیں تو ان کے اصحاب اس کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ کلام فرماتے ہیں تو ان کے اصحاب کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں مزید برآں اصحاب انہیں بڑی محبت اور الفت اور ادب و عشق کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ادبِ نبوی کی گواہی اس سے اچھے الفاظ میں دینی مشکل ہے تعریف اگر دشمن کی زبان سے نکلے تو اس کی اہمیت زیادہ ہو جاتی ہے...... آفرین ہے ان مقدس ہستیوں پر جنہوں نے اپنے آداب و اخلاق کا لوہا دشمنوں سے بھی منوالیا۔

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی

بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

(ادب ایک تاج ہے جو اللہ تعالیٰ کے لطف و مہربانی سے ملتا ہے اسے اپنے سر پر رکھ اور جہاں چاہے جا[عزت پائے گا])

☆ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر:۔

غزوۂ بدر کے موقع پر مقامِ صفرا میں حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

امض لما امرك الله تعالىٰ فنحن معك والله لا نقول كما قالت بنو اسرائيل لموسىٰ عليه السلام اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ولكن اذهب انت وربك فقاتلا انا معكما مقاتلون :اے رسولِ خدا ﷺ! جس چیز کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے اس کو انجام دیجئے ہم سب آپ کے ساتھ ہیں خدا کی قسم! ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ ہرگز نہیں کہیں گے کہ اے موسیٰ علیہ السلام آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم بنی اسرائیل کے برعکس یہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں ہم بھی آپ کے ساتھ مل کر جہاد و قتال کریں گے۔ اور بخاری شریف میں الفاظ یہ ہیں: ولكنا نقاتل عن

يمينك و عن شمالك و بين يديك و خلفك : ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے لڑیں گے راویٔ حدیث حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔

☆وما اخذت منا كان احب الينا مما تركت:۔

حضرت سعد انصاری رضی اللہ عنہ کی محبت وایثار کی لازوال تقریر: يارسول الله ﷺ قد امنا بك وصدّقناك وشهدنا ان ما جئت به هو الحق واعطينا ك علىٰ ذالك عهودا ومواثيقا على السمع والطاعة ولعلك يا رسول الله صلى الله عليه وسلم خرجت لأمر فأحدث الله غيره فامض لما شئت وصل حبال من شئت واقطع حبال من شئت وسالم من شئت وعاد من شئت وخذ من اموالنا ماشئت وما اخذت منا كان احب الينا مما تركت وما امرت به من امرنا فاميرنا متبع لأمرك لئن سرت حتى تاتى برك الغماد لنسيرنّ معك فوالذى بعثك بالحق لو استعرضت بناهذاالبحر لخضناه وما تخلّف منا رجل واحد وما نكره ان نلقى عدونا انا لصبرعند الحرب صدق عند اللقاء ولعل الله يريك منا ماتقرّ به عينك فسر بنا علىٰ بركة الله ۔

ترجمہ:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور اس امر کی گواہی دی کہ آپ جو کچھ لائے ہیں وہی حق ہے اور اطاعت وجان نثاری کے بارے میں ہم آپ کو پختہ عہد ومیثاق دے چکے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مدینہ سے کسی اور ارادہ سے نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ نے دوسری صورت پیدا فرمادی جو منشاء مبارک ہو اس پر چلیئے اور جس سے آپ چاہیں تعلقات قائم فرماویں اور جس سے چاہیں تعلق قطع فرمائیں ،جس سے چاہیں صلح کریں اور جس سے چاہیں دشمنی کریں۔ ہم ہر حال میں آپ کے ساتھ

ہیں۔

ہمارے مال میں سے جس قدر چاہیں لیں اور جس قدر چاہیں ہم کو عطا فرمائیں اور مال کا وہ حصہ جو آپ لیں گے وہ اس مال سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوگا جو آپ ہمارے پاس چھوڑیں گے۔ اور اگر آپ ہم کو برک الغماد جانے کا حکم دیں گے تو بالضرور ہم آپ کے ساتھ جائیں گے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اور اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم اسی وقت سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے کوئی شخص پیچھے نہیں رہے گا ہم دشمنوں سے مقابلہ کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتے۔ البتہ ہم لڑائی کے وقت بڑے صابر اور مقابلہ کے سچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہم سے آپ کو وہ چیز دکھائے گا جس کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ پس اللہ تعالیٰ کے نام پر ہم کو لے چلئے

(سیرۃ المصطفیٰ، جلد۲، ص:۶۴)

آقا کے پاکیزہ بستر پر نہ بیٹھنے دیا:۔

قریش مکہ کے سردار ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا جب مسلمان ہوئیں تو نبی اکرم واطہر صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا۔ ابوسفیان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے جب معاہدہ حدیبیہ ختم ہونے کا وقت آیا تو قریش مکہ نے اس کی مدت میں توسیع کروانا چاہی۔ اس اہم کام کے لئے نظرِ انتخاب ابوسفیان پر پڑی۔ چنانچہ ابو سفیان قریش کے سفیر بن کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہلے آئے۔ سامنے ہی ایک چارپائی پر نبی اکرم، اجمل واحسن صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک بستر بچھا ہوا تھا۔ ابوسفیان نے جونہی اس پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ام حبیبہ نے جلدی سے بستر سمیٹ لیا اور خالی چارپائی کی طرف اشارہ کیا کہ ابا جان! آپ یہاں تشریف رکھیں۔

ابوسفیان اس صورتحال کو صحیح طرح سمجھ نہ سکے لہذا بیٹی سے پوچھا: کہ یہ میرے قابل

نہ تھا یا میں اس بستر کے قابل نہیں؟ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابا جان یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ بچھونا ہے۔ ابو سفیان نے کہا: تو کیا ہوا وہ آپ کے شوہر ہیں اور میں تو آپ کا والد ہوں؟ جواب میں ام المومنین نے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے کہ آپ میرے والد ہیں اور قابلِ تکریم ہیں لیکن آپ کا جسم شرک سے آلودہ اور نجس ہے اور اس بستر کی پاکیزگی پر تو فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! عشقِ رسول اور آدابِ نبوت کا کیا عظیم سبق امت کے لئے چھوڑا۔

قوتِ ایمانی اور محبتِ رسول کا کمال:۔

بنو دینار کی ایک خاتون صحابیہ ایسی تھیں جن کا بھائی، اور شوہر اور باپ جنگ احد میں شہید ہو گئے وہ کہتی تھیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت بتلاؤ تو لوگوں نے کہا آپ بفضلہٖ صحیح وسلامت ہیں وہ کہنے لگیں مجھے دکھا دو آپ ﷺ کہاں ہیں، جب دور سے آقائے کون ومکاں محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے اختیار پکار اٹھیں: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ: آپ سلامت ہیں تو سب کچھ برداشت ہے۔

حضرت انس بن نضر کا جذبہ جانثاری:۔

جنگ احد میں جب یہ مشہور کر دیا گیا تھا کہ (نعوذ باللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہو گئی، اس موقعہ پر چند صحابہ کو دیکھا کہ ہتھیار پھینک دیے ہیں اور مغموم بیٹھے ہیں تو حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ ان سے مخاطب ہو کر جذب ومحبت سے ایک عجیب بات فرمائی: مُوتُوا عَلَىٰ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، آؤ، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان دے دی ہے ہم بھی اسی کام میں اپنی جانیں لٹا دیں، گویا اب زندگی سے کیا حاصل؟ پھر جان نثاری سے لڑتے ہوئے ستر زخم کھا کر شہید ہو گئے۔

حضرت سعد بن ربیع کا ایمان پرور پیغام:۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے اسی غزوہ میں زندگی کے آخری لمحات میں ایک صحابی سے عرض کیا: مہربانی فرما کر میری جانب سے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کہہ دیجئے اور عرض کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے، اور میری قوم کو کہہ دیجئے: کہ جب تک ایک جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں باقی رہے اس وقت تک اگر دشمن نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا تو اللہ کے حضور تمہارا کوئی عذر کام نہیں آئے گا۔

☆ ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ زیب نہیں دیتا......:۔

نبی اکرم و اجمل صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وصال سے پہلے مرض کا غلبہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں نمازوں کی امامت کروائیں چنانچہ آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ میں سترہ نمازیں پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔ وصال مبارک سے دو روز قبل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نمازِ ظہر کی امامت کروا رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شدید علالت کے باوجود حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھوں کا سہارا لے کر جماعت میں شمولیت کے لئے مسجد تشریف لائے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جب اندازہ ہوا کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو آپ دورانِ نماز مصلیٰ امامت سے پیچھے ہٹے...... تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا: کہ اپنی جگہ پر رہیں اور پیچھے نہ ہٹیں...... پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب ہی بیٹھ کر نماز ادا فرمانے لگے...... اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے رہے اور دوسرے صحابہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ

عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے اور یوں یہ نماز مکمل ہوئی اور جب تکمیلِ نماز ہو چکی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: دورانِ نماز آپ پیچھے کیوں ہٹے؟ تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ عرض کیا:

ماکان لابن ابی قحافه ان یصلی بین یدی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم

(ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہو کر نماز پڑھے)

سبحان اللہ کیا شان ہے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی، اپنے عمل سے یہ درس امت کو دیا کہ اصحابِ رسولِ مقبول کبھی بے ساختگی میں بھی حکمِ خداوندی "لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ" نہیں توڑتے۔ (باادب بانصیب صفحہ:۴۳)

☆نحری دون نحرك:۔

......حضرت انس رضی اللہ عنہ کے علاتی باپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو سپر سے ڈھانکے ہوئے تھے بڑے تیرانداز تھے اس روز دویا تین کمانیں توڑ ڈالیں۔ جو شخص ترکش لئے ہوئے ادھر سے گذرتا، نبی کریم ﷺ اس سے یہ فرماتے کہ ترکش ابوطلحہ کے لئے ڈال جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نظر اٹھا کر لوگوں کو دیکھنا چاہتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے:

بأبی انت وامی !لا تشرف یصبك سهم من سهام القوم نحری دون نحرك

[بخاری شریف] (سیرۃ المصطفیٰ جلد ۲، ص:۲۱۲)

(ترجمہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ یوں نہ جھانکیے کہیں کوئی تیر آپ کو نہ آلگے میری کوشش ہے کہ میرا سینہ آپ پر قربان کردوں)

☆میں ان بالوں کو کیسے کٹوادوں؟

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے سامنے کے حصے میں بالوں کا اس قدر لمبا گچھا تھا کہ جب آپ زمین پر بیٹھ کر اپنے بال کھولتے تو وہ بال زمین سے لگنے کو ہوتے۔ ایک مرتبہ کسی

نے پوچھا کہ آپ ان بالوں کو کٹوا کیوں نہیں دیتے ؟ آپ نے جواب دیا: میرے ان بالوں کو ایک مرتبہ نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے پکڑا تھا۔ اس کے بعد سے میں نے انہیں کٹوانا چھوڑ دیا ہے عشق وادب کی انتہا دیکھئے ؛ سبحان اللہ !

☆ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیارے کو اپنے پیارے پر فوقیت دی :۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں بیت المال سے بعض اصحاب رضوان اللہ علیہم کے روزینے مقرر فرمانے لگے تو اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کیلئے تین ہزار درہم سالانہ مقرر کیے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کیلئے تین ہزار پانچ سو درہم مقرر فرمائے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے عرض کیا کہ اسامہ کا روزینہ آپ نے مجھ سے زیادہ کیوں مقرر فرمایا؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: کہ اس کا باپ ترے باپ سے اور وہ خود تجھ سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے تھے لہٰذا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو اپنے پیارے پر فوقیت دی۔ عشقِ نبوی ﷺ اور ادبِ نبوت کی یہ کس قدر درخشندہ مثال ہے۔

☆ لذتِ جمال اور شیخین رضی اللہ عنہما :۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب بھی محفلِ نبوی میں بیٹھنے کی سعادت ملتی تو وہ اپنی نگاہوں کو ادب کی بنا پر نیچا رکھتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب مہاجرین وانصار میں تشریف فرما ہوتے تو ان میں سوائے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے کوئی بھی نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر نہ اٹھاتا۔ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ چونکہ آپ کا تعلق بہت خاص تھا نبی علیہ السلام بھی ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ

انور کو دیکھ کر تبسم فرماتے گویا عشق ومحبت کے قلبی جذبات مسکراہٹوں کی شکل میں نمودار ہوتے۔

☆ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی ، واقعہ سید نا ابوبکرؓ :۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ولد محترم حضرت ابو قحافہ ابھی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے کہ ایک دفعہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہہ دیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان ناشائستہ الفاظ کو سن کر بہت خفا ہوئے حتی کہ اپنے والد کے چہرے پر ایک زوردار تھپڑ بھی دے مارا۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ نے حقیقت احوال واقعی معلوم کرنے کی غرض سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے ایسے کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسے نازیبا کلمات کہنے پر میں ان کی گردن اڑا دیتا۔

اس پر جبریل امین قرآن پاک کی یہ آیتیں لے کر نازل ہوئے ......

لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادّون .... الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ .... (سورۂ مجادلہ، آخری آیات)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائے گا گو وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا کنبہ قبیلہ کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور ان کی تائید اپنی روح سے کی ہے انہیں ایسی جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی۔ یہ خدائی لشکر ہے آگاہ رہو بے شک اللہ تعالیٰ کے لشکر والے لوگ ہی کامیاب ہیں

☆...... چند لازوال نقوشِ صحابہ :۔

......حضرت عباس رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے تاہم عمر میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پوچھا:

أَأَنْتَ أَكْبَرُ مِنِّي ؟ (کیا آپ مجھ سے زیادہ بڑے ہیں؟)

یہ الفاظ سنتے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ تڑپ سے گئے اور عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنْتَ أَكْبَرُ وَ أَعْظَمُ وَأَنَا أَسَنُّ ۔

(اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی بڑے ہیں اور اور عظیم المرتبہ ہیں البتہ عمر میری زیادہ ہے)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمر کا تذکرہ کرتے ہوئے کسی صحابی سے پوچھا، آپ بڑے ہیں یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو انہوں نے جواب میں کہا : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں ہاں البتہ میں پیدائش میں ان سے پہلے ہوں ۔ (کشف الغمہ للشعرانی)

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عام گفتگو میں بھی کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا پسند نہیں کرتے تھے جس سے بے ادبی کا شائبہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا جذبہ ان کے انگ انگ میں اس طرح سما چکا تھا کہ روانیٔ کلام میں بھی خلافِ ادب کوئی لفظ زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

......آقائے کون ومکاں، شہِ انبیاء، محمد مصطفیٰ کیلئے مسجدِ نبوی میں لکڑی کا ایک منبر بنایا گیا جس کے تین زینے اور درجے تھے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے سب سے اوپر والے درجے پر بیٹھتے ......رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ خطبہ دینے کیلئے دوسرے درجے پر بیٹھتے اور ادباً پہلا درجہ خالی رہنے دیتے......

اور پھر جب آپ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ خطبہ دینے کے لئے سب سے نچلے درجے پر بیٹھتے......اور پھر جب حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو آپ نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیے اور جب خطبہ دینے کا وقت آتا تو پہلے کے سب درجات چھوڑ کر بعد والے درجے پر بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے......سبحان اللہ ادب وعشق کے معاملے ہی نرالے ہیں اور صحابہ تو عشاق کے امام ہیں اسی سبب سے خلفائے راشدین کا یہ عمل ادب کے معاملے میں سند رکھتا ہے۔

۞......ایک مرتبہ حضرت فضیل بن عبید اسلمی اور حضرت ابن ورع رضی اللہ عنہما تیر اندازی میں باہم مقابلہ کر رہے تھے۔ کسی وجہ سے نبی اکرم واحسن صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گذر ہوا۔ آپ ان دونوں کو تیر اندازی میں مشغول دیکھ کر خوش ہوئے پھر آپ نے حضرت فضیلہ سے فرمایا: اے بنی اسماعیل! تم تیر اندازی کرو، چونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا۔ تم تیر پھینکتے جاؤ، میں ابن ورع کے ساتھ ہوں۔

یہ الفاظ سنتے ہی حضرت فضیلہ رضی اللہ عنہ نے کمان رکھ دی اور عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ابن ورع کے ساتھ ہیں تو پھر میں ہارا آپ جیتے! میں ادب کی بنا پر آپ کے مقابلے سے قاصر ہوں؛ یعنی مقابلے کا لفظ برابری یا باہم سبقت کے لئے بولا جاتا ہے میں آپ کی برابری کروں گو وہ تیر پھینکنے ہی میں کیوں نہ ہو مجھے یہ زیب نہیں دیتا (بخاری)

۞......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دستر خوان پر حاضر ہوتے تو اس وقت تک طعام کو ہاتھ نہ لگاتے جب تک نبی کریم علیہ السلام شروع نہ فرماتے۔ چونکہ آقا کی موجودگی میں غلام کا کسی کام میں پہل کرنا بے ادبی سمجھی جاتی ہے اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کھانا کھانے میں بھی پہل نہ کیا کرتے۔

۞......نبی اکرم واجمل صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر قیام فرمایا اس مکان کی دو منزلیں تھیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مع اہل وعیال اوپر والی منزل میں ٹھہرے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نچلی منزل میں قیام پذیر ہوئے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ رات کومحوِ خواب تھے اچانک آنکھ کھلی تو ...... معاً دل میں خیال آیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ہیں اور میں اوپر ہوں یہ تو صریحاً بے ادبی ہے چنانچہ بستر سے اٹھ کر کمرے کی دیوار کے ساتھ چپک کر کھڑے رہے حتی کہ صبح ہوگئی ۔جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہوئی تو بصد اصرار آپ ﷺ کواوپر والی منزل میں ٹھہرایا اور خود مع اہل وعیال نیچے آگئے۔

......ترمذی شریف کی ایک روایت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ محفلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ یوں بیان کرتے ہیں

''جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کلام شروع فرماتے تو آپ ﷺ کے اصحاب اس طرح سر کو جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں ...... جب آپ خاموش ہوجاتے تب حاضرین میں سے کوئی ایک کلام کرتا اور دورانِ گفتگو آپ صلی اللہ سے مباحثہ بھی نہ فرماتے''

دنیا کے بڑے بڑے امراء وسلاطین کی مجالس میں ان آداب کا مشاہدہ نہیں ہوسکتا کیونکہ ان آداب کا تعلق قلبی محبت وعقیدت سے ہے،اہلِ دنیا کو یہ نعمت کہاں نصیب!

......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبیِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گفتگو فرماتے تھے پھر جب آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی (ازراہِ ادب) کھڑے ہوجایا کرتے تھے (نسائی،ابوداؤد)

......امام بخاری اپنی کتاب ''الادب المفرد'' میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو شخص نبیِ

اطہر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کی ظاہری نشانیوں کے متعلق دریافت کیا۔ جب نبی کریم علیہ السلام نے نشانیاں بیان فرمادیں تو انہوں نے آپ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں ادب ومحبت سے چومے اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس حدیث اور دیگر ایسی احادیث کی وجہ سے والدین یا اکابر کے ہاتھ چومنا تو بالاتفاق درست ہے پاؤں چومنے کے بارے میں بعض وجوہ سے اختلاف ہے)۔

۔۔۔۔۔حضرت زراعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وفدِ عبدالقیس کے لوگ جب مدینہ طیبہ آئے تو جلدی جلدی اپنے کجاووں سے نکل کر نبی اکرم واطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو (وفورِ ادب ومحبت سے) چومنے لگے۔ (احمد، ابوداؤد)

۔۔۔۔۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں تشریف لائے اور منبرِ نبوی پر جو جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا اور تبرکاً اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر پھیرلیا۔ (شفاء۔ طبقات ابن سعد)

۔۔۔۔۔ حضرت ابودُجانہ انصاری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔۔۔۔۔دشمن کے تیروں کی جانب اپنی پشت کر کے اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں تاکہ کوئی تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان نہ پہنچادے یہاں تک کہ ان کی کمر چھلنی ہو جاتی ہے اور گر پڑتے ہیں

۔۔۔۔۔حضرت مصعب بن عمیر نشانِ رسول ﷺ کو بلند کئے ہوئے ہیں دشمن کے وار سے ہاتھ کٹ جاتا ہے تو دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں جب وہ ہاتھ بھی کٹ جاتا ہے تو دونوں کٹے ہوئے ناتمام ہاتھوں سے علمِ نبوت کو سینے سے لگا کر تھام لیتے ہیں اور جب تک دشمن ان کو شہید نہیں کر دیتا علم گرنے نہیں دیتے۔ یہ حقیقت تھی اس شرابِ محبت کی جو ان کے شفاف دلوں میں چھلک رہی تھی۔

۔۔۔۔۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے۔۔۔۔۔اس خوف سے ڈھال

اٹھانے کیلئے نہیں جھکتے کہ کہیں وہ جھکیں اور کوئی وار ان کے محبوب ﷺ پر ہو جائے ہر وار کو اپنے ہاتھ پر ہی روکتے ہیں یہاں تک کہ عاشق صادق کے دونوں ہاتھ زخموں سے شل ہو جاتے ہیں......

یہ عشق ان کے رگ و پے میں سما چکا تھا۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا پاس تھا کہ جو لفظ زبانِ مبارک سے نکلتا اس کا پورا کرنا ان کا ایمان بن جاتا تھا رسول اللہ ﷺ کی الفت واتباع ان کا نصب العین تھا آپ کی دل جوئی ان کی زندگیوں کا مقصد تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ان کا دشمن تھا اور آپ کا دوست ان کا دوست تھا الحبُّ للہ والبغض للہ کے حقیقی مصداق بن چکے تھے جس چیز سے رسول اللہ ﷺ محبت کرتے تھے اس سے جمیع صحابہ محبت کیا کرتے تھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نفرت ہوتی صحابہ بھی نفرت فرماتے آپ کے وضو کا پانی ان کے لئے آبِ حیات تھا اور آپ کا لُعابِ دہن انہیں شفا بخشتا تھا جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو صحابیات آپ کی سلامتی کی دعائیں مانگتیں اور بعافیت واپسی کے لئے منتیں اور نذریں مانتی تھیں ان کی زندگی کی کل کائنات اللہ تعالیٰ کے بعد بس رسول اللہ ہی تو تھے۔

؎ یہ کیفیت اسے ملتی ہے جس کے ہے مقدر میں
مئے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشہ میں نہ ساغر میں

یہ بے مثال ہستیاں تھیں قدرت نے برکاتِ نبوت کو ان میں خوب بھر دیا تھا اور ان کے قلوب اعمالِ نبوت کو جذب کرنے والے اللہ تعالیٰ نے بنا دیے تھے قرآن نے ان کو ہدایت کا معیار بتایا ہے، اللہ نے ان کے ایمان کو سراہا ہے، ان کے انفاق فی سبیل اللہ کی تعریف کی ہے ان کی بدنی قربانیوں پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، اس علیم وخبیر ذات نے ان کے

دلوں کے ایمان وتقویٰ کا امتحان لیا اور پھر ان کو اپنی رضا کا پروانہ دیا اور ان کے دلوں کو ایمان کے نور سے منور کیا اور پھر ان کی تعریف بھی فرمائی، اور اب رہتی دنیا تک کوئی ان جیسا ایمان اور اخلاص لانے کی صلاحیت واستعداد نہیں رکھتا، ان کا درجہ ایک وہبی درجہ تھا، رب کی عطا کردہ ممتاز صفات کے وہ مالک بنا دیے گئے تھے قیامت تک کا کوئی بھی طبقہ کسی طرح سے ان کی مماثلت سے قاصر ہے اور یہ امرِ واقعی ہے اور جمہور مسلمانوں، علماء، فقہاء، محدثین اور مفسرین اسی کے قائل ہیں۔

☆ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے: کہ جن نفوسِ قدسیہ و مبارکہ نے حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں شرفِ صحابیت ومکالمت حاصل کیا اور انوارِ نبوت سے ظاہراً وباطناً مستفید ہوئے، وہ صحابی ہیں۔ دنیا کے تمام قطب، ابدال، علماء، فضلاء، اصحابِ مال وارباب قال، حفاظ وقراء، محدثین ومجتہدین اگر جمع کیے جائیں تو ان سب کو وہ فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی جو ایک صحابی کو بلاواسطہ اکتسابِ انوارِ رسالت وشرفِ صحبت کی وجہ سے حاصل ہے۔ اللہ اکبر۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ)

جن شیدائیوں نے خود کو رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر اس طرح نثار کرنے کا فیصلہ کیا ان کے مقدر پر رشک کرتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد نے ان الفاظ میں ان کو دادِ تحسین دی ہے...... ”پس کیا مبارک ہیں وہ دل جنہوں نے اپنے عشق اور شیفتگی کے لیے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے محبوب کو چنا، اور کیا پاک ومطہر ہیں وہ زبانیں جو سید المرسلین ورحمۃ للعالمین کی مدح وثنا میں زمزمہ سنج ہوئیں۔ انہوں نے اپنے عشق وشیفتگی کے لئے اس کی محبوبیت کو دیکھا جسے خود خدا نے اپنی چاہتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا اور ان کی زبانوں نے اس کی مدح وثنا کی جس کی مدح وثنا خود خدا کی زبان اس کے ملائکہ اور قدسیوں کی زبان اور کائناتِ ارض کی تمام پاک روحوں اور سعید ہستیوں کی زبان ان کی شریک وہم نوا ہے

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً اللہ تعالےٰ اوراس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے اہل ایمان! آپ بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

''بلا شبہ محبتِ نبوی اور عشق محمدی کے یہ پاک ولولے اور یہ مخلصانہ ذوق وشوق تمہاری زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ہے تمہارا یہ عشق الٰہی ہے تمہاری یہ محبت ربانی ہے تمہاری یہ شیفتگی انسانی سعادات اور راست بازی کا سر چشمہ ہے تم اس وجودِ مقدس ومطہر سے محبت رکھتے ہو جس کو تمام کائناتِ انسانی میں تمہارے خدا نے ہر طرح کی محبوبیتوں اور ہر قسم کی محمودیتوں کے لئے چن لیا اور محبوبیتِ عالم کا خلعتِ اعلیٰ صرف اسی کے وجود اقدس پر راس آیا۔ کرہ ارض کی سطح پر انسان کے لئے بڑی سے بڑی بات جو کہی جاسکتی ہے زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مدح وثنا جو زبان پر آسکتی ہے غرض انسان کی زبان، انسان کے لئے جو کچھ کہہ سکتی ہے اور کرسکتی ہے وہ سب کا سب صرف اسی انسان کامل واکمل کے لئے ہے اور اس کا مستحق اس کے سوا کوئی نہیں (رسالہ: البلاغ: جنوری ۱۹۱۶ء)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوتے ہوئے شمعِ نبوت کی یہ ضیائیں اور پرنور شعاعیں ،تابعین اور اَتباعِ تابعین کی وساطت سے امت میں محوِ گردش رہیں ۔ اور برصغیر میں اکابرِ دیو بند کو اللہ رب العزت نے عشقِ رسالت ،اور اتباعِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی رنگ کا حظِ وافر عطا فرمایا۔ اور ان کی علمی، عملی ،اخلاقی اور اصلاحی کاوشوں کو ہمہ جہت اور ہمہ گیر بنا دیا۔ الفت کے جذبہ سے سرشار اور اتباعِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے خمیر کو گوندھا اور خاص غلامانِ نبوی کا پَرتو ان پر ڈالا اور ایسے اوصافِ کاملہ سے متصف فرمادیا کہ یہ نفوس زمانہ بھر کے لئے نابغۂ روزگار بن گئے۔

ہمارے اسلاف واکابر کو، حبِ الٰہی، عشقِ رسالت ایسے مذکورہ اوصاف کے ساتھ قدرت نے انہیں ہر طاغوت اور باطل سے ٹکر لینے کا حوصلہ بھی عطا فرمایا تھا...... ذیل میں جو پیراگراف دیا گیا ہے اس کے ہر جملہ کی جلالت دیکھئے اور اس حقیقت کا اعتراف کیجئے کہ وہ کس پائے کے لوگ تھے معمولی انسان نہ تھے۔

اکابر کا یہ طرزِ عمل اس لئے تھا کہ دراصل محبوب کی سنت سے پیار، حقیقت میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہی تو ہے، جیسا کہ فرمانِ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے من احبّ سنّتی فقد احبّنی ومن احبّنی کان معی فی الجنة (مشکوٰۃ): جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی پاکیزہ سنتوں سے، مبارک اسوہ سے، مقدس اور روشن تعلیمات سے پیار کرنا اور ان پر عمل کرنا ہی دراصل محبتِ نبوی کی حقیقت اور اس کیا عملی مظہر ہے۔

دیکھیں گے میرے سر کی طرف لوگ حشر میں
چمکے گی تاج بن کر غلامی رسول کی

یہی وجہ ہے اکابر علماءِ دیو بند اپنے متعلقین ومتوسلین اور تلامذہ کو اتباعِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑی تاکید سے حکم دیتے ہیں اور اپنے عمل سے عشق رسول کا مظہر بن جانے کی تلقین فرماتے ہیں اور ظاہری نمود ونمائش سے از حد اجتناب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چل کر منزل تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین

شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

دار العلوم دیو بند کی بنیادوں کو اٹھانے والی وہ قدسی الصفات ہستیاں دکھائی دیتی ہیں جن کی پیشانیاں علم وتقویٰ، زہد وقناعت، خلوص وللّٰہیت، تعلق مع اللہ، محبت الٰہی خشیت الٰہی، حبُ اللہ کے نور سے چمکتی تھیں جو سنت کے کمالِ اتباع کے ساتھ متصف اور حبّ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

میں ڈوبے ہوئے، دین کی محبت وحفاظت کے نشے میں سرشار اور کفر وضلالت، الحاد و معصیت کے ہر ذرہ سے بیزار تھے۔ ان کے ظاہری اعمال وکردار احکامِ الٰہی اور سنتِ نبوی سے مزین تھے تو ان کے سینے علومِ نبوت سے معمور، اور ان کے دل معرفتِ الٰہیہ، حبِّ الٰہی اور حبِّ نبوی سے منور تھے۔

گویا ان کے ظاہری وباطنی اعمال سیرتِ طیبہ حضرت محمد ﷺ کے انوار کا آئینہ، ہدایتِ الٰہی کا گنجینہ اور فیوضِ نبویہ کا خزینہ تھے۔ فیضانِ نبوتِ محمدیہ کے ظاہری وباطنی سوتوں سے ان کی ذواتِ عالیہ سیراب اور منہاجِ نبوت پر استقامت ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ ظاہر وباطن کے جامع، علم وعمل کے سنگم، مدرسیت وخانقاہیت کی یکجائی کے مظہر اور مرج البحرین یلتقیان، معقولات ومنقولات کے بیک وقت بحرِ ذخار، رات کے عابد، شبِ زندہ دار، دن کو دفاعِ حق میں تیغِ آبدار، تدریسِ علوم کے وقت یُعلّمھم الکتاب والحکمۃ کی جلوہ ریزیاں نمایاں اور تربیتِ نفوس کے وقت یُزکّیھم کی نور افزائیاں ہویدا تھیں۔ گویا ان میں سے ہر ایک بیک وقت کمالاتِ دینی کا مجمع البحار تھا۔ الغرض دارالعلوم دیوبند نے جن اعاظمِ رجال اور اساطینِ علم وعمل اور نفوسِ قدسیہ کو وجود بخشا، قرونِ متاخرہ میں اس کی مثال شاذ ہے۔ (اکابر علماءِ دیوبند [تقریظ] ص:۱۱)

انہی پاکیزہ نفوس اور اعاظمِ رجال کی عظمتِ شان، خدمتِ دین، عشقِ الٰہی اور وفورِ محبتِ نبوی جیسے اوصافِ عظیمہ کے اعتراف میں مولانا منظور احمد نعمانی رقم طراز ہیں:۔

''انہی مجاہدینِ ملت اور مصلحینِ امت کے علمی وروحانی وارثین حضرت مولانا نانوتوی اور حضرت گنگوہی اور ان کے خاص رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنے مقدس دین کی حفاظت اور خدمت کی جو توفیق دی اور ان کی جدوجہد سے توحید وسنت اور عام اسلامی تعلیمات کی اس ملک میں جو اشاعت ہوئی اور علم وعمل اور عشق وفنائیت کی جامعیت کے لحاظ

سے خود ان بزرگوں کا جو حال تھا اور یہ مبارک صفات ان کے ذریعہ امت کے مختلف طبقات میں جس وسیع پیمانہ پر پھیلیں ان چیزوں کو اور ان کے اثرات وثمرات کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دل کو اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور کے خاصانِ خدا میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت اور توحید وسنت کی اشاعت کے لئے اور ان کے قلوب کو اپنے خاص تعلق کے واسطے چن لیا تھا۔ (فیصلہ کن مناظرہ: ص ۸۱)

زمانہ شاہد ہے اور یقیناً چشمِ فلک بھی اشکبار رہی ہے ان لمحات پر جب حق کے ان بے لوث سپاہیوں کو سولیوں پر لٹکایا جاتا رہا ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی گواہ ہے کہ خنزیر کی کھالوں میں علماءِ دیوبند کو بند کر کے آگ میں ڈالا جاتا رہا، وہ ظلم تاریخ کبھی فراموش نہیں کر پائے گی کہ ان خاصانِ خدا اور غلامانِ مصطفےٰ ﷺ کو ایک لائن میں کھڑا کر کے گولیوں سے اڑایا جاتا رہا، اندھے اور تاریک کنویں، تیل کے ابلتے کڑاہ، پہاڑوں کی تنگ وتاریک گھاٹیاں، اور دور دراز کے بے آباد جزیروں کی قیدِ بامشقت، یہ سب کچھ برداشت کیا جاتا رہا لیکن راہِ حق میں مجال ہے کہ پایۂ ثبات واستقلال کو ذرہ بھر کوتاہی ہوئی ہو۔

حق تو یہ ہے کہ جو آتشِ عشق ان کے دلوں میں موجود تھی اس نے گولیوں کی تڑتڑاہٹ، کڑاہوں کا ابلنا، تیل چھڑک کر آگ لگا دیا جانا درختوں پر اور دار کے پھندوں پر جھول جانا آسان بنا دیا تھا وہ ہر چیز کی قربانی تو دے سکتے تھے لیکن دین کی محبت، خدا اور رسولِ خدا کی محبت کسی صورت میں بھی نہیں قربان کر سکتے تھے۔

؎ فتشبّهوا ان لم تكونو مثلهم   انّ التشبّه بالكرام كرام

(ترجمہ اگر تم ان جیسے بلند پایہ نہیں ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کرلو بے شک کریم النفس بزرگوں کی مشابہت بھی اچھی ہے)

خاصانِ خدا کی یہ اولوالعزمی، عشاقِ حبیبِ کبریا کا یہ جذبۂ کیف ومستی، رونقِ عشق کی فراوانی، بے مثال وارفتگی اور لازوال الفت وشیفتگی، جسے وہ اپنا سرمایۂ حیات سمجھتے تھے سب

کچھ لٹا کر بھی اسے بچانا، وہ عینِ ایمان جانتے تھے وہ تو زندگی کی بجائے شریعتِ مصطفیٰ، اور جان کے بدلے لیلائے شہادت کو عزیز جانتے تھے۔ حقیقت تو ان کے جذبۂ صادقہ کی نا قابلِ بیاں ٹھہری.. ہاں لیلائے محبت کے عاشق کے اس قصہ سے ان کے عشق کی ''ایک ادنیٰ تمثیل'' ضرور پیش کی جاسکتی ہے۔

ہاں وہ لیلائے محبت کا عاشق.. مجنوں... کہ اس کا باپ اس کو حیلے بہانے سے مکہ معظّمہ لے گیا اور کہا کہ بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر دعا کر کہ خدا تیرے دل سے لیلیٰ کا عشق نکال دے۔ تو اس نے باپ کے اس حکم پر کعبہ کا غلاف تھا ما اور دعا کرنے کے لئے کچھ کہنے لگا لیکن زباں سے یہ الفاظِ دعا نکل رہے تھے......

یا ربّ لا تسلبنی حبّها ابدا　　ویرحم اللّٰہ عبدا قال آمینا

الٰہی تبتُ من کل المعاصی　　ولٰکن حبّ لیلیٰ لا اتوب

(اے میرے رب! لیلیٰ کی محبت میرے دل سے کبھی نہ نکالنا اور اس شخص پر بھی رحم فرما جو میری اس دعا پر آمین کہے۔ الٰہی میں ہر اک معصیت سے تائب ہو چکا لیکن تو جانتا ہے کہ لیلیٰ کی محبت سے میں کیسے تائب ہو سکتا ہوں)

حبِ نبی تو جزوِ ایماں ہے اس سے تہی دامن کیسے رہا جا سکتا ہے۔ اور ہر چیز سے بڑھ کر اس جذبہ کی پرورش کرنا عینِ ایمان ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سر بہ کف قافلہ، ان میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن ہوں یا شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی، حضرت نانوتوی ہوں یا مولانا گنگوہی، حضرت تھانوی ہوں یا مولانا محمد الیاس، شاہ اسماعیل شہید، علامہ انور شاہ کشمیری ہوں یا امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، علامہ بنوری ہوں یا شیخ التفسیر لاہوری، مفتی محمود ہوں یا حضرت ہزاروی۔

جس کی زندگی کا بھی آپ مطالعہ کریں گے اسے سر بہ کف مجاہد ہی پائیں گے انگریز دشمنی ان درویشوں کا امتیازی نشان ہے یہ انگریز کی ثقافت اور انگریز کی سیاست کے خلاف

ہمیشہ سینہ سپر رہے کیوں کہ انگریز ظالم نے اسلام اور فرزندانِ اسلام کا سیاسی مستقبل تباہ کرنے میں جو ہولناک کردار ادا کیا ان حق پرستوں کی نظر میں وہ نا قابلِ معافی جرم تھا۔

اتنی تو جرأتیں ہوں میری کم سے کم بلند
شاہوں کے تاج فقط اشاروں سے چھین لوں

انگریز کے پاس طاقت تھی اور ان کے پاس صداقت، وہ دشمنِ اسلام پیچھے نہیں ہٹنا چاہتا تھا تو یہ حق کے مسافر راہِ حق سے گریزاں نہیں رہنا چاہتے تھے وہ انہیں پابندِ سلاسل کرنا چاہتا تھا تو یہ وارثینِ نبوت بھی سنت ابوبصیر و ابوجندل سے غافل نہ تھے بالآخر اس نے ظلم و جبر کی حد کر دی انہوں نے صبر و استقامت کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ خود قاتل تڑپ اٹھا، وہ لاؤ لشکر والا مات کھا گیا وہ جو لوٹنے نکلا تھا خود بہت کچھ لٹا کے واپس لوٹا، اور طے یہ ہے کہ حق کا مسافر مغلوب ہو یا غالب آئے، شہید ہو یا غازی، لٹ جائے کٹ جائے یا مٹ جائے، نام اس کا ہی بلند رہے گا کیونکہ یہ جند اللہ ہے یہ حزب اللہ ہے یہی تو وہ عباد الرحمٰن ہیں جو زمین پر چل رہے ہوتے ہیں اور فرشتے، پاکیزگی تقدس، شجاعت اور حسنِ کردار کے موتی ان کے قدموں میں لٹا رہے ہوتے ہیں

دار العلوم دیوبند نے نہ صرف مسلمانانِ برِصغیر کی دینی رہنمائی اور روحانی تربیت کا فرض ادا کیا بلکہ عالمِ اسلام کے لئے ایسی اعلیٰ باوصف دینی قیادت فراہم کی کہ جس نے ہر سمت باطل کی کمر توڑی اور ہر اسلام دشمن کی کوشش و کاوش کے پرخچے اڑائے اور چہار دانگ عالم حبِ الٰہی، عشقِ رسالت اور اتباعِ شریعت کے دیپ جلائے۔

نمازِ عشق میں دل کشی بہت ہے مگر
جگر کا گرم لہو چاہئے وضو کے لئے

سرمایۂ ملت حضرت شیخ الحدیث ابوالزاہد مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت فیوضہم

اپنی مختصر مگر جامع مجموعہ بانیٔ دارالعلوم دیوبند صفحہ ۴۳ پر اکابر واسلاف طرزِ اتباع اور اندازِ الفت بہ نوائے دل یوں بیان کرتے ہیں:۔

''حضرت نانوتوی اور آپ کے رفقاءِ کار اور عقیدت مندوں کو جس درجہ اور جس قدر والہانہ عشق و محبت اور اخلاص و عقیدت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اس کا انکار بغیر کسی متعصب اور سوائے کسی متعنّت کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ رومانوی افسانوں میں مجنوں بنی عامر کے عشق و محبت کے بڑے بڑے افسانے زبان زدِ خلائق ہیں لیکن اگر مجنوں سگِ کوچہ لیلیٰ پر فدا تھا تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقائے کار مدینہ طیبہ کی مبارک گلیوں کے ذرات پر قربان و نثار تھے اگر مجنوں، لیلیٰ کے عشق میں مجبور و مقہور تھا تو یہ حضرات عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتوں کے شیدائی تھے اگر مجنوں لیلیٰ کے اُنس والفت کے دام میں گرفتار تھا تو یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق وعلاقہ پر نثار تھے اور آپ کے لگاؤ اور آپ کی پسند کو جانِ عزیز سے بھی زیادہ قیمتی سمجھتے تھے۔

کیونکہ وہ یہ جانتے اور دل سے مانتے تھے کہ دینی اور دُنیوی تمام لذتوں کا سرچشمہ ہی اُس برگزیدہ ہستی کے ساتھ مؤدت اور عقیدت ہے جن کے ارشاد فرمودہ ایک جملہ کے مقابلہ میں دنیا بھر کے لعل و گوہر اور ہفت اقلیم کی دولت اور خزانے کوئی وقعت و حیثیت نہیں رکھتے اور جن کے پیارے اقوال و افعال اور اسوۂ حسنہ کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی، جن کا اسم گرامی دنیا کی تمام شیرینیوں اور شربتوں سے میٹھا اور جن کی ایک ادنیٰ سنت بھی جواہرات سے مرصّع تاجِ شاہی سے بھی زیادہ مرغوب و پسندیدہ ہے کیا ہی خوش قسمت ہے وہ قوم جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا افضل المخلوقات نبی اور آپ کی شریعتِ بیضا مل گئی جس کے بعد کسی اور کمال اور خوبی کی سرے سے کوئی حاجت ہی باقی نہیں رہتی۔ کیا خوب کہا گیا ہے کہ ؎

شرابِ خوشگوارم ہست و یار مہرباں ساقی
ندارد ہیچ کس یارے چنیں یارے کہ من دارم

دنیا میں الفت وشیفتگی کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں عشق نے بہت سے دلوں کو اپنا شکار کیا، محبت کی رنگینیوں میں بکثرت لوگ دل کا روگ لئے نظر آئے لیکن جہاں اس کا قبلہ اللہ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے وہاں یہ عشق، دنیا وعقبیٰ کی کامرانیوں کے پروانے لٹاتا نظر آیا، اور دارین کی سعادتیں بانٹتا دکھائی دیا۔

خوش نصیبی ہے کہ یہ دل عشقِ شہِ کونین سے لبریز ہو، ذوقِ نظر انہی کے تصور سے آشنا ہو، قلب وجوارح انہی کے اعمال سے منور ہوں، زباں ودل انہی کے مدح سرا ہوں، جہانِ تخیل میں انہی کے تار بنے جاتے ہوں، لب پیاسے رہتے ہوں تو انہی کی اسم بوسی کے لئے، زبانیں تر ہوں تو انہی کے ذکرِ لذت آگیں سے، گردنیں بھی کٹنے کو بے تاب ہوں تو انہی کے دین وارشاد پہ، بڑا بلند رتبہ ہے ایسے عاشقوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں، بڑی قدردانی ہے ایسے عشاق کی درِ محبوب میں، یہ جو دیدار کے طلب گار بھی ہوں گے شفاعت کے حق دار بھی یہی ہوں گے۔ ہاں جو لوگ کشتۂ ثنائے محبوب ہیں، ہاں جو لوگ عشاقِ شہِ محبوب ہیں، اور جو لوگ غلامِ درِ محبوب ہیں ان کا نصیبا بہت بلند ہے ان کا بخت ہی بڑا خوش بخت ہے، اللہ کے ہاں وہ یقیناً سرو قد ہوں گے اور ذاتِ حبیبِ کبریا کے سامنے بھی روزِ محشر یہی رخشندہ ہوں گے اور تابندہ بھی یہی۔

بقولے شاعر......

جس کو شعاعِ عشقِ محمد عطا ہوئی
مسرور اس کا راستہ آساں ہو گیا

ایسے لوگوں کا حال کچھ یوں ہوتا ہے......

؎ مال وزر، جہاں کی تمنا نہیں مجھے
عشق رسول میری متاعِ حیات ہے

اور ہاں ان کی تمنائے دردِ دل یہی تو ہوتی ہے......

؎ کوئی طلب ہے مجھے زیست میں تو اتنی ہے
نبی کی چاہ ملے اور بے پناہ ملے

باب اول

دردلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما زنامِ مصطفیٰ است

- ...... علاماتِ محبتِ رسول ﷺ
- ...... مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ مرکزِ اسلام ہیں
- ...... حُبِّ مدینہ
- ...... مسجدِ نبوی کے فضائل ومناقب
- ...... جو چیزیں آپ ﷺ سے منسوب ہیں ان کی عظمت
- ...... اشتیاقِ زیارتِ مدینہ
- ...... گنبدِ خضریٰ کی تعمیر وتزئین

ﷺ

علاماتِ محبت

دعوٰی محبت کا ہونا تو ایک عمومی امر ہے لیکن یہ یاد رہے علاماتِ محبت کا پایا جانا بھی از حد ضروری ہے۔اس لئے ان علامات کو ذکر کر دیا گیا ہے ان کو دیکھ کر اپنے آپ کو بھی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی اور حقیقی صورت میں ڈھال لیجئے ...... یہ ایک آئینہ ہے اس میں دیکھ کر اپنی شخصیت سنوار لیجئے ...... یا یوں کہہ لیجئے کہ ...... ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت اور نشانی ہوتی ہے جس سے وہ پہچانی جاتی ہے محبت نبوی کی بھی کچھ علامات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں محبت کا دعوٰی کرنے والے میں واقعی محبت ہے یا نہیں؟ تو آیئے ہم ان علامات کا بغور مطالعہ کرتے ہیں اور انہیں اپنی ذات میں جذب کرنے کا عہد بھی۔

واللہ الموفق والمستعان

پہلی علامت:۔

محبت کی پہلی علامت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے بلکہ خدا کی محبت کی علامت بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت استوار کرنا چاہتے ہو تو میری (محمد رسول اللہ ﷺ کی) اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

مکمل دین تم پر ہوگیا اے رہبرِ کامل!
قیامت تک تیری سنت پہ چلنا عین ایمان ہے

دوسری علامت:۔

محبت کی دوسری علامت یہ ہے کہ آپ کا کثرت سے ذکر کیا جائے کیونکہ اصولی طور پر کہہ دیا گیا ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرُہٗ: جو کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔زندگی کے ہر مسئلے میں آپ کا حوالہ ہو آپ کے واقعات بار بار دہرائے جائیں اور سیرت وحدیث کی کتابوں کا مطالعہ خوب کیا جائے۔

اس دورِ سکوں سوز میں تسکین نہ ملے گی
کیفِ دل وجاں ذکرِ پیمبر سے ملے گا !

محبت کی تیسری علامت:۔

محبت کی تیسری علامت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ اتنی محبت ہو کہ اس کے لئے سب کچھ قربان کرنے پر تیار رہے قرآن وسنت کی تبلیغ واشاعت کیلئے ہر تکلیف خوشی خوشی برداشت کرے۔

نبی خاتم پہ جو سو جان سے قربان ہوتے ہیں
خدا شاہد ہے وہی صاحبِ ایمان ہوتے ہیں

محبت کی چوتھی علامت:۔

یہ ہے کہ آپ کی عظمت وحرمت کا ہر حال میں احساس رہے آپ کا ذکر آئے تو درود شریف پڑھے آپ کا نام لے تو تعظیم کے ساتھ لے۔

کب اس دلِ بے تاب سے ہے اتنی توقع
لے نام کوئی تیرا تو یہ آنکھ نہ چھلکے

محبت کی پانچویں علامت:۔

یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ کے روضہ کی زیارت کا بے حد شوق ہو۔ظاہر ہے کہ ایک محبّ کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ مجھے محبوب کا وصال اور ملاقات نصیب ہو۔

ہمیں اس لئے ہے تمنائے جنت !
کہ جنت میں ان کا نظارہ کریں گے

سوہنیاں نالو سوہنا چہرہ حضور دا !
مولا وکھاوے سانوں روضہ حضور دا

محبت کی چھٹی علامت:۔

یہ ہے کہ ہر اس چیز سے محبت ہو جس کا تعلق اور جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو، آپ کے خاندان سے محبت ہو، ازواج مطہرات سے (بحیثیت امہات المؤمنین) محبت ہو، صحابہ سے محبت ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اور اس کے گلی کوچوں سے محبت ہو، آپ کی زبان سے محبت ہو۔ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عرب سے تین وجوہ سے محبت رکھو۔ایک تو اس لئے کہ میں عربی ہوں دوسرے اس لئے کہ قرآن کی زبان عربی ہے تیسرے اس لئے کہ جنت والوں کی زبان عربی ہوگی۔

ایک اور حدیث پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اہل عرب کو دھوکا دیا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور اس کو میری محبت اور دوستی حاصل نہیں

ہو گی۔

ترے کوچے میں آنے والوں سے
روز و شب رسم و راہ کرتا ہوں!

محبت کی ساتویں علامت:۔

نبی علیہ ﷺ کے وارث علماء سے محبت ہو اور اولیاء، اتقیاء اور اصفیاء سے محبت ہو۔

بہر عنوان اس ذاتِ گرامی پر نظر رہتی !
کبھی ان پر کبھی ان کے غلاموں پر فدا ہوتا

آیئے ہم ایک لمحہ کے لئے غور کریں کہ کیا ہمارے اندر یہ علامات پائی جاتی ہیں یا نہیں

(ندائے منبر ومحراب جلد اول، مولانا محمد اسلم شیخو پوری)

☆☆کچھ اہل دل نے ان علامات کا تذکرہ باندازِ دیگر کیاہے

علاماتِ محبت، باندازِ دیگر :۔

(۱) آپ کی محبت کی سب سے پہلی علامت اور نشانی یہی ہے کہ تنگی و فراخی خوشی و غمی ہر حالت میں آپ کی اقتدا کرے اور آپ کے اوامر کی تعمیل کرے اور نواہی سے بچے۔ آپ کے آداب کے ساتھ متأدّب اور آپ کے اخلاقِ حسنہ کے ساتھ آراستہ اور مزین ہوا۔اور جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت فرمائی ہو اس سے محبت اور جس سے نفرت کی ہو اس سے نفرت کرے۔

(۲)۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے !اگر تجھ سے یہ ہوسکتا ہے کہ تو صبح وشام ایسی حالت

میں کرے کہ تیرے دل میں کسی کی جانب سے کینہ اور برائی نہ ہو تو ایسا کر۔

پھر ارشاد فرمایا: اے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جو میری سنت کو زندہ کرتا ہے وہ مجھے محبوب رکھتا ہے اور جو مجھے محبوب رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا۔ لہٰذا جو اس صفت کے ساتھ متصف ہو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا مُحِب ہے اور جو بعض امور کی مخالفت کرے...... تو اس کی محبت ناقص ہے کجا کہ...... از سرتاپا آپ کی مخالفت میں ڈوبا ہوا ہو۔

(۳)۔ محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ آپ کا کثرت سے ذکر کرتا رہے کیونکہ جو کوئی کسی سے محبت کرتا ہے وہ ہر وقت اس کا ذکرِ خیر کرتا رہتا ہے عاشق کو بغیر ذکرِ محبوب کیسے صبر آسکتا ہے وہ تو ہر وقت اسی یاد میں محو رہتا ہے۔

گفت مشقِ نامِ لیلیٰ می کنم　　　　خاطرِ خود را تسلی می دہم

(٤)۔ آپ کے دیدار اور زیارت کا شیدائی ہو اس لئے کہ ہر ایک حبیب اپنے محبوب کی زیارت وملاقات کا شیدائی ہوتا ہے۔ اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہو تو آپ کی تعظیم اور توقیر میں سر جھکا دیا جائے اور آپ کا نام مبارک سنتے ہی انکساری اور فروتنی کے آثار نمایاں ہو جائیں اور آپ کے جلال وعظمت سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ اسحاق تحبیبی سے نقل کرتے ہیں کہ اصحابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی وفات کے بعد جب کبھی آپ کا ذکرِ مبارک کرتے تھے تو ان پر عاجزی وانکساری طاری ہو جاتی تھی اور ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونے لگتے تھے یہی حالت اکثر تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی تھی

(فضائلِ مدینہ منورہ، صفحہ ۹ تا ۱۱)

مکہ اور مدینہ مرکزِ اسلام ہیں:۔

مدینہ کی بہاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
اسی کے لالہ زاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
وہ مکہ ہو ، مدینہ ہو، کہ شہرِ قدس کی گلیاں
عقیدت کے دیاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

انسانی شخصیات میں جہاں انبیاء کرام اور صحابہ کرام شموعِ اسلام اور نجومِ ظلام ہیں، مکانیات میں ارضِ حرم، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، مراکزِ اسلام ہیں، ہدایت جس طرح ان شخصیات کریمہ اور نفوسِ قدسیہ کے گرد گھومتی ہے تجلیاتِ ربانیہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر دن رات برستی ہیں، ہر وقت ہزاروں انسان تجلیٰ کعبہ کے گرد مصروفِ طواف پائے جاتے ہیں اور ہزاروں فرشتے اور انسان ہر آن روضہ منورہ پر صلوٰۃ سلام عرض کرتے ہیں یہی خطہ زمین وہ ارضِ اسلام ہے جہاں دو دین جمع نہیں ہو سکتے اور وہاں اسلام کے سوا کسی اور دین کا داخلہ جائز نہیں۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ دنیا کے آخری دنوں میں بھی مدینہ منورہ ہی مرکزِ اسلام ہوگا۔ آپ نے فرمایا: ایمان ہر طرف سے سمٹ کر انجام کار اسی مرکز پر آجائے گا، امام بخاری، اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان الایمان لیأرز الیٰ المدینة کما تأرز الحیة الیٰ جحرھا: (بے شک (آخری دنوں میں) ایمان مدینہ کی طرف پناہ لے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف لوٹتا ہے، (تقدیس الحرمین، ص:۱۱) (مطالعہ بریلویت، علامہ خالد محمود، جلد 2، صفحہ:393)

حُبِّ مدینہ اور مسجدِ نبوی کے فضائل و مناقب:۔

شاعر کا یہ کہنا ع...... مدینے کا سارا جہاں محترم ہے

یقیناً ہر صاحبِ ایمان کے دل کی آواز ہے آقا کے مبارک، بابرکت شہر سے محبت جہاں دل کی چاہت ہے وہاں ایمان کا حصہ بھی ہے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے:۔

''مدینہ منورہ کا چپہ چپہ، انوارِ رحمت اور برکات سے پُر ہے اس کی ساری فضا پودے، پہاڑ، پانی، مٹی، گرد و غبار، غرضیکہ ہر چیز ایک عظیم شرف سے مشرف ہے یہی وہ مقام رفیع ہے جس میں رحمتِ دو عالَم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ کے دس سال گزارے اور اب چودہ سو سال سے آپ کا روضۂ اطہر، انوارِ الٰہیہ اور برکاتِ سرمدیہ کا مہبط بنا ہوا ہے، اس لئے ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔''مدینہ منورہ حاضری دینے والا دربارِ سیدِ دو عالَم صلی اللہ علیہ وسلم، مسجدِ نبوی، جنت البقیع، اور شہداء کی قبور (میدانِ احد وغیرہ میں) اور دوسرے تمام مقاماتِ متبرکہ کی زیارت کرے یہ اس کے لئے اجر و ثواب کا ذریعہ بن جائے گا'' (رحمتِ کائنات، ص: 451، بحوالہ: مرقاۃ، ج6، ص: 87)

دل ہو کہ میری جان مدینے کی ہواؤ
سب تم پہ ہیں قربان مدینے کی ہواؤ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ سے محبت کی جاتی ہے خود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: اللھم حبب الینا المدینہ کما حببتَ مکۃ او اشدّ: اے اللہ! ہمیں شہرِ مدینہ کی محبت نصیب فرما جیسے تو نے مکہ کو محبتوں کا مرکز بنا دیا ہے یا اس سے بھی زیادہ محبتِ مدینہ عطا فرما آمین۔

اہلِ شوق و محبت کو تو عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہاں نماز میں ایک جداگانہ

سرور اور لذت وانبساط کا ساماں ملتا ہے۔ مگر مستزاد اس پر کونین کے آقا کا یہ فرمان ہے جس سے عشقِ نبی کو مہمیز ملتی ہے ارشاد ہے صلوٰۃ فی مسجدی ھٰذا خیر میری اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز کا اجر دوسری مساجد سے پچاس ہزار گنا بڑھ کر ہے سوائے مسجد بیت اللہ کے، کہ وہاں تو ایک نماز کا اجر ایک لاکھ نمازوں کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔ قابلِ رشک ہیں وہ لوگ، اور قابلِ ستائش ہیں وہ ہستیاں، جن کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت بار بار عطا فرماتے ہیں۔

☆ ...... اور جس مقدس مسجد کی بنیاد سید الانبیاء والمرسلین حبیبِ رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مقدس اور بابرکت ہاتھوں نے رکھی جن کا ہر نطق وگویائی امرِ ربانی اور وحی الٰہی تھا **وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الا وحی یوحی** اور پھر انہی کے مقدس ہاتھوں نے اس کو تعمیر فرمایا اور اسی عمارت میں بیٹھ کر دینِ الٰہی کی تعلیم فرمائی اور انسانیت کو اوجِ کمال تک پہنچایا. یہیں فریضۂ بندگی ادا ہوتا تھا اور یہی امت کی تعلیم وتربیت کا آخر تک مرکز رہا یہاں سے آفتابِ اسلام چمکا اور تاریک دنیا میں اجالا کر دیا یہاں سے جیوشِ اسلامی روانہ ہوئے اور تمام باطل قوتوں کو پاش پاش کر دیا اس مسجد کے بارگاہِ الٰہی میں مقبول اور محبوب ہونے میں کیا شک وشبہ ہوسکتا ہے بلا شک وشبہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد بھی سید المساجد ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ﴾ :البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ و پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ حقدار ہے اس کی کہ آپ اس میں نماز کے لئے قیام فرمائیں۔ (تجلیاتِ مدینہ، ص:۱۳۲)

☆ جو چیزیں آپ سے منسوب ہیں ان کی عظمت:۔

جن مقامات پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے جیسا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ، اور جن چیزوں کو آپ نے استعمال فرمایا ہے یا دستِ مبارک لگایا اور جن اشیاء کی عظمت وتکریم آپ کی وجہ سے معلوم ہوئی ان کی تعظیم وتکریم کرنا واجب وضروری ہے اور ان کی

تعظیم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعظیم ہے۔

حضرت صفیہ بنت نجدہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر سر کے بالوں کا ایک جُوڑا تھا جب وہ بیٹھتے اور اسے چھوڑ دیتے تو وہ زمین سے جا لگتا تھا کسی نے ان سے دریافت کیا کہ اپ اسے منڈوا کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا میں اسے منڈوا نہیں سکتا کیونکہ ان بالوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک لگایا ہے۔ ابویعلیٰ رحمہٗ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی کسی معرکہ میں گر گئی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کفار پر اتنا سخت حملہ کیا کہ صحابہ کرام کو ان کی اتنی شدت پر نکیر کرنا پڑی۔ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا: میں نے اتنا سخت حملہ محض ٹوپی کی وجہ سے نہیں کیا بلکہ اس ٹوپی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال لگے ہوئے تھے اس کی بنا پر کیا۔ تاکہ ان بالوں کی برکت مجھ سے دور نہ ہو اور یہ بال کفار کے ہاتھ نہ لگیں۔

”قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو سیدنا رسولِ اطہر، مکی و مدنی صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے ان کی تعظیم وتکریم کرنا، حرمین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہد ومساکن کی تعظیم کرنا اور وہ چیزیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پکاری جاتی ہوں یا جن کو آپ نے دستِ مبارک سے چھوا ہو ان سب کا ادب واکرام کرنا، درحقیقت نبی علیہ السلام ہی کے اکرام میں داخل ہے۔

سلف صالحین کا دستور تھا کہ جن محفلوں میں حدیثِ نبوی سنی یا سنائی جاتی ان محفلوں میں باادب اور باوقار بیٹھتے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، نبی کریم واجب التکریم، علیہ التحیۃ والتسلیم کی خدمت میں باادب ہو کر بیٹھتے تھے۔ یہ سب اس لئے تھا کہ وہ حدیثِ رسول کے ادب کو درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب تصور کرتے تھے۔ (باادب بانصیب، ۵۸تا۶۰)“

ابنِ سعد نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن الفاری سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے منبر مبارک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ اپنا ہاتھ رکھا اور پھر اسے اپنے چہرے پر رکھ دیا اسی عظمت واحترام کی بنا پر امام مالک مدینہ منورہ میں اپنی سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مجھے حق تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ میں ایسی سرزمین کو اپنی سواری کے سُموں سے روندوں۔ جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں امام مالک نے اپنے بہت سے گھوڑے امام شافعی کو ہدیہ میں دیدیے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان میں سے اپنی سواری کے لئے تو کوئی ایک گھوڑا رکھ لیجئے اس وقت بھی امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعہ نے شفا میں ابوعبدالرحمٰن اسلمی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت نقل کی ہے کہ یہ بہت ہی بڑے نمازای اور تیر انداز تھے مگر جب سے انہیں یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کمان اپنے دستِ مبارک میں لی ہے اس وقت سے انہوں نے کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ سبحان اللہ! بزرگانِ دین کو کس درجہ آپ کے اسباب کی بھی عظمت اور کس قدر تعلق تھا کہ صرف کمان کا اطلاق اس پر ہے اور بعینہٖ یہ وہ کمان نہیں بھی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک میں لی۔ مگر کمان کے اطلاق میں شریک ہے اس لئے جذبۂ محبت وعظمت میں طبعیت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ اسے بے وضو ہاتھ لگائیں۔

اب ناظرین خود ہی اندازہ لگائیں کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے دستِ مبارک لگایا ہے اور جو چیزیں آپ کی جانب منسوب ہیں ان کی عظمت واحترام کا کیا حال ہوگا مگر یہ صحابہ کرام، تابعین اور بزرگانِ دین تھے کہ جن کی عظمت دین اور شریعت کے مطابق تھی خودتراشی ہوئی نہ تھی۔ یہی خلوص ومحبت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی

محض دعویٰ اور ڈھونگ نہیں تھا کہ شور وغل تو بہت مگر عظمت ومحبت کا نام ونشان بھی نہ ہو۔

(فضائلِ مدینہ منورہ، صفحہ ۱۴ تا ۱۶)

☆ اشتیاقِ زیارتِ مدینہ:۔

ہر مسلمان جس کے دل میں جذبۂ ایمانی موجود ہے اور جس کو سید الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں ہونے کا اعتراف اور اقرار ہے اور عز وشرف اور اس غلامی پر فخر وناز ہے اس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کا اشتیاق ضرور پایا جاتا ہے اور جس قدر ایمان واسلام کی دولت سے سرفراز ہے اور اپنے امتی ہونے کا شناسا اور قدردان ہے اسی قدر وہ مدینۃ الرسول کا زیادہ مشتاق اور گرویدہ ہے اس کی دیدِ مشتاق اگر ہزار بار بھی شرفِ زیارت سے لطف اندوز ہو تب بھی اس کو سیری نہیں اور ہر بار دل کی بے قراری اور نگاہوں کی بے تابی میں افزونی ہے اور یہ آرزو ہر دم روز افزوں ہے ؎

تمنا ہے کہ جا بیٹھوں تیرے روضہ کی شاخوں پر
قفس جس وقت کہ ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا

بارگاہِ رسالت اور دربارِ رحمت میں پہنچ کر مسلمان کی روح کو جو لطف وسرور اور کیف ونشاط حاصل ہوتا ہے اور قلبِ مومن کو جو سکون اور طمانینت عطا ہوتی ہے اس کے سامنے تمام دنیا کی نعمتیں اور لذتیں ہیچ اور بے حقیقت ہیں آخر یہ فرطِ شوق کیوں ہے؟ یہ سرور ونشاط اور سکون اطمینان کیوں حاصل ہوتا ہے؟ اور ہر مومن کو اس قدر اشتیاقِ زیارت کیوں ہے؟

(تجلیاتِ مدینہ، ص:۶)

☆ ......گنبدِ خضریٰ کی تعمیر وتزئین:۔

روضۂ اقدس کے اوپر گنبدِ خضرا ہے مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں اس کی

سب سے بڑی تمنا اور آرزو یہی ہوتی ہے کہ گنبدِ خضریٰ کو ایک نظر دیکھ لے۔ سب سے پہلے ۶۷۸ھ میں ملک المنصور قلدون صالحی کے عہد میں روضۂ اقدس پر گنبد (قبہ) بنایا گیا، گنبد نیچے سے مربع اور اوپر سے مثمن یعنی آٹھ گوشہ تھا۔ ۸۸۶ھ میں ملک اشرف قانت باقی نے عنقر جمالی کو مسجد کی تعمیر و مرمت کی خدمات انجام دینے کیلئے بھیجا اس وقت گنبد کا رنگ سفید تھا اور قبۃ البیضاء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضۂ اقدس کا قابلِ رشک گنبد بنوایا۔ اسے رنگین پتھروں سے سجایا اور اس پر زردوزی نے اس کے حسن کو اجاگر کر دیا۔ ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود نے بھی گنبدِ نبوی کو از سرِ نو تعمیر کروایا۔ ۱۲۵۵ھ میں انہوں نے گنبد پر سبز رنگ کروایا۔ اس دن سے عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بے نظیر و بے مثال گنبد کو گنبدِ خضریٰ سے نام سے یاد کرتے ہیں

آرزو ہے کہ درِ سیدِ والا دیکھوں
کاش ناصر! میں کبھی گنبدِ خضرا دیکھوں

اللہ رب العزت ہمارے مردہ دلوں کو اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے منور فرمائے آپ کے تابندہ نقوش اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور عاجز کی اس سعی کو قبولیت کا شرف نصیب فرمائے۔ حضور علیہ السلام کی محبت کا دیپ دلوں میں روشن کرنے کیلئے اس کتاب سے استفادہ کیا جائے، عاجز تو بس غلام غلامانِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کوئی ادیب و دانشور نہیں، کوئی فقیہ و مفسر نہیں، زہے نصیب کہ رب ذوالجلال میری اس سعی کو قبول فرمالے۔

ہاں مفتی و فقیہ نہیں مان لیتے ہیں
ناموسِ مصطفےٰ پہ مگر جان دیتے ہیں

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

باب ثانی

اکابر و علماءِ دیوبند کے عشق و محبت اور الفت و اطاعتِ رسول ﷺ کے بے مثال واقعات، ملفوظات اور تحریرات کا ایک جامع اور لازوال ذخیرہ اور بہت سے نادر واقعات

بانی دار العلوم دیوبند، حجۃ الاسلام

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

(ولادت ۱۸۳۲ء، وفات ۱۸۷۹ء)

﴿تعارف: قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ شوال 1248ھ مطابق 1832ء پیدا ہوئے اور آپ کا وصال ۴ رجمادی الاول 1297ھ مطابق 15 اپریل، 1880ء میں دیوبند میں بوقت ۳ بجے دوپہر بروز جمعرات بعارضہ ضیق النفس ہوا اور وہیں دفن کئے گئے 15 محرم الحرام 1283ھ مطابق 30 مئی 1866ء میں مدرسہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کے نام سے پوری اسلامی دنیا میں مشہور ہوا اس کی بناڈالی گئی۔

حضرت مولانا نانوتوی کے متعلق بعض مفسدہ پردازوں نے حکومتِ ہند کو یہ درخواست دی کہ حضرت مولانا نانوتوی نے دیوبند میں ایک مدرسہ گورنمنٹ کے مقابلہ پر کھولا ہے جس کا مقصد ہے کہ سرحد کے لوگوں سے تعلقات پیدا کئے جائیں تاکہ گورنمنٹ سے جہاد آسان ہو۔ یہ مدرسہ خفیہ طور پر طلبہ کو قواعد جنگ کی تعلیم دیتا ہے اور ہندوستان پر چڑھائی کرنے کے لئے کابل کو تیار کر رہا ہے ہم حکومت کے خیر خواہ ہیں مطلع کرتے ہیں کہ وہ بیدار رہے حکومت سے فوراً تفتیش کے احکامات جاری ہو گئے اور تفتیش کے مراکز ،نانوتہ، رام پور اور جلال آباد قرار پائے اور دیوبند کو صدر مقام بنایا گیا۔ حکام نے دورے کئے اور بعض نے نانوتہ پہنچ کر حضرت نانوتوی کی زیارت کے لئے مسجد میں آنے کی اجازت چاہی حضرت نے اجازت دے دی کہ جوتا اتار کر آئیں، حاکم آیا، بیٹھا نہیں بلکہ نہایت ادب سے چپ چاپ حضرت کے سامنے کھڑا رہا واپس جا کر اس نے حکومتِ ہند کو رپورٹ دی کہ جو لوگ ایسی مقدس صورتوں پر نقص امن اور غدر وفساد کا الزام لگاتے ہیں وہ خود مفسد ہیں اور یہ محض چند مفسدوں کی شرارت تھی جو سراسر ناکام رہی۔

☆...... حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ علم و کمال کے جن دریاؤں سے فیض یاب اور سیراب ہوئے اور فکر و معرفت کے جن چشموں سے سرشار ہو کر خود ساقیٔ عالم اور قاسم العلوم کہے گئے ان میں سے ایک بہت اہم، بہت ہی ممتاز اور بہت نمایاں بلکہ شاید اس فہرست کا ممتاز ترین نام اور شخصیت حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً کا ہے اور اس حقیقت کا حضرت مولانا نانوتوی کے زمانے سے برملا اعتراف کیا گیا ہے﴾

☆ **مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑنا گوارا نہیں:۔**

جب مجاہد علماء کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی تو آپ کی گرفتاری کے بھی وارنٹ جاری ہوئے خدام اور متوسلین کے بہت زیادہ اصرار پر آپ ایک مکان میں روپوش ہوئے اور تین دن کے بعد پھر کھلے بندوں چلنے پھرنے لگے لوگوں نے پھر زیادہ روپوشی کے لئے بمنت عرض کیا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں اور ساتھ ہی ساتھ عشقِ حبیب اور اتباعِ رسول ﷺ کی بات کیے بغیر نہ رہ سکے۔ کہ جناب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہجرت کے وقت غارِ ثور میں تین دن ہی تو روپوش رہے تھے''۔

(سوانح قاسمی جلد۲ صفحہ ۱۷۳)

اللہ اکبر الفت واتباع کا کیا لازوال نمونہ پیش فرمایا عزت بچانے اور جان بچانے کے لئے سنت یاد آجانا اور بات ہے عزت قربان کردینے اور جان لٹا دینے کے لئے سنت کا اپنانا دل والوں کا کام ہے ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

اپنے خدا سے مانگ محمدؐ سے انتساب
ان کے حضور عشق کے دیپک جلائے جا
ناموسِ مصطفٰے کا تقاضا ہے ان دنوں
مہر و وفا کے نام پہ گردن کٹائے جا

☆ **حضور ﷺ کے سامنے آپ کو بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے:۔**

آپ حج کو جاتے ہوئے پنجلاسہ (ضلع انبالہ) کے ایک باکمال بزرگ راؤ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ: حضرت میرے لئے دعا فرمایئے اس پر راؤ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہاں کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے (ارواحِ ثلاثہ: ص:۱۹۳)

ان سے یزدانی ہے میرے قلب وجاں میں روشنی
میرا ایماں، میرادیں ،میرا یقیں ختم الرسل

☆ درمحبت تلخ ہا شیریں بود:۔

جب حضرت نانوتوی نے حج کیا تو بڑے بڑے اکابر ساتھ تھے مثلاً حضرت اقدس گنگوہی رحمہٗ اللہ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں کا ایک مجمع تھا آخری منزل جس کے بعد مدینہ طیبہ بالکل سامنے آجاتا ہے اور حرم نبوی کے مینار نظر آنے لگتے ہیں اس آخری منزل کا نام بئرِ علی ہے یہاں ایک پہاڑی ہے جب اس پر چڑھے اور حرم شریف کے مینار پر نظر پڑی......

کانٹے میرے تلوؤں کے لئے لالہ وگل ہیں
گلشن ہے مرے واسطے صحرائے محمد
کب سے درِ اقدس کو ہیں بے تاب نگاہیں!
کب سے مرے دل میں ہے تمنائے محمد
دانشؔ ! مری آدابِ محبت پہ نظر ہے
قبلہ ہے مرا نقشِ کفِ پائے محمد

......تو حضرت نانوتوی رحمہٗ اللہ ایک دم اونٹ سے اچھل کر زمین پر کود پڑے، جوتے اتار کر اونٹ کے کجاوے میں رکھے اور ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب تھی اس لئے عاشقانہ اشعار پڑھتے ہوئے اور اپنے حال میں مست ننگے پاؤں چلے جارہے تھے مدینہ طیبہ کی کنکریاں بھی نوکیلی ہیں وہ پاؤں میں ایسے چبھتی ہیں جیسے کانٹے چبھتے ہیں ان کی وجہ سے پاؤں لہولہان ہوگئے۔

شاعر نے انہی کیفیات کو الفاظ کا روپ دینا چاہا ہے......

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیب ہے پلکوں پہ چل کے آ
امت کے اولیاء بھی ادب سے ہیں دم بخود
یہ بارگاہِ سرورِ دیں ہے سنبھل کے آ
سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تو
عشقِ نبی ؐ کی آگ میں تائبؔ پگھل کے آ

☆ زمزمِ عشق سے آنکھوں کا وضو لازم ہے:۔

دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی اونٹوں سے اتر کر پیدل چلنا شروع کر دیا تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ لوگ کیوں نیچے اتر کر چلنے لگے۔ حضرت نانوتوی پر تو محبت اور عشق کی وجہ سے حال طاری ہے یہ کہاں تک نقالی کریں گے اس لئے کوئی بیس قدم کوئی سو قدم چل کر رک گیا کیونکہ ان کنکریوں پر چلنا ہی مشکل تھا مگر جو اپنے حال میں مست ہو اسے تو کچھ خبر نہیں رہتی، اس پر تیر پڑیں چاہے تلواریں......

حضرت اسی حال میں حرمِ نبوی تک پیدل ہی چلتے رہے اور آپ کے پاؤں لہولہان ہو چکے تھے۔ مگر حضرت محبت اور عشق کی وجہ سے اپنے حال میں مست تھے۔ تو معاملہ یہ ہے کہ...... درمحبت تلخ ہا شیریں بود...... یعنی محبت کی وجہ سے تلخیاں بھی شیریں ہو جاتی ہیں اور انسان ان کو بخوشی جھیل لیتا ہے۔ (خطبات حکیم الاسلام)

؎ تب نظر خاکِ مضافاتِ مدینہ آئے
جب بصارت کو بصیرت کا قرینہ آئے

زمزمِ عشق سے آنکھوں کا وضو لازم ہے
اس سے پہلے کہ درِ شاہِ مدینہ آئے

آدمی ساری تلخیاں جھیل جاتا ہے جب محبت کا غلبہ ہوتا ہے پھر نہ زخم کی پروا نہ تیروں تلواروں اور نیزوں کی پروا ہوتی ہے یہ ہی شان اہل اللہ کی بھی ہوتی ہے کہ جب محبتِ خداوندی اور محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم غالب آجاتی ہے تو نہ عیش کی پروا، نہ آرام وراحت کی فکر۔ ساری چیزوں کو تج دیتے ہیں چنانچہ بنیادی چیز محبت ہے اور محبت کا ظرف دل ہے جب دل میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آجاتی ہے تو ہاتھ پاؤں پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہوں گے اور اعمالِ صالحہ بھی صادر ہوں گے۔ (خطبات حکیم الاسلام)

تری جستجو میں جو آئے تو مجھے موت بھی ہے عزیز تر
تری آرزو میں ملے اگر مجھے زندگی، تو قبول ہے

اسلاف مجاہدین ملت اور مصلحین امت کے علمی وروحانی وارثین حضرت مولانا نانوتوی اور حضرت گنگوھی اور ان کے خاص رفقاء کو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنے مقدس دین کی حفاظت اور خدمت کی جو توفیق دی اور ان کی جدوجہد سے توحید وسنت اور عام اسلامی تعلیمات کی اس ملک میں جو اشاعت ہوئی اور علم وعمل اور عشق وفنائیت کی جامعیت کے لحاظ سے خود ان بزرگوں کا جو حال تھا اور یہ مبارک صفات ان کے ذریعہ امت کے مختلف طبقات میں جس وسیع پیمانہ پر پھیلیں ان چیزوں کو اور ان کے اثرات وثمرات کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دل کو اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور کے خاصانِ خدا میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت اور توحید وسنت کی اشاعت کے لئے اور ان کے قلوب کو اپنے خاص تعلق کے واسطے چن لیا تھا۔ (فیصلہ کن مناظرہ: ص۸۱، از مولانا منظور احمد نعمانی)

☆ابتداء اور انتہاء دونوں مبارک ہوں:۔

علم وعمل اور عشق وعقیدت کے پیکر حضرت نانوتوی کی اپنی ایک مشہور کتاب آبِ حیات کی ابتدائے تالیف اور حرمین شریفین سے عقیدت ملاحظہ فرمایئے:۔دل میں یہ ٹھان کر قلم اٹھایا اور ٹھہرائی (طے کرلیا) کہ شروع تو خدا کے گھر سے کیجئے اور بن پڑے تو بوسہ گاہِ عالم (سرورِ دوعالم) ﷺ پر اختتام کو پہنچا دیجئے تا کہ ابتداء اور انتہاء دونوں مبارک ہوں ورنہ جس قدر بن پڑے غنیمت ہے کیونکہ اس وسیلہ سے اس ظلوم وجہول کو امیدِ صحت اور ظنِ حسنِ قبول ہے۔(سوانح قاسمی جلد۳ ص:۱۲)

ان کو تو نے کیا سے کیا شوق فراواں کردیا
پہلے جاں، پھر جانِ جاں، پھر جانِ جاناں کردیا

☆اب عرش وفرش میں نبوت حضور کی ہے:۔

مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہ اگر چاند میں، ستاروں میں، اگر کسی جزیرے میں، زحل میں، مشتری میں، عطارد یا مریخ میں، اگر کہیں کوئی مخلوق رہتی ہے تو وہ بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اُس کو بھی محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام قبول کرنا پڑے گا اب عرش وفرش میں نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

اس لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے لئے معراج کی رات آپ کو اللہ تعالٰی نے امام بنایا، کہ محبوب! تمام انبیاء کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اب شریعت صرف آپ کی ہے اس لئے اللہ تعالٰی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر پھرایا کہ جہاں تک میری خدائی ہو گی وہاں تک تیری مصطفائی ہوگی۔(شاہراہِ عشق کے مسافر ص: 108)

توفخرِ کون ومکاں، زبدۂ زمین وزماں امیرِ لشکرِ پیغمبراں، شہِ ابرار

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب   خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار
تو بوئے گل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبی   تو نورِ شمس گر اور انبیاء ہیں شمسِ نہار

☆......اتباعِ سنت اور مقامِ عشق و معرفت:

حضرت مولانا کا اتباعِ سنت میں کیسا اونچا مقام تھا اور حضرت مولانا ہر اک قدم پر اتباعِ سنت اور طریقۂ نبوی کی تحقیق اس کی حتی الامکان پیروی اور اس پر قدم بہ قدم عمل کا کس قدر غیر معمولی اہتمام کرتے تھے مولانا کے اصحاب و متوسلین کی اطلاعات و روایات کے علاوہ بعض اور ذرائع سے بھی اس کی تحقیق و تصدیق ہو رہی ہے تصدیق بھی ایسے حضرات کی جو خود راہ معرفت کے رہ نورد اور مراتبِ سنت کے رمز شناس تھے۔

حضرت مولانا کے ایک مشہور معاصر اور نامور درویش، سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۴ ربیع الاول، ۱۳۱۵ھ، اگست ۱۸۹۷ء) کو ایک مرتبہ حضرت سرورِ کائنات رسولِ اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی دیکھا کہ حضرت رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے جا رہے ہیں سائیں صاحب نیز ایک اور شخص (جن کو شاہ صاحب نے نہیں پہچانا، دونوں) شوقِ زیارت میں پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ سائیں صاحب تو دوڑے جا رہے ہیں مگر وہ شخص اپنا ایک ایک قدم بہت سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر رکھ رہے ہیں سائیں صاحب نے دیکھا تو خیال آیا کہ شاید یہ شخص بدشوق یا ناواقف ہے جو اس طرح سوچ سوچ کر آہستہ آہستہ چل رہا ہے سائیں صاحب نے پہلے تو اس سے پوچھا تم کون ہو؟ جواب ملا: میں محمد قاسم (نانوتوی) ہوں! شاہ صاحب نے (جو حضرت مولانا سے پہلے سے غائبانہ یقیناً واقف تھے) مولانا سے کہا: ''بابا شوق نا بجھیاں'' بھائی! شوق سے دوڑ کر آؤ!

حضرت مولانا نے اس کے جواب میں جو کچھ فرمایا وہی مولانا کی زندگی کا جوہر، دار العلوم دیو بند کا ذوق و مزاج اور دین کی اصل الاصول ہے، جس نے اس نکتہ کو پالیا اس کو

یقیناً دین کا صحیح ذوق حاصل ہو گیا اور حق یہ ہے کہ:

ع......اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

حضرت مولانا صاحب نے سائیں صاحب کے جواب میں فرمایا کہ: ''میں تو نشانِ قدمِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر قدم رکھ کر چلتا ہوں اور جس جگہ قدم خوب محسوس نہیں ہوتا ،وہاں تأمل کرتا ہوں جب تک خوب یقین نہیں ہو جاتا کہ یہی نشانِ قدم ہے اس وقت تک دوسرا قدم نہیں اٹھاتا، گو دیر سے پہنچوں مگر قدم بقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے چلوں گا''

منزل پہ نہ وہ پہنچ پائے گا کبھی بھی
جو یا نہ ہوا یاں جو ترے نقشِ قدم کا

اس خواب کا سائیں توکل شاہ صاحب نے اپنے ایک مسترشد مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی (وفات ۲۷ محرم ۱۳۶۱ھ، فروری ۱۹۴۲ء) سے خود ذکر کیا تھا۔ (احوال و آثار حضرت نانوتویؒ ،ص ۲۴۰ بحوالہ انوار العاشقین و تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیکرِ عشق مولانا نانوتوی کو پیش کردوں گا:۔

رسوخ فی العلم، حُبِّ الٰہی اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کا ادب وعشق آپ پر غالب تھا جبھی تو آپ کے بارے میں آپ کے مرشد و مربی، پیکرِ زہد ورشد سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا تھا: اگر حق تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا کہ امداد اللہ کیا لے کر آیا ہے تو میں مولوی رشید احمد اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کو پیش کردوں گا، کہ یہ لے کر حاضر ہوا ہوں (تذکرۃ الرشید)

یہ رمزی بے بصیرت ہے تیرے رتبے کیا جانے
جو ہم رتبہ ہو تیرا وہی تیرے اوصاف پہچانے

☆☆☆☆☆

حضرت قطب الارشاد

فقیہ النفس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

﴿تعارف: آپ ۶ ذی قعدہ ۱۲۴۴ھ مطابق ۱۸۲۹ء بروز سوموار چاشت کے وقت اس دنیائے آب وگل میں تشریف لائے، آپ والدِ ماجد اور والدہ ماجدہ دونوں کی طرف سے شریف النسب اور نجیب الطرفین شیخ زادہ انصاری اور ایوبی النسل تھے آپ کی پیدائش مشہور تاریخی شہر گنگوہ میں ہوئی، حضرت گنگوہی اپنے زمانہ کے بڑے علماء اور دینی مقتداؤں میں سے تھے آپ نے تعلیم حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے علماء سے حاصل کی اور روحانی تربیت حضرت مولانا شاہ غلام علی مجددی دہلوی سے، آپ بچپن ہی سے سلیم الطبع اور شیدائی سنت تھے نمازِ جمعہ کے وقت سب کھیل کود چھوڑ کر مسجد چلے آتے، نماز کے پابند اور راست بازی میں مشہور تھے......

زمانہ طالب علمی میں اپنی پڑھی ہوئی کتابوں کو پڑھانے کا بھی شوق رکھتے تھے، چنانچہ سب سے پہلی جماعت جو آپ سے پڑھنے لگی وہ ہے جس میں ملا محمود دیوبندی بھی شریک تھے جو دارالعلوم دیوبند میں سب سے پہلے مدرس مقرر ہوئے اور جن کے پہلے شاگرد حضرت شیخ الہند ہوئے۔ جوانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور تراویح میں سنایا، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دربارِ دُربار سے روحانی فیض حاصل کیا، آپ نے انہیں چالیس دن میں خلافت بھی عطا فرمادی، الغرض امامِ ربانی کی وہ عالی اور بلند ہمت جو خدائی خزانۂ عامرہ سے فطرتاً آپ کو عطا ہوئی تھی سرتاپا تمام وکمال تحصیل قربِ الٰہی میں صرف ہونے لگی۔

تحریک آزادی میں گرفتار ہوئے تو جیل میں بھی کوئی نماز قضا نہ ہونے پائی بہت سے قیدی آپ کے معتقد ہو گئے اور آپ انہیں وعظ ونصیحت کرتے اور وحدانیتِ رب اور رسالتِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت والفت کا عملاً سبق بھی دیتے، رہائی کے بعد ظاہری علوم شرعیہ کے ساتھ باطنی علوم سکھانے میں مصروف ہو گئے، ایک دفعہ بارش کے دوران طلباء کی جوتیاں اپنے کندھے کی چادر میں ڈال لیں اور محفوظ جگہ پہنچادیں، طلباء تڑپ کے رہ گئے آپ نے فرمایا: ''اس میں کونسی بُری بات ہے، تمہاری خدمت کرنا تو میری نجات کا باعث ہے طلبائے دین کے لئے تو حدیث شریف کے الفاظ ہیں مچھلیاں سمندر میں چیونٹیاں بلوں میں دعا کرتی ہیں اور فرشتے تمہارے قدموں کے نیچے اپنے پَر بچھاتے ہیں اور تم مہمانانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو، کہ حدیث پڑھنے آئے ہو''۔

آپ کو حرمین اور ان کے متعلقات سے بہت محبت تھی یہاں تک کہ کسی نے مدینۃ الرسول (ﷺ) کی مٹی لادی، آپ نے حضرت مولانا عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کو دی، اور فرمایا: لو یہ پھانک لو، انہوں نے عرض کیا: حضرت مٹی تو حرام ہے آپ نے فرمایا: میاں وہ مٹی کوئی اور ہوگی۔ درودِ ابراہیمی آپ کو زیادہ پسند تھا، ۸ یا ۹ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ، مطابق ۱۱ اگست ۱۹۰۵ء کو جمعہ کے روز آپ اپنے ربِ حقیقی سے جا ملے رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ﴾

☆ہاتھ آجائے اگر خاک تیرے نقشِ قدم کی :۔

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تبرکات میں آقائے کون ومکاں ، امام الانبیاء ﷺ کے حجرۂ مطہرہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا بروز جمعہ کبھی حاضرین وخدام کو جب ان تبرکات کی زیارت کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دست مبارک سے کھولتے اور غلاف کو نکال کر انتہائی عشق ومحبت سے اوّل اپنی آنکھوں سے لگاتے اور منہ سے چومتے تھے پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے......

ہاتھ آجائے اگر خاک تیرے نقشِ قدم کی
سر پہ کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

☆اثمارِ جنت، مدینہ کی کھجوریں :۔

مدینہ منورہ کی باعظمت کھجوریں جب بھی آتیں تو نہایت عظمت وحفاظت سے رکھی جاتیں اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور اپنی بارگاہ میں حاضر مخلصین کو بھی نہایت تعظیم اور ادب سے اس طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمتِ غیر مترقبہ اور اثمارِ جنت ہاتھ آگئے ہیں۔سبحان اللہ۔ نیز مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے، لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے ان کو ہاون دستہ میں پسوا کر نوش فرماتے مثل چھالیے کے کترواکے لوگوں کو استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے تھی۔(الشہاب الثاقب،ص:۵۲)

تم کو ملے ہیں قریۂ مہتاب میں گڑھے
ہم کو تو پتھروں میں بھی رعنائیاں ملیں

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

خود احقر کا مشاہدہ ہے کہ تین دانے ان کھجوروں کے جو خاص صحن مسجد نبوی میں لگی

ہیں اسی سال لا کر حضرت اعلیٰ کی خدمت میں پیش کیے تھے اس کی حضرت گنگوہی نے اس قدر وقعت فرمائی کہ نہایت اہتمام سے ان کے ستر 70 سے کچھ زائد حصے فرما کر اپنے اقربا و مخلصین ومحبین میں تقسیم فرمائے اور اپنا بھی ان میں ایک حصہ قرار دیا۔ (بحوالہ: الشہاب الثاقب: ص ۵۳)

سا ری دنیا مجھ کو کہتی ہے محمد ﷺ کا غلام
فخر کے قابل یہ ٹکڑا میرے افسانے میں ہے

☆موقع قدمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حرمِ نبوی میں حاضری کے آداب لکھتے ہوئے زبدۃ المناسک میں فرماتے ہیں: کہ جب مدینہ منورہ کو چلے تو راہ میں درود شریف کی کثرت کرے پھر جب درخت وہاں کے نظر آویں تو اور زیادہ کثرت کرے جب عمارت وہاں کی نظر آوے تو درود شریف پڑھ کر کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ فَاجْعَلْہُ وِقَایَۃً لِّیْ مِنَ النَّارِ وَاَمَاناً مِنَ الْعَذَابِ وَسُوْٓءَ الْحِسَابِ۔ اور مستحب ہے کہ غسل کرلے یا وضو، اچھا لباس پہنے اور نئے کپڑے ہوں تو بہتر، اور خوشبو لگائے اور پہلے سے پیادہ ہو لے، خشوع اور خضوع جس قدر ہو سکے فرو گذاشت نہ کرے۔

اور عظمتِ مکان کا خیال کیے ہوئے درود شریف پڑھتا ہوا چلے، جب مدینہ مطہرہ میں داخل ہو تو کہے رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ نَصِیْرًا نیز ادب اور حضورِ قلب سے دعا کرے اور درود شریف بہت پڑھے وہاں جا بجا موقع قدمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

نگاہِ یار جسے آشنائے راز کر دے
وہ اپنی خوبیِ قسمت پہ کیوں ناز نہ کرے

(پیادہ چلنا بہتر ہے۔ یاد رہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں

سوار نہیں ہوتے تھے فرماتے تھے کہ مجھ کو حیا آتی ہے کہ سواری کے کھروں سے اس سرزمین کو پامال کروں کہ جس میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے پھرتے ہوں) اور بعد میں تحیۃ المسجد ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتِ غیر مترقبہ اس کے نصیب کی پھر روضہ کے پاس حاضر ہو اور باادب تمام اور خشوع سے کھڑا ہو اور زیادہ قریب نہ ہو اور دیوار کو ہاتھ نہ لگاوے یہ محل ادب ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کی طرف چہرۂ مبارک کیے ہوئے تصور کرے اور کہے السلام علیک یا رسول اللہ اور پکار کر نہ بولے آہستگی، خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے۔ (بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیو بند بحوالہ الشہاب الثاقب: ص: ۴۹،۵۰)

﴿نیز آواز بلند نہ کرنے کے ادب کی ایک اور مثال ملاحظہ کیجئے ...... ابن حمید سے روایت ہے کہ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں کسی بات پر مباحثہ کیا۔ اس وقت خلیفہ کے ہمراہ پانچ سو شمشیر بکف بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو جب خلیفہ کی آواز قدرے بلند ہوئی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز بلند مت کرو ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حیاتِ مبارکہ میں تھا﴾

پاکیزہ تر از عرش و سما، جنت و فردوس
آرام گہہ پاکِ رسولِ عربی ہے
آہستہ قدم، نیچی نگہ، پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں روحِ رسولِ عربی ہے

☆ روضۂ حبیب ﷺ کی خاکِ پاک:۔

رحمتِ کائنات صفحہ ۴۵۴ پر حضرت قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

احقر ماہ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ میں بہ ہمراہی بھائی محمد صدیق صاحب جب حاضر ہوا

تھا تو بھائی صاحب سے پہلی ہی حاضری میں حضرت اقدس نے دریافت فرمایا کہ حجرہ شریفہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک بھی لائے ہو یا نہیں؟ چونکہ وہ احقر کے پاس تھی اس لئے باادب ایستادہ پیشِ خدمتِ اقدس کی تو نہائت وقعت اور عظمت سے قبول فرما کر سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد از نمازِ عشاء خوابِ استراحت فرماتے وقت اتباعِ سنت کے طور پر اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں (بحوالہ الشہاب الثاقب)

اے کہ تیرا جمال ہے زینتِ محفل حیات
دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی زکوٰۃ
تیری جبین سے آشکار پرتوِ ذات کا فروغ
اور ترے کوچہ کا غبار سرمۂ چشمِ کائنات
پست و بلند کے لئے عام ہیں تیری رحمتیں
عرش سے اور فرش سے تجھ پر سلام وصلوٰۃ

☆ جو ہم رتبہ ہو تیرا وہی تیرے اوصاف پہچانے :۔

محبتِ الٰہیہ اور عشقِ رسالت میں ڈھلے ہوئے اس پیکرِ علم وفقاہت کے بارے میں آپ کے مرشد ومربی پیکرِ زہد ورشد سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب نے ارشاد فرمایا تھا: اگر حق تعالیٰ مجھ سے دریافت کرے گا کہ امداد اللہ کیا لے کر آیا ہے تو میں مولوی رشید احمد اور مولوی محمد قاسم صاحبؒ کو پیش کر دوں گا کہ یہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔(تذکرۃ الرشید)

☆ قندِ مکرّر :۔

نیز سید الطائفہ حضرت حاجی صاحب فرماتے ہیں: جو شخص مجھ سے محبت وعقیدت

رکھے وہ مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اور مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ کو (جو کمالات ظاہری و باطنی کے جامع ہیں) میری جگہ بلکہ مجھ سے بلند مرتبہ سمجھے اگرچہ ظاہر میں معاملہ برعکس ہے کہ میں ان کی جگہ پر اور وہ میری جگہ پر ہیں اور ان کی صحبت کو غنیمت سمجھے کہ ان جیسے لوگ اس زمانہ میں نہیں پائے جاتے ہیں اور ان کی بابرکت خدمت سے فیض حاصل کرے اور سلوک کے طریقے (جو اس کتاب میں ہیں) ان کے سامنے حاصل کرے انشاءاللہ بے بہرہ نہ رہے گا خدا ان کی عمر میں برکت دے اور معرفت کی تمام نعمتوں اور اپنی قربت کے کمالات سے مشرف فرمائے اور بلند رتبوں تک پہنچائے اور ان کے نور ہدایت سے دنیا کو روشن کرے اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں قیامت تک ان کا فیض جاری رکھے (ضیاء القلوب ،مطبوعہ اشرفیہ دیوبند: ص ۶۶)

وہی مومن ہے جس کو دیکھ کر باطل پکار اٹھے
کہ اس مردِ خدا پر چل نہیں سکتا فسوں میرا

☆عشق و معرفت کا دریا پی گئے:۔

مولوی محمد سہول صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت گنگوہیؒ کے وصال کے بعد مجھے سید طاہر صاحب رئیس مولانگر ضلع مونگیر سے ملنے کا اتفاق ہوا حضرت امام ربانی ،حضرت گنگوہی قدس سرہ کا کچھ تذکرہ آگیا سید صاحب چشم نم ہوئے اور قسم کھا کر فرمایا کہ ایک دن میں اپنے مرشد حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا بزرگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمۃ کی حالت دریافت کی۔ مجھے خوب یاد ہے کہ حضرت مولانا نے یہ لفظ فرمائے تھے کہ ''مولانا رشید احمد صاحب کا کیا حال پوچھتے ہو وہ تو دریا پی گئے اور ڈکار تک نہ لیا''

اسی کا ہے ایمان ،ایمانِ کامل

جسے آپ سے کوئی پیار نہ ہوگا

حضرت کی زبان مبارک سے جس وقت سے میں نے یہ ارشاد سنا اسی وقت سے میں حضرت مولانا رشید احمد سے واقف ہوں اور انہیں بڑا بزرگ سمجھتا ہوں۔

(تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ:۳۲۱)

☆......اس مقدس سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے:۔

حق تعالیٰ کی یاد کے ساتھ انس ومحبت کا آپ کے مبارک قلب کو جو قوی علاقہ تھا اس کو کوئی کیونکر سمجھ سکتا اور کس طرح کن لفظوں میں بیان کر سکتا ہے بطحائے پیغمبر کی لائی ہوئی شریعت کے ساتھ آپکو اس درجہ الفت تھی کہ اس کی نظیر ملنی زمانہ میں دشوار ہے آپ کی عادت اور وضع کا ہر پہلو دیکھنے والوں کو شریعت کی عملی تعلیم دیتا تھا آپ نہیں چاہتے تھے کہ کہ آپ کا ایک قدم بھی پیغمبر کے حکم کے خلاف حرکت کرے اپنے مالک حق تعالیٰ شانہ کی رضا جوئی آپ کی انتہاء مراد تھی اور سنتِ نبویہ کے اتباع کامل پر آپ نے اس کا حصول موقوف سمجھ رکھا تھا اس لئے آپ کے جملہ حرکات وسکنات اس مقدس سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔(تذکرۃ الرشید ،جلد۲،صفحہ:۸)

دنیا کا طلب گار رہا ہے نہ رہے گا
سرکارؐ کے قدموں کے نشاں ڈھونڈنے والا
نظروں میں رہے جس کے جمالِ شہِ والاﷺ
اس شخص کی دنیا میں ہے اُجالا ہی اُجالا

☆......پیغمبر ﷺ اجازت دیتے ہیں کہ نہیں؟

یہ سب کچھ محض ثمرہ تھا حبِ خدا اور حبِ رسول ﷺ کہ جس نے حضرت مولانا کو سنت کا دلدادہ وجان نثار، شیدا اور عاشق زار بنا رکھا تھا آپ کے بال بال اور روئیں روئیں

سے بطحائے پیغمبر ﷺ کی ہر ہر ادا پر شیفتگی ٹپکتی تھی اور آپ کا ہر بُنِ مُو گویا زبان بنا ہوا تھا جس سے بجز اتباعِ شریعت کی آواز کے دوسری صدا نکلتی ہی نہ تھی آپ اس محبت کے جام سے اس درجہ سرشار تھے کہ عضو عضو فَفِرُّوا اِلَى اللّٰهِ اور فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰه پکار رہا تھا آپ کو اس جان فروشِ عشق میں کچھ ایسی لذت حاصل ہوئی تھی کہ ہر لحظہ هَلْ مِنْ مَّزِيْد کا سوال تھا آپ نے اپنا مال، اپنی اولاد اپنا گھر، اپنی راحت، اپنا ناموس، اپنی عزت، یہاں تک کہ اپنی جان اس کے ہاتھوں بیع کر دی تھی آپ کی زبان اس سے قبل کہ کوئی کلمہ نکالے، سوچ لیتی تھی کہ شرع کے موافق ہے یا مخالف؟ اور آپ کی آنکھیں اس سے پہلے کہ اوپر اٹھیں اور کسی شے پر نظر ڈالیں یہ پوچھ لیتی تھیں کہ پیغمبر ﷺ اجازت دیتے ہیں کہ نہیں؟، سبحان اللہ! محویت وفنائیت کا کیا خوب عالَم تھا۔ (تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ:۵۱)

میں تو ہوں محوِ خیالِ یار! مجھ کو کیا خبر!
آرزوئے دل ہے کیا، ذوقِ نظر کیا چیز ہے

☆......ٹھنڈے پانی کی محبت:۔

ٹھنڈا پانی آپ کو نہایت مرغوب تھا اور اس کا آپ کی خانقاہ میں اہتمام بھی خاص کیا جاتا تھا گرمی کے موسم میں مشکیزہ گولر کے درخت میں لٹکایا جاتا اور جو تدبیر بسہولت ہو سکتی، پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے اس کو عمل میں لایا جاتا تھا۔ ٹھنڈا پانی پی کر آپ بہت خوش ہوتے اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ یہ بڑی نعمت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈا پانی بہت مرغوب تھا اسی لئے آپ نے دعا فرمائی تھی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ اَحَبَّ اِلَىَّ مِنْ مَّالِىْ وَاَهْلِىْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ [اوکما قال] اے اللہ! اپنی محبت، اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت میرے لئے میرے مال، اولاد، اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ عطا فرمادے۔

(تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ:۷۰)

☆ عاشق صادق کی ایک کرامت:۔

"شاملی کی مشہور لڑائی میں اس عاشق صادق (حضرت گنگوہیؒ) سے ایک عجیب کرامت ظاہر ہوئی کہ حجۃ الاسلام مولانا نانوتویؒ کی کنپٹی پر اچانک ایک گولی لگی اور سر پار کر گئی آپ کا سر اور کپڑے خون سے تر ہو گئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے لپک کر زخم پر ہاتھ رکھا پھر دیکھا گیا کہ تو زخم فوراً مندمل ہو گیا اور اس کا کہیں نشان نہ ملا۔

☆ تین بار درود شریف پڑھ کر ہاتھ پھیرا......

ایک اور موقعہ پر حضرت نانوتوی رحمۂ اللہ تعالیٰ کے ماتھے میں انگریز نے گولی ماردی ،لہو کی دھار دور جا پڑی چکر کھا کر مولانا نانوتوی بیٹھ گئے ،مولانا گنگوہی رحمۂ اللہ نے دور سے دیکھا کہ بیٹھ گئے دوڑ کر آئے پوچھا مولانا کیا ہوا؟ فرمایا گولی لگ گئی لہو بہہ گیا اور نظر جواب دے گئی ہے کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ واہ رے گنگوہی! تجھے کالی کملی والے سے کتنا پیار تھا ،تجھے شہنشاہِ کائنات سے کتنی عقیدت تھی کتنی محبت تھی ،ترے مقامِ ولایت میں کیا شک ہے۔

مولانا گنگوہی آگے بڑھے اور تین مرتبہ درود پاک پڑھکر مولانا نانوتوی کے ماتھے پر پھونک مار کر ہاتھ پھیر کر کہا: کہاں ہے زخم؟ کیا ہوا؟ ع ...... دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے...... حضرت نانوتوی رحمۂ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے ماتھے میں گولی کا زخم تو کیا کوئی خراش بھی باقی نہ رہے (مجموعہ خطباتِ اکابر،ص:۱۶۵)

ہوتا ہے الگ سر مرا شانوں سے تو ہو جائے
پر ہاتھ سے چھوٹے گا نہ دامانِ محمد

☆......درود بھیجنے میں بخل تو بڑی بے مروتی ہے:۔

نیز عموماً متوسلین کو درود شریف پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے کہ کم سے کم تین سو مرتبہ روزانہ پڑھا جائے اور اتنا نہ ہو سکے تو ایک تسبیح میں تو کمی نہ ہونی چاہئے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا احسان ہے پھر آپ پر درود بھیجنے میں بخل ہو تو بڑی بے مروتی کی بات ہے

ع......ذکرِ تو سرمایۂ ذوق وشوق

وہ درود شریف جو آپ کو زیادہ پسند تھا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس کے بعد وہ الفاظ درود وسلام جو دیگر احادیثِ صحیحہ میں منقول اور ثابت ہیں۔ (تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ:۱۱۶)

☆......سفوفِ محبت، تخمِ خرما:۔

انسان کو جب کسی کے ساتھ محبت ہوتی ہے تو اس کے تمام متعلقات سے الفت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے سوادِ قلب میں حق تعالیٰ شانہٗ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت راسخ ہوگئی تھی اس لئے حرمین شریفین کے خس وخاشاک تک کو آپ محبوب سمجھتے اور خاص وقعت کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے۔ مدنی کھجوریں کی گٹھلیاں پسوا کر صندوقچہ میں رکھ لیتے تھے اور کبھی کبھی سفوف بنا کر پھانکا کرتے۔

کسی کو عقل ملی، علم کا خزانہ ملا کسی کو سجدے ملے، گریۂ شبانہ ملا
یہ سب نقوش ہیں باطل، یہ سب فنون ہیں خام اگر جبیں کو محمد ﷺ کا نقشِ پا نہ ملا

☆......ایک دفعہ فرمانے لگے کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزیں زمزم کے ٹین اور تخمِ خرمایوں ہی پھینک دیتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد۲، صفحہ:۴۸)

☆......حضرت نے اپنے وصیت نامے میں بہت تاکید سے لکھا ہے ''اپنی زوجہ ،اپنی اولاد، اور سب دوستوں کو بتادو، وصیت کرتا ہوں کہ اتباعِ سنت کو جان کر سنت کے موافق عمل کریں تھوڑی مخالفت کو بھی سخت دشمن جانیں'' (عشق رسول، ص: ۱۴۷)

☆☆☆☆☆☆

----------﴿سیرت نگاری کا ایک خوبصورت انداز﴾----------

☆......ولادتِ مبارکہ کی تصویر کشی کرتے ہوئے قاضی عبدالدائم دائم، سید الوریٰ میں لکھتے ہیں :۔ بالآخر انتظار کا زمانہ کٹ گیا ....فراق کا عرصہ ختم ہوا اور نبوت ورسالت کے آفتاب عالم تاب کے ضیاء بار ہونے کا وقت قریب آن لگا....یہ اپریل کا مہینہ تھا اور موسمِ بہار...اس سہانے موسم کی ایک ایک چیز پر....اس کی مہکتی فضاؤں پر، زر بار گھٹاؤں پر، عنبر افشاں ہواؤں پر، مسکراتی کلیوں پر، کھلکھلاتے پھولوں پر مرغزاروں، شاخساروں پر اور ان میں چہچہاتی گنگناتی چڑیوں پر ڈالی ڈالی پر رقصاں خوش نما وخوش نوا پرندوں پر، گلوں کو چومتی اور فرطِ مسرت سے جھومتی بلبلوں پر......غرضیکہ بہار کی ایک ایک ادائے دل نواز پر شاعروں نے کئی کئی غزلیں کہہ ڈالیں ادیبوں نے فن پارے تخلیق کئے مگر...ع. حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہیں ہوا......اسی موضوع پر آگے چل کر یوں بیان فرماتے ہیں:......اس بہار میں......

☆......وہ گل رعنا کھلا، جس کی بوئے دل آویز سے چمنستانِ دہر کا ہر طائر مست وبیخود ہوگیا

☆......وہ نسیمِ سحر چلی جس کی اٹھکیلیوں سے باغِ ابد کی ہر کلی مسکرا پڑی

☆......وہ صبا محوِ خرام ہوئی جس کے ہر جھونکے میں گلزارِ ازل کی مہک رچی تھی

☆......وہ بادِ بہاری چلی جس کی راحت بخش تھپکیوں سے بے قرارانِ عالم کو قرار آ گیا

☆......وہ ابرِ نیساں برسا جس کا ہر قطرہ منت کشِ صدف ہوئے بغیر دُرِ شہوار بن گیا

★......وہ شبنم پڑی جس کا نم گلستانِ عالم کے پتے پتے کے لئے آبِ حیات ثابت ہوا

یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور سوموار کی رات، اس رات کو وہ مہرِ تاباں نور بار ہوا

......جس کی روپہلی کرنوں سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشنی میں نہا گیا......

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا......اور زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

تاجدارِ علومِ نبوی، مجاہدِ حق، گہوارۂ علم و دانش،

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ

﴿تعارف: حضرت شیخ الہند بانس بریلی (یو پی۔ بھارت) میں 1851ء مطابق 1268ھ میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں وہاں ڈپٹی انسپکٹر مدارس تھے آپ کا سلسلہ نسب قریش کے اموی خاندان سے ملتا ہے۔ آپ مدرسہ عربیہ (بعد میں دارالعلوم دیو بند کہلایا) کے سب سے پہلے طالب علم تھے 1290ھ میں دستارِ فضیلت اور سندِ تکمیل حاصل کی 1305ھ میں صدر مدرس دارالعلوم دیو بند مقرر ہوئے۔ اور 40 سال مسلسل اس عہدۂ جلیلہ پر فائز رہے۔ آپ نے تعلیم حضرت مولانا نانوتوی، حضرت مولانا گنگوہی، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (رحمہم اللہ تعالیٰ) سے حاصل کی۔ جنہوں نے 1857ء کی جنگِ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور وہی جذبہ اب آپ کو منتقل ہو گیا تھا آپ کی سیاسی سرگرمیاں (خصوصاً تحریک ریشمی رومال) 1905ء سے شروع ہوئیں۔

دوسرے حج کے موقع پر انگریز کے ایماء پر شریف حسین ہاشمی، شریفِ مکہ نے آپ کو معہ رفقاء کے گرفتار کر لیا۔ آپ 24 ربیع الثانی 1335ھ مطابق 16 فروری 1917ء کو مالٹا جلاوطن کر دیئے گئے جہاں سے قریب تین سال دو ماہ کی اسیری کے بعد ہندوستان بھیجے گئے، 18 ربیع الاول 1339ھ یوم سہ شنبہ مطابق 30 نومبر 1920ء صبح آٹھ بجے دہلی میں آپ کا وصال ہوا۔ جنازہ دیو بند پہنچایا گیا، چاشت کے وقت لحد میں اتارا گیا اور شریعت و طریقت کے اس آفتابِ عالم تاب کو ہمیشہ کے لئے مٹی میں چھپا دیا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً دائمۃً واسعۃً﴾

تعمیلِ سنت نبوی (ﷺ)......

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے تھے کسی شاگرد نے عرض کیا: حضرت بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب تو آدھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں بھئی! یہ تو مجھے بھی معلوم ہے مگر یاد رکھو! بیٹھ کر پڑھنا اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (اور جو عمل حضور ﷺ سے ثابت جس طرح ہے اسی طرح ادا کیا جائے، یہ صدائے عشق ہے، یہ بے پناہ اور مثالی محبت میں ڈوبا ہوا عمل ہے)۔ (اکابر علماءِ دیو بند اتباع سنت کی روشنی میں، ص:۲۹، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ)

اکابر کا یہ طرزِ عمل اس لئے تھا کہ دراصل محبوب کی سنت سے پیار، حقیقت میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہی تو ہے، جیسا کہ فرمانِ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے من احبّ سنّتی فقد احبّنی و من احبّنی کان معی فی الجنة :جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ آپ کی پاکیزہ سنتوں سے، مبارک اسوہ سے، مقدس اور روشن تعلیمات سے پیار کرنا اور ان پر عمل کرنا ہی دراصل محبتِ نبوی کی حقیقت اور اس کا عملی مظہر ہے۔

دیکھیں گے میرے سر کی طرف لوگ حشر میں
چمکے گی تاج بن کر غلامی رسول کی

یہی وجہ ہے اکابر علماءِ دیوبند اپنے متعلقین و متوسلین اور تلامذہ کو اتباعِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑی تاکید سے حکم دیتے ہیں اور اپنے عمل سے عشقِ رسول کا مظہر بن جانے کی تلقین فرماتے ہیں اور ظاہری نمود و نمائش سے از حد اجتناب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چل کر منزل تک پہنچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین

اک تیری سنت ہے کہ جاں سے بھی پیاری ہے:۔

حیاتِ شیخ الہند صفحہ :161 میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قول و فعل خلافِ شریعت ہونا تو درکنار مدتوں خدمت میں رہنے والے خادم بھی یہ نہیں بتلا سکتے کہ کوئی ادنیٰ سا فعل بھی آپ سے خلافِ سنت سرزد ہوا ہو۔ دن ہو یا رات، صحت ہو یا مرض، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، ہر حالت میں حضرت کو اتباعِ سنت کا خیال تھا خود بھی عمل کرتے تھے اپنے متبعین متوسلین کو بھی قولاً و عملاً اسی کی ترغیب دیتے اور رفتہ رفتہ عمل بالسنۃ آپ کے لئے ایک امرِ طبعی بن گیا تھا جس میں کسی تکلف و تحریک کی ضرورت ہی نہ تھی نہایت سہولت و متانت سے سنن و مستحبات کو ملحوظ رکھتے تھے مگر یہ نہیں کہ ہر وقت ہر ہر فعل پر حاضرین کو

جتلانے یا ان سے داد لینے کیلئے حدیث پڑھ کر سنائیں یا ایسا کوئی عمل کریں۔

گر محمدؐ کے غلاموں میں مرا نام آئے

حشر کے روز، یہ اعزاز مرے کام آئے

جب نیا پھل کسی نے پیش کیا تو سنت پر عمل کرتے ہوئے خوشبو سونگھی، آنکھوں سے لگایا پھر کسی بچے کو پکارا اور اس کو دیدیا اور کبھی کبھی دو چار قطرے سر اور جسم پر لے کر حدیث عہد بر بی کا لطف اٹھالیا۔

ترے نقشِ قدم کو حرزِ جاں بنالیا ہم نے:۔

قربانی کے موقعہ پر آپ کا کئی کئی قربانیاں کرنے کا معمول تھا جب آپ مالٹا نامی جزیرہ میں زیرِ حراست تھے تو اگر چہ مسافر پر قربانی لازم نہیں، اور پھر قید کی حالت میں وجوبِ قربانی بھی نہیں لیکن تعمیل سنت کا وہ شوق اور داعیہ آپ کو اس موقعہ پر بھی کہاں چین سے بیٹھنے دیتا تھا۔ آپ نے محافظانِ جیل کو کہا کہ ہمیں قربانی کی اجازت دی جائے اور جانور بھی جیل میں مہیا کیا جائے، دل سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے محافظوں پر وہ اثر ہوا کہ ایک دنبہ سات گنی میں خرید کر دیا۔ قیمت اگر چہ زیادہ تھی لیکن حضرت نے بہت طیبِ خاطر سے ادا کی (اس دارالکفر میں جہاں زوالِ سلطنت اسلامیہ کے بعد شاید ہی کبھی اس سنتِ ابراہیمی کے ادا ہونے کی نوبت آئی ہوگی) اور دسویں ذی الحجہ کو بلند آواز سے تکبیر کہہ کر قربانی کر کے واضح کر دیا کہ علوِ ہمت ہو تو زنداں میں سنن و مستحبات بھی ادا ہو سکتے ہیں۔

سرکہ سے رغبت:۔

آقائے کون و مکان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے، آپ کے مبارک فرامین سے، آپ کو بے حد لگاؤ تھا اور یہ سراسر حضور کی محبت ہی کا اثر تھا اور آپ سے الفت ہی

کا نتیجہ تھا کہ ہر حال میں آپ اتباعِ حبیب کو پیش نظر رکھتے تھے، حدیث پاک میں سرکہ کے متعلق آیا ہے کہ بہترین سالن ہے۔ اسی وجہ سے حضرت شیخ الہند کو سرکہ سے بہت رغبت تھی چنانچہ آپ کے یہاں جب بھی دستر خوان پر سرکہ ہوتا تو سب چیزوں سے زیادہ اس کی طرف رغبت فرماتے اور کبھی گھونٹ بھی بھر لیتے، ایک مرتبہ بدن میں پھنسیاں وغیرہ نکل آئیں اطباء نے سرکہ منع کر دیا پھر بھی حضرت سرکہ نوش فرما ہی لیتے۔ (حیاتِ شیخ الہند، صفحہ 118، 125)

مدینہ کی بہاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
اسی کے لالہ زاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

☆ یہ والہانہ عشق کی دولت حضرت شیخ الہند سے پائی تھی:۔

حضرت کے اخلاص و عظمت کو دیکھئے کہ آپ کے شاگردوں اور متوسلین میں بھی حضور ﷺ کی عقیدت و اتباع کیا خوب سے خوب تر تھی۔ منٹگمری (ساہیوال) ۱۳۷۱ھ میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گرامی قدر صاحبزادے حضرت مولانا محمد عبد اللہ شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے درسِ مشکوٰۃ شریف میں بلا ناغہ باوضو بیٹھتے، ہم چار شاگرد اس درس میں شریک ہوتے ایک دن یہ حدیث آئی: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (ترجمہ: میرے گھر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے) مجرّد حدیثِ پاک سنتے ہی حضرت مفتی صاحب بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے، استاذِ محترم بھی اس میں شریک ہو گئے اور ہم حیران و سرگشتہ، بعد میں احساس ہوا کہ حضرت مفتی صاحب کا گریہ بدیں وجہ تھا کہ میں اپنی زندگی میں عدمِ استطاعت کے باعث اس مبارک جگہ کی زیارت نہیں کر سکا۔

کتابِ زیست میں اے زندگی انہیں رکھنا
میں لاؤں روضۂ اطہر سے جو اٹھا کے پھول

حضور آپ ﷺ کی الفت ہے اور کیا ہوگا

میں اپنے سینے میں رکھتا ہوں جو چھپا کے پھول

عیدگاہ میاں چنوں میں حضرت مولانا محمد ابراہیم جگرانوی رحمۃ اللہ علیہ مصلیٰ کے سامنے بیٹھے تھے ایک نوجوان نعت شریف پڑھ رہا تھا میں نے دیکھا حضرت مولانا مراقبے میں تھے اور زار و قطار رو رہے تھے آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی تھیں حضرت مولانا انتہائی حسین تھے اس کیفیت میں ان کا حسن اور دو بالا ہو رہا تھا۔

یہ دونوں بزرگ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن (اسیر مالٹا) دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم کے شاگرد تھے انہوں نے حضور ختمی مرتبت، حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ والہانہ عشق کی دولت حضرت شیخ الہند سے پائی تھی۔ شاگردوں کا یہ حال تھا خود شیخ کا حال کیا خوب ہوگا، اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الہند کی ہمہ جہت دینی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین (ماہنامہ الرشید، نعت نمبر، ج ۱، ص ۸)

☆ ما مثل احمد فی الوجود کریما :۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام مولانا ذوالفقار علی تھا آپ دیوبند کے بہت بڑے عالم دین اور ادیب لبیب تھے آپ نے قصیدہ بردہ کی شرح اردو زبان میں بہ نامِ **عطر الوردہ** لکھی ہے جو کہ نہائت ہی جامع اور عشقِ رسالت مآب سے لبریز ہے اس کے آخر میں آپ نے سید دو عالم ﷺ کی نعت شریف عربی مخمس کی طرز لکھی ہے جس کا پہلا اور آخری بند تبرکاً درج کیا جاتا ہے آپ نے فرمایا:

ما مثل احمد فی الوجود کریما — کھف الوریٰ بالمؤمنین رحیما
لنجاتنا یوم النشور زعیما — من قال فیہ الٰھنا تعظیما
صلّوا علیہ وسلموا تسلیما
قد ضاعت الاوقات ایۃ ضیعتی — یا خیبتی یا خیبتی یا خیبتی

اذضاق من كل الجونب حيلتى ما ان ارىٰ غير الحبيب وسيلتى

صلّوا عليه وسلموا تسليما

ترجمہ: سید دوعالم ﷺ کی مانند اس کائنات میں کوئی بھی سخی اور کریم نہیں جو کہ ساری مخلوق کی جائے پناہ ہیں اور ایمان والوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں اور ہماری نجات کے لیے قیامت کے دن آپ بڑے [شافع] ہوں گے آپ کے لئے ہمارے معبود نے فرمایا ہے کہ تعظیم بجالاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور کامل سلام بھیجو۔

میری ساری زندگی افسوس صد افسوس ضائع ہوگئی اور جب کہ میری تمام کوششیں ناکام ہوگئیں تو میں حبیبِ خدا ﷺ کے سوا کسی کو اپنا وسیلۂ نجات نہیں سمجھتا لہٰذا آپ ﷺ پر درود پڑھو اور کامل سلام بھیجو۔

آپ کے اس نعتیہ کلام کی معنوی لطافتیں، باریکیاں اور ظاہری شستگی اور شائستگی کو جانچنا تو ایک معنی خیز کام ہے جو میرے بس کی بات تو یقیناً نہیں، اہلِ نظر اس کو خود سمجھ لیں گے۔

☆......عشق کی بھٹی میں کندن بنا دینے والی مادرِ علمی:۔

بہرحال گھر میں جہاں ایسا علم وعمل اور عشق ومعرفت کا ماحول ہو اور پھر دار العلوم دیو بند میں بطور اولیں طالب علم، کہ جس پر سب سے زیادہ اساتذہ ومشائخ اور خدارسیدہ اولیاء کی نگاہیں مرکوز رہی ہوں تو یہ ہستی پھر کیوں نہ علم کی پختگی میں لوہا منواتی، عمل کے دھارے موڑتی، معرفت کے دریاؤں میں تیر کر سیر ہوتی، اور عشق کی بھٹی میں کندن بنتی اور انقلاب کی راہیں سنوارتی، اور اصلاح کے چشمے جاری کرتی۔

☆☆ اکابر کے تأثرات:۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق سنئے کہ اکابر ان کے کس شان سے معترف ہیں۔

☆......آپ جامع شریعت اور طریقت تھے علم میں بقول حضرت گنگوہی (رحمۃ اللہ علیہ)

علم کا کٹھلہ تھے۔

☆......حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ آپ کو شیخ العالم کہا کرتے تھے۔

☆......مولانا عاشق الٰہی میرٹھی آپ کو شریعت اور طریقت کا بادشاہ کہتے تھے۔

☆......مولانا مدنی اور علامہ شبیر احمد عثمانی آپ کو علمِ شریعت اور طریقت کا ناپیدا کنار سمندر کہتے تھے۔(اکابر علماء دیو بند)

''شیخ الہند'' کا خطاب :۔

۱۹۱۹ء میں مسلمانانِ ہند کی جانب سے متفقہ طور پر'' شیخ الہند'' کا عظیم الشان خطاب حاصل ہوا (علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۵،ص ۵۹)

ہمیں یقیں ہے کہ ہم ہیں چراغِ آخرِ شب
ہمارے بعد اندھیرا نہیں ،اجالا ہو گا

☆☆☆☆☆

مجدد الملت

رہبرِ شریعت ، شیخ الطریقت

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی

قدس سرہ العزیز

﴿ آپ کی پیدائش ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ ہجری مطابق 9 ستمبر 1863ء میں ہوئی، آپ کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اپنے ابتدائے سن یعنی ابتدائے ۱۳۰۰ھ سے ۱۳۶۲ھ تک تقریباً ساٹھ سال دین مبین کی ظاہری و باطنی تمام شعبوں کی ایک ہمہ گیر اور سیر حاصل تبلیغ اور تعلیم و تربیت فرمائی ہے تحریراً بھی اور تقریراً بھی...... حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کارنامۂ تبلیغ کو بڑے بڑے مستند اور ممتاز علماء و صوفیائے کرام نے جو اس زمانہ میں یگانۂ عصر تھے بڑی نظرِ تحسین سے دیکھا اور مسلمانوں کے تمام خواص و عوام جو اس وقت کے ناسازگار ماحول میں ایمانی تقاضوں اور اسلامی شعائر سے بیگانہ ہو رہے تھے اور زندگی کے تمام شعبوں میں دین مبین کی تعلیم اور راہنمائی سے محروم ہو کر گمراہ و حیران تھے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مخصوص بندے سے احیائے شریعت و سنت کا وہ انقلاب انگیز کام لیا جس کی روشنی سے ملک کا گوشہ گوشہ منور ہو گیا اور مسلمانوں کی ہدائت اور راہنمائی کے لیے پھر صراطِ مستقیم واضح ہو گئی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم تصنیفی کارنامہ، تبلیغِ دین یعنی شریعت و طریقت کی تقریباً ایک ہزار سے زائد تصنیفات و تالیفات پر مشتمل ہے، بلکہ بعض نے تو آپ کی تصانیف کی تعداد چودہ سو گنوائی ہے، جن میں سے ایک عام فہم اور محکم انداز میں تقریباً ہر گھر میں پائی جانے والی کتاب بہشتی زیور ہے جو کہ زندگی کے تقریباً تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔ اور یہ تصانیف تفاسیر، احادیث، فقہ، تصوف اور سلوک کے الہامی اور مجددانہ علوم و معارف کا ایک عدیم المثال اور منفرد گنجینہ ہیں جس کی نظیر ماضی و حال میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔ از حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ [تقریظ اصلاح المسلمین افاداتِ تھانویؒ) ﴾

☆ جنت کی تمنا اور آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک:۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: کہ جنت کی اصل تمنا اور آرزو زیادہ اس لئے ہے کہ وہاں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوگی۔ گویا جنت بھی آپ ہی کی ذات بابرکات

سے مقصود ہو گئی جنت تو جنت، آپ کی شان یہ ہے کہ دنیا میں بھی جس مقام پر آپ ہوں وہ مقصود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ یعنی آپ کی اقامت کی وجہ سے یہ شہر اس درجہ مکرم ہو گیا ایسی بے نظیر ذات کہاں سے لاؤ گے؟ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی یہ حالت ہے

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمۂ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جس ادا کو بھی دیکھو اس میں غضب کی دلربائی ہے پھر کمال یہ ہے کہ اس میں نہ تصنع ہے نہ تکلف، بلکہ ایک بے ساختہ حال ہے۔ (ماہنامہ الحسن، خصوصی اشاعت بیاد حضرت حکیم الامتؒ، نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء)

☆ بڑا ادب یہ ہے کہ اپنی خواہش کو فنا کر دے:۔

حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حقیقتِ ادب کو سمجھا وہ فرماتے ہیں: كُنَّا لَا نَقُوْمُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ لِاَنَّا نَعْرِفُ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لَهٗ '' کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ ہم جانتے تھے کہ آپ کو کھڑا ہونا ناگوار ہے۔ اگر کوئی صحابہ کو دیکھے کہ حضور تشریف لائے اور وہ بیٹھے ہوئے ہیں تو آج کل کے لوگ تو ان کو بے ادب کہتے مگر بڑا ادب یہ ہے کہ اپنی خواہش کو فنا کر دے کھڑا ہونے کو جی چاہتا ہے بیٹھا نہیں جاتا مگر دل پر جبر کر کے بیٹھے ہیں کیوں؟

ے اُرِیدُ وِصَالَه وَیُرِیدُ هَجْرِی فَاَتْرُكُ مَا اُرِیدُ لِمَا یُرِید

(میں تو اپنے محبوب سے ملنا چاہتا ہوں مگر محبوب ابھی جدائی کا قصد کیے ہوئے ہے تو میں اپنی خواہش کو اس کی چاہت پہ قربان کر دوں گا) (اصلاح المسلمین افاداتِ تھانویؒ ص ۱۴۴)

ترے اسمِ گرامی کا وظیفہ راحتِ جاں ہے

سکونِ قلب! ترے ذکرِ عنبر بار کی باتیں

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک:۔

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ جب کسی کے ساتھ انس وعقیدت ہو جاتی ہے تو اس کی ہر ہر چیز پیاری ہو جاتی ہے۔ تمام مسلمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت کرتے ہیں آپ کی محبت وعشق میں اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی مسلمان کو اس بات کی خبر ملتی ہے کہ فلاں جگہ نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک کی زیارت ہو سکتی ہے تو دیوانہ وار اس کی طرف دوڑتا ہے اور زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بھی اس باب میں یہی طریقہ تھا البتہ آپ کے ہاں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ کوئی چیز حدِ شریعت سے نہ بڑھ جائے کیونکہ اس میں بجائے اجر وثواب کے شریعت کی خلاف ورزی پر پکڑ نہ ہو جائے۔ جو لوگ علمائے دیو بند پر یہ تہمت باندھتے ہیں کہ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے موئے مبارک اگر بسندِ صحیح بھی ثابت ہو جائے تو منع کرتے ہیں۔ انہیں حکیم الامت کے مندرجہ ذیل ارشادات کو دل کے کانوں سے سننا چاہیے، آپؒ فرماتے ہیں:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں ان کے (موئے مبارک) مصنوعی ہونے پر کوئی دلیل نہ ہو ان کا اکرام ہی کرنا چاہیئے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر کے موئے مبارک اتار کر تقسیم فرمائے تھے ظاہر ہے کہ کتنوں کے پاس پہنچے ہوں گے اور اس میں ایک ایک بال کے کتنے حصے کر کے ایک ایک نے تقسیم کیے ہوں گے اور کتنی حفاظت سے رکھے ہونگے۔ اس لئے اگر کسی جگہ موئے مبارک کا پتہ چلے تو اس کی جلدی تکذیب ہرگز نہ کی جائے بلکہ صحیح سند سے اس کا پتہ معلوم ہو جائے تو اس کی تعظیم کی جائے۔ ایک سوال کے جواب میں

تحریر فرمایا: اگر کوئی سند (صحیح) ہے تو اس کی تعظیم کرنے میں اجر وثواب ہے بشرطیکہ حدِ شرع سے نہ بڑھ جائے اور پانی میں اس کو غوطہ دے کر پینا بھی خیر و برکت وشفاءِ امراضِ ظاہری وباطنی ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر سندِ صحیح سے یہ امر ثابت ہو جائے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا ہی موئے مبارک ہے تو اس کی تعظیم کی جائے، بے ادبی سے بچا جائے۔

☆ اطاعت اور محبت:۔

ایسی عقل جو محبوب سے دوری پیدا کر دے وہ عقل نہیں نہائت درجہ اور پرلے درجہ کی بدعقلی ہے اور جو محبوب سے واصل کر دے اگر وہ دیوانگی بھی ہے تو ہزاروں عقلوں سے افضل ہے اور وہ دیوانگی وہ ہے جس کو فرماتے ہیں:

؎ باز دیوانہ شدم من اے طبیب
باز سودائی شدم من اے حبیب

نری عقل اور ذکاوت سے کیا کام چل سکتا ہے جب تک کہ اطاعت اور محبت نہ ہو۔ بس راستہ صرف ایک ہی ہے کہ محبت واطاعت کے ساتھ احکامِ شریعت کے سامنے اپنے کو پیش کر دو۔ اور بجز اس کے کوئی راستہ نہیں (مندرجہ بالا چاروں عنوان، الافاضات نمبر ۵، ص: ۲۳۲)

☆ حضرت تھانوی اور کمال اتباع سنت:۔

صاحبو! اگر کسی عاشق کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرا محبوب فلاں کام سے ناراض ہوتا ہے تو کیا اس کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ابھی تو محبوب کی ملاقات میں دیر ہے لاؤ اس کام کو کر لوں صاحبو! عاشق سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا اس کی محبت ہرگز محبوب کے خلافِ رضا کام کرنے کی اجازت نہ دے گی (معلوم ہوا کہ جس کو اللہ کی ذاتِ عالی سے اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت ہوگی یا ان کے عشق کا دم بھرتا ہوگا وہ تو ان کی خوشنودی چاہے گا اور ناراضگی

سے بچے گا کجا یہ کہ دعویٰ عشق بھی ہو اور مصروفِ معصیت بھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کی سچی الفت اور کامل اتباع کا خوگر بنائے۔ (اصلاح المسلمین، ص: ۶۴۸)

نظروں میں رہے جس کے جمالِ شہِ والا
اس شخص کی دنیا میں ہے اجالا ہی اجالا

نگاہ بھر کر اس پُر جمال کو دیکھنا کس کے بس میں تھا:۔

بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اس طرح کی بھی محبت تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں سکتے تھے کسی صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف دریافت کیا تو کہا کہ یہ تو اس سے پوچھو جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر دیکھا ہو یہاں تو عمر گذر گئی کبھی آنکھوں کو تاب نہ ہوتی کہ نگاہ بھر کر اس پر جمال (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ سکیں۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بے چین تھے حتّٰی کہ وہ آپ کی گزشتہ تکلیف کو یاد کر کے بے چین ہو جاتے تھے۔ (اصلاح المسلمین، ص: ۶۶۲)

☆......محبتِ رسول ﷺ علیٰ سبیل الکمال واجب ہے:۔

رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، روحِ ایمان اور ایک مومن کا گراں بہا سرمایہ ہے کسی مومن کا دل اس سے خالی نہیں ہو سکتا۔ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس میں رسول اللہ سے محبت کو شرطِ ایمان قرار دیا گیا ہے۔
(ملفوظات حضرت حکیم الامت حصہ ہفتم ص ۴۱۶)

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے !

حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضاء متابعت ہونا تین سبب سے ہے ایک محبوب کا کمال، جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال، جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے۔ تیسرا نوال یعنی عطاء احسان، جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہے۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ میں تینوں وصف علیٰ سبیل الکمال مجتمع ہیں جب تینوں وصف جو علتِ محبت ہیں آپ میں جمع ہیں تو خود اس کا طبعی تقاضا ہے کہ آپ کے ساتھ امت کو اعلیٰ درجہ کی محبت ہونی چاہیے اگرچہ نص شرعی بھی نہ ہو۔

......اور جبکہ نصوصِ شرعیہ بھی اس کے ایجاب میں موجود ہیں تو داعی عقل وطبع کے ساتھ داعی شرع بھی مل کر آپ کے وجوبِ محبت کو مؤکد کرتا ہے اور درحقیقت اعظمِ غایت اس رسالہ کی اسی امر کی طرف اہل ایمان کو متوجہ کرنا ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ ان اسباب ودواعی کے ہوتے ہوئے محبت سے اتباع کا انفکاک عادۃً محال ہے جس درجہ کی محبت ہوگی اس درجہ کا اتباع ہوگا۔

مکمل دین تم پر ہوگیا اے رہبرِ کامل !

قیامت تک تیری سنت پہ چلنا عین ایمان ہے

اور ظاہر ہے کہ محبت علیٰ سبیل الکمال واجب ہے پس متابعت بھی علیٰ سبیل الکمال واجب ہوگی اور اس میں گو کسی کو کلام نہیں ہوسکتا محض یاددہانی کی تجدید کے لئے مختصر طور پر تنبیہ کردی گئی۔ حضرت حکیم الامت کے مذکورہ بالا ارشاد سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک حضور ﷺ کی محبت شرطِ ایمان ہے۔ نیز حضور کی ذاتِ اقدس میں تمام کے تمام اوصاف علیٰ سبیل الکمال مجتمع ہیں اس لئے امت کو بھی آپ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی محبت رکھنی چاہیے۔

☆حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق:۔

حضور سے سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ آپ کے جتنے بھی حقوق ہیں ان سب کو پورے طور پر ادا کیا جائے آپ کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ کی عظمت، آپ کی اطاعت، اسوۂ حسنہ کی پیروی غرضیکہ سارے حقوق پورے پورے ادا ہوں ایک طرف قلب بھی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں چُور چور ہو تو دوسری طرف آپ کی اطاعت کا دامن بھی مضبوطی سے تھاما جائے۔ یہی کامل محبت کی علامت ہے۔

حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین حق ہیں:

۱۔حقِ اطاعت ۲۔حقِ محبت ۳۔حقِ عظمت۔سو زیادہ حصہ ان لوگوں کا ہے جو صرف زبانی محبت پر اکتفاء کرتے ہیں ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی خبر نہ حقیقی محبت کی خبر نہ عظمت کی، بس اس کو کافی سمجھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا ذکر کر لیا جائے۔محبت بے شک بڑا حق ہے لیکن حضور کی محبت کا مقتضاء یہ بھی ہے کہ اطاعت کی جائے اس مقتضاء یہ بھی ہے کہ تعظیم کی جائے۔چنانچہ دنیا میں جس سے محبت وخلوص ہوتا ہے اس کا کہنا مانا جاتا ہے اس کی عظمت قلب میں ہوتی ہے خود اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف نہ کیا جائے۔سو محبت کامل وہ ہے کہ رگ رگ عشق سے چُور ہو اور سارے حقوق ادا کیے جائیں۔

نبی خاتم پہ جو سو جان سے قربان ہوتے ہیں
خدا شاہد ہے وہی صاحبِ ایمان ہوتے ہیں

☆آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جُبّہ شریف:۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:۔کہ تبرکات کے باب میں بھی حضرت والا کا مذاق نہائت معتدل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کی برکت کا انکار نہیں بلکہ

بزرگوں کے تبرکات کی برکتوں کے واقعات اپنے بھی اور دوسروں کے بھی اکثر نہایت معتقدانہ طور پر بیان فرماتے رہتے ہیں جب بزرگوں کے تبرکات کے واقعات نہائت معتقدانہ انداز میں بیان کرتے ہیں تو آنحضرت سے تو وابستگی سب سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے جبہ شریف کے بارے میں بھی آپ کا وہی طریقہ تھا جو موئے مبارک کے بارے میں تھا

ہراک سمت سے آتی ہے تیری ہی خوشبو
ہراک زمانہ، زمانہ تیرے جمال کا ہے

تھانہ بھون کے قریب ایک قصبہ جلال آباد ہے جس میں ایک شخص کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ شریف تھا اس کی آپ نے زیارت کی تھی۔ نیز آپ خود فرماتے ہیں: کہ ہمارے قصبہ کے قریب ایک تبرک موجود ہے اور وہ جبہ شریف ہے رسول اللہ کا جس کی سند مثل احادیث کے تو متصل نہیں مگر بزرگوں نے اس کا انکار نہیں کیا اور میرے جی کو یہ بات لگتی ہے کہ وہ صحیح ہے اور اس کی زیارت اسی ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

جُبہ شریف کی زیارت نہایت شوق وذوق کے ساتھ کی:۔

حضرت خواجہ صاحب اس کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں کہ: حضرت نے جبہ شریف کی زیارت نہایت شوق وذوق کے ساتھ کی اور اس طرح کہ اس کے خدام سے یہ اجازت لے لی کہ مجھ کو بالکل تنہائی میں زیارت کا موقع دیا جائے چنانچہ وہ لوگ خود بھی ہٹ گئے اور حضرت والا نے بالکل تنہائی میں نہائت ذوق وشوق کے ساتھ خوب اطمینان سے زیارت کرکے اپنے دل کو ٹھنڈک پہنچائی۔ اس وقت حضرت والا پر نہ معلوم کیا کیا کیفیات طاری ہوئی ہوں گی جن کی حضرت والا کے اور کسی کو خبر نہیں۔ بمصداق شعر

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں

بلبل چہ گفت وگل چہ شنید وصبا چہ کرد

حضرت حکیم الامت نے اپنے احباب کو بھی اس کی ترغیب دی تھی کہ جبہ شریف کی زیارت سے ہرگز دریغ نہ کریں اگر تنہائی میں بدوں مفکرات کے موقع ملے تو ضرور زیارت کریں۔افسوس کہ بعض لوگ ایسے خشک ہیں کہ وہ زیارتِ قبر شریف کو نہیں مانتے بلکہ اس سے بڑھ کر اس کے ناجواز کے قائل ہیں۔جو زیارت کر چکے ہیں ان سے پوچھو کہ کس قدر برکات حاصل ہوتی ہیں۔

☆عاشق کو زیادہ عمل کرنا چاہئے:۔

بعضے ایک اور جہالت میں گرفتار ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو ذات کے عاشق ہیں ہمیں جنت و دوزخ سے کوئی سروکار نہیں اس لیے ہمیں عمل کی کیا ضرورت ہے عمل تو وہ کرے جو جنت کو لینا چاہے ہمیں اس سے مطلب ہی نہیں ہم تو ذات کے عاشق ہیں خوب سمجھ لیجئے کہ ذات کے عاشق کو زیادہ عمل کرنا چاہئے۔جنت تو تھوڑے عمل میں بھی مل جاتی ہے ذات کی طلب میں تو بڑی مشقت اٹھانی پڑتی ہے اس لئے حق تعالیٰ کے قرب کے لئے اور زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔(وعظ: خیر المال للرجال ص:۱۷)

☆محبت کا اعلیٰ معیار:۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام ظاہری و باطنی اعمال کو اسوۂ حسنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح ڈھال لیا تھا کہ ایک شانِ محبوبیت آپ پر غالب تھی

ے زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

امورِ زندگی کا جائزہ، کیا اتباعِ سنت موجود ہے؟:۔

ایک دفعہ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دن خیال آیا کہ ہم لوگ اتباعِ سنت کا بہت ذکر کرتے ہیں مگر اس کا کچھ حصہ ہمارے اعمال میں ہے بھی کہ نہیں چنانچہ میں نے تین دن تک صبح سے رات تک اپنے تمام اعمال کا بغور جائزہ لیا دیکھنا یہ تھا کہ کتنی اتباعِ سنت ہم لوگ عادتاً کرتے ہیں اور کتنی اتباع کی توفیق علم حاصل کرنے کے بعد ہوئی اور کتنی باتوں میں اب تک محرومی ہے چنانچہ تین دن تک تمام امورِ زندگی کا جائزہ لینے کے بعد لائحہ عمل صاف ہو گیا الحمد للہ علیٰ ذالک (اللہ اکبر یہ مقامِ رفیع آپ کو حاصل تھا کہ تین دن تک کوئی عمل اپنے معمولات میں خلافِ سنت نظر نہ آیا عشق والفت اور شیفتگی ووارفتگی کا اس سے بڑھ کر اعلیٰ معیار کیا ہوگا۔

(مآثر حکیم الامت صفحہ ۱۰۳، از ڈاکٹر محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ)

کیفی خدا نصیب کرے اپنے فضل سے
الفت کے ساتھ ساتھ اطاعت حضور کی

☆ معیارِ محبت، کوئی سنت ہاتھ سے نہ جائے:۔

ایک مرتبہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ تھانہ بھون سے کچھ فاصلے پر ایک گاؤں میں دعوت میں تشریف لے جا رہے تھے اور اہلیہ محترمہ بھی ساتھ تھیں جنگل کا سفر تھا کوئی اور شخص بھی ساتھ نہیں تھا جب جنگل کے درمیان پہنچے تو خیال آیا کہ الحمد للہ حضور اقدس ﷺ کی بہت سی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق ہو گئی ہے لیکن اہلیہ کے ساتھ دوڑ لگانے کی سنت پر ابھی تک عمل کرنے کا موقع نہیں ملا آج موقع ہے کہ اس سنت پر بھی عمل ہو جائے چنانچہ اس وقت آپ نے دوڑ لگا کر اس سنت پر بھی عمل کر لیا ظاہر ہے کہ دوڑ لگانے کا کوئی شوق نہیں تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اتباع، عشق ومحبت کی وجہ سے ہی یہ

دوڑ لگائی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کیا خوب پاسِ محبت تھا۔ (ارشاداتِ اکابر، ص ۵۷)

انہیں اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں اپنے مقدس دین کی حفاظت اور خدمت کی جو توفیق دی اور ان کی جدوجہد سے توحید وسنت اور عام اسلامی تعلیمات کی اس ملک میں جو اشاعت ہوئی اور علم وعمل اور عشق وفنائیت کی جامعیت کے لحاظ سے خود ان بزرگوں کا جو حال تھا اور یہ مبارک صفات ان کے ذریعہ امت کے مختلف طبقات میں جس وسیع پیمانہ پر پھیلیں ان چیزوں کو اور ان کے اثرات وثمرات کو آنکھوں سے دیکھنے کے بعد دل کو اس میں ذرا شبہ نہیں رہتا کہ یہ حضرات اس دور کے خاصانِ خدا میں سے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت اور توحید وسنت کی اشاعت کے لئے اور ان کے قلوب کو اپنے خاص تعلق کے واسطے چن لیا تھا۔ (فیصلہ کن مناظرہ: ص ۸۱، از مولانا منظور احمد نعمانی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی

مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

گنجینۂ علم و معرفت، علوم و فنون کے بحرِ ذخار علامۃ العصر

حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆سرتاپا عشق و عمل کے پیکر:۔

﴿عالم اسلام کے جلیل القدر سپوت، سرتاپا عشق وعمل کے پیکر علم وعزم کے شجرۂ طوبیٰ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ دیوبند کے ایک عظیم فرزند تھے۔ آپ کشمیر کے ایک گاؤں وروان کے علمی گھرانہ میں مولانا معظم شاہ کے ہاں ۲۷ شوال ۱۲۹۲ھ بروز ہفتہ متولد ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی سے ان کی بلند پایہ شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے: ''میرے نزدیک حقانیت اسلام کی دلیلوں میں سے ایک دلیل مولانا محمد انور شاہ کشمیری کا امتِ مسلمہ میں وجود ہے اگر دین اسلام میں کسی قسم کی بھی کجی یا خرابی ہوتی تو آپ دین اسلام سے کنارہ کش ہوجاتے'' (حیاتِ انورؒ)......زہد وتقویٰ آپ کے روشن اور کھلے چہرے پر برستا تھا ایک غیر مسلم شخص نے کسی موقعہ پر آپ کا سرخ وسفید رنگ، کشادہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرہ نیز چہرے کی مجموعی عظمت ووجاہت دیکھ کر کہا تھا کہ: ''اسلام کے حق ہونے کی ایک مستقل دلیل یہ چہرہ بھی ہے'' (تذکرہ:ص:۸۸)

آپ حضرت شیخ الہند کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے علم کا چلتا پھرتا کتب خانہ تھے۔ آپ تمام علوم منقولات ومعقولات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے قوتِ حافظہ میں یگانۂ روزگار تھے کئی مشہور محققانہ کتابوں کے مصنف تھے آپ کا درس حدیث اپنے دور کا مشہور درس تھا جو ایک خاص امتیازی طرز لئے ہوئے تھا آپ کے تبحرِ علمی نے درسِ حدیث کو جامع علوم وفنون بنادیا تھا آپ کے درس نے نقل وروایت کی راہ سے آنے والے فتنوں کی سرکوبی کے لئے خاصا گہرا اثر دکھایا ہے آج بھی نمایاں علماء اور صاحبِ طرز فضلاء زیادہ تر آپ ہی کے تلامذہ ہیں جو ہندو پاک میں علمی مسندوں کو آراستہ کئے ہوئے ہیں۔

آپ کے یہاں ردِ قادیانیت کا خاص اہتمام تھا اس فتنہ کو اعظم الفتن شمار کرتے تھے اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں خود بھی تصنیف کیں اور اپنے تلامذہ سے بھی لکھوائیں اور اس بارے میں بڑے شغف کے ساتھ لکھنے والوں کو علمی مدد بھی دیتے تھے اور کوئی بھی اپنا نوشتہ لا کر دکھاتا تو غیر معمولی خوشی کا اظہار بھی فرماتے اور دعائیں بھی دیتے .....تقریباً 1327ھ سے آپ نے دارالعلوم میں درس کا آغاز فرمایا 1334ھ سے 1345ھ تک آپ دارالعلوم کے صدر مدرس رہے اس دوران تقریباً ایک ہزار طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا جن میں سے آپ کے دورِ صدر مدرسی میں 809 طلبہ نے درسِ حدیث لیا ور اس فن پاک کو تقریراً و تحریراً اور درساً و تدریساً دور دور تک پھیلایا...... شاعرِ مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ان کے بے مثال علم و عمل اور جرأتِ عشق و صداقت نیز ختمِ نبوت کی خدمت و محافظت اور مطالعہ و بیان کی نکہت و ندرت کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے "اسلام کی ادھر کی پانچ سو سالہ تاریخ شاہ صاحب کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے" (اکابر علماء دیو بند: ص: ۸۷)

گویا اقبال نے انہی کے لئے کہا ہو:

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل — اس کی ادا دل فریب، اس کی نگہ دل نواز
نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو — رزم ہو یا بزم، پاک دل و پاک باز

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ اور رومال مبارک:۔

ترکی کے سلطان المعظم نے دارالعلوم دیو بند کو ایک رومال عنایت فرمایا تھا جس میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک ایک سال تک لپٹا ہوا رکھا رہا ہے یہ رومال نہائت ادب و احترام کے ساتھ دارالعلوم کے خزانہ میں رکھا گیا جہاں وہ اب تک موجود ہے اور زیارت کے مشتاق لوگوں کو اب بھی اس رومال شریف کی زیارت کرائی جاتی ہے .ع......

سلام اس پر جس کا پسینہ بھی گلاب ہے

☆ احادیثِ رسول اللہ ﷺ سے بے لوث محبت:۔

حضرت کشمیری رحمۃ اللہ تعالےٰ رحمۃً واسعہ نے دارالعلوم دیو بند میں تقریباً بارہ سال تک حدیث پڑھائی مگر اس پر کوئی تنخواہ نہیں لی۔ حالانکہ ڈھاکہ یونیورسٹی اور مدرسہ عالیہ

کلکتہ سے بار بار آپ کو بھاری تنخواہ کی پیش کش بھی کی گئی حدیث سے بے انتہاء لگاؤ اور اخلاص وللّٰہیت دیکھئے کہ......

ایک دفعہ آپ سے حضرت مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے عرض کیا کہ ''اگر جامع ترمذی وغیرہ پر کوئی شرح تالیف فرما دیتے تو پس ماندگان کے لئے سرمایہ ہوتا'' حضرت کشمیری نے غصہ میں آ کر فرمایا کہ:۔ ''زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھا کر پیٹ پالا کیا آپ چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد میری حدیث کی خدمت بکتی رہے''۔

(حکایاتِ اسلاف، ص:۳۵)

دولت خدا نے دی جنہیں عشقِ رسول کی
دنیا سے ان کو کام نہ حور و قصور سے

ہر ہفتہ میں زیارتِ حبیب ﷺ:۔

جس کی متاعِ کل عشقِ رسول ﷺ ہو، جو ہر آن ہر گھڑی عشقِ نبی میں جیتا ہو، اس عظیم ہستی اور ولیٔ کامل کا یہ واقعہ پڑھیے آپ کا دل شہادت دے گا کہ حقیقت میں یہ لوگ عاشقِ رسول تھے۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں دار العلوم دیوبند میں پڑھا کرتا تھا حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کو جس ہفتہ میں رحمتِ دو جہاں، نبی آخر الزماں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوتی تو غم کی وجہ سے خون کے اسہال شروع ہو جاتے کہ پتہ نہیں کونسی بے ادبی ہو گئی جس سے حضور رحمۃ للعالمین کی زیارت نہیں ہوئی۔ (انوارِ بہلویہ، ص:۲۱۴)

☆قربِ دربارِ خداوندی کا سب سے بڑا ذریعہ:۔

فیض الباری شرح صحیح بخاری، (آپ کی ایک بے مثال خدمتِ حدیث ہے جو

رحمتِ کون و مکاں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبتِ عظیم کا منہ بولتا ثبوت ہے) جلد۲ صفحہ ۴۳۳ پر حضرت کشمیری لکھتے ہیں: "ان زيارة قبره ﷺ مستحبّة وقريب من الواجب نظراً الیٰ هذا النزاع وهو الحق عندی فان آلاف الالوف من السلف كانوا يشيدون رحالهم لزيارة النبی ﷺ ويزعمونها من اعظم القربات " ترجمہ: سید دو عالم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت صرف مستحب نہیں بلکہ واجب کے قریب ہے اور یہی عقیدہ میرے نزدیک حق ہے کیونکہ لاکھوں علماء سلف اور بزرگانِ دین دور دراز سے سید دو عالم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے آتے رہے اور اس کو قربِ دربارِ خداوندی اور قربِ دربارِ رسالت کا سب سے بڑا ذریعہ اور وسیلہ سمجھتے رہے (اور آج تک یہی عقیدہ اور عمل ہے)

☆ اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الاَرضِ اَنْ تَأكُلَ اَجْسَادَ الاَنْبِيَاء:۔

محدث کبیر حضرت امام العصر مولانا کشمیری، حجاج ابن یوسف کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔ان امور میں سے جن کی بناء پر فقہاء نے حجاج بن یوسف پر کفر کا فتویٰ دیا تھا ایک بڑا جرم یہ بھی تھا کہ حجاج جب مدینہ منورہ آیا اور زائرین حرمِ اطہر کو دیکھا کہ وہ پروانہ وار روضۂ اطہر کے اردگرد بہ نیتِ زیارت جمع ہو رہے ہیں تو اس نے کہا کہ تم لوگ لکڑیوں اور گلی سڑی ہڈیوں کا طواف کر رہے ہو اس پر علماءِ حرم نے اس کے خلاف کفر کا فتویٰ دیا۔.....حجاج کے اس کہنے میں سید دو عالم ﷺ کے اس ارشاد کی تکذیب ہے جو بہ سندِ صحیح ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

(خزائن الاسرار ص ۱۷، ناشر مجلس علم ڈابھیل)

☆ عقیدہ ختمِ نبوت سے پیار اور اس کا تحفظ :۔

ریاست بہاولپور کی ایک مسلمان خاتون نے عدالت میں دعویٰ دائر کیا کہ اس کا

شوہر مرزائیت قبول کر کے اسلام سے خارج ہو گیا ہے اس لئے اس کا نکاح باقی نہیں رہا یہ صرف ایک خاتون کی آبرو کا معاملہ نہ تھا بلکہ اس مسئلہ کا تعلق اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت سے تھا اور خود سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا سوال درپیش تھا اس لئے اس مقدمہ کو بے پناہ شہرت و اہمیت حاصل ہوئی

مٹ گئے مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

نواب آف بہاول پور نے مقدمہ ایک جج کے حوالے کر کے شرعی فیصلہ کرنے کا حکم صادر کیا قادیان کی پوری قوت حرکت میں آ گئی اور مسلمانوں نے بھی ملک کے چوٹی کے علماء کو بیانات کے لئے مدعو کیا۔

علامۃ العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو دیو بند میں جب پہلی پیشی کی اطلاع ملی تو آپ بہت کمزور تھے مرض بڑی شدت پر تھا اور موسم سخت گرم تھا مدرسہ دیو بند کے بڑے بڑے علماء نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اس کمزوری اور تکلیف میں سفر نہ فرمائیں ہم میں سے جن کو آپ حکم دیں ہم اس خدمت کے لئے تیار ہیں مگر آپ نہ مانے خود بہاول پور پہنچے جب واپس گئے تو ان علماء سے فرمایا آپ حضرات ناراض نہ ہونا کہ میں نے آپ کی بات نہیں مانی میں خود اس لئے گیا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت سے کہیں انکار نہ فرما دیں کہ جب میری عزت کا سوال تھا تو نے خود سفر کیوں نہ کیا۔ گویا بیماری، نقاہت اور کمزوری میں بھی عشق جیت گیا اور محبت بازی لے گئی اور آپ ختمِ نبوت کی وکالت کے لئے بہاول پور آ کر مقدمہ میں شریک ہوئے۔ وللہ الحمد

☆......**پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار:۔**

دل کی تڑپ اخلاص اور قلب و جگر میں بسی الفتِ نبی ﷺ کا کرشمہ دیکھئے، بہاول

پور کی ایک مجلس میں آپ نے فرمایا تھا کہ: شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جانبدار ہو کر بہاول پور آیا تھا۔ (بارگاہِ رسالت اور بزرگان دیو بند ص:۲۶)

ترے نعت خوانوں میں نام آ گیا ہے
یہی ذوق بس میرے کام آ گیا ہے

☆ ع انداز جنوں کونسا ہم میں نہیں مجنوں !:۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں آپ نے بہت سے عربی اور فارسی قصیدے لکھے ہیں آپ کی ساری زندگی عشقِ رسالت میں ڈھلی ہوئی تھی علم وعمل کے پیکر تھے اللہ تعالیٰ نے قوت حافظہ بیش از بیش عطا فرمائی تھی علامہ اقبال آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے آپ کے اوصافِ حسنہ کی وجہ سے آپ کے گرویدہ تھے ذاتِ رسالت سے حد درجہ الفت وشیفتگی ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ پیرانہ سالی کے باوجود، انتہائی ضعف اور بیماری کے باوجود دیو بند سے بہاول پور تشریف لائے اور اسے اپنے لئے سعادت وشفاعت جانا سچ ہے کہ عشق ساری گھاٹیاں خود آسان کر دیتا ہے یہی تو وہ جذبہ صادقہ ہے جس کے باعث ہر سختی برداشت کی جا سکتی ہے عشق صادق ہو تو تختہ دار بھی پھولوں کی حسین سیج نظر آتا ہے اور ہاں! یہی تو وہ راہ ہے جہاں موت بھی حیاتِ جاوداں بن کر ہم آغوش ہو جاتی ہے اور اس راہ میں تو عشاق پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈالتے دیکھے گئے ہیں۔

انداز جنوں کونسا ہم میں نہیں مجنوں!
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے

☆ عشق رسول ﷺ میری متاعِ حیات ہے:۔

خود تو آپ ذاتِ نبوت پر نثار ہونا چاہتے ہی تھے جی میں تھا کہ کوئی بھی اس چشمہ

صافی سے جرعۂ عشق پیے بغیر نہ رہے چنانچہ وفات سے کچھ دن پہلے خدام کو فرمایا کہ میری چارپائی اٹھا کر مدرسہ میں لے چلو وہاں پہنچ کر آپ نے سب علماء کو جمع کیا اور فرمایا: بہت کمزور ہوں، اٹھ نہیں سکتا ایک بات کہنے آیا ہوں جس کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی آرزو ہو وہ آپ کی عزت وحرمت کی حفاظت کرے اور فتنۂ مرزائیت کے مٹانے اور اس سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کرتا رہے۔

☆ اس زمانے میں عُشاقِ رسول ﷺ کے سُرخیل:۔

کون انکار کرسکتا ہے کہ آپؒ نے فتنۂ مرزائیت کی سرکوبی اور ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا ہو دورانِ مقدمہ مسلسل پانچ پانچ گھنٹے عدالت میں ختم نبوت کے موضوع پر بیانات اور تقاریر کے ذریعہ مرزائیوں کے دجل وکذب کی دھجیاں بکھیریں، علم وعرفان کے دریا بہائے اور غیر متزلزل دلائل کے انبار لگادیے کہ مرزائی قائدین کو بالآخر لاجواب ہونا پڑا اور ہر گام پر کامیابی، اپنے دور کے عشاقِ رسول کے اس سرخیل کے قدم چومتی رہی اور علماء حق کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں اور ارتداد کی آندھیوں پر ۱۹۳۵ء میں عدالتِ بہاول پور کا یہ فیصلہ آسمانی آفت بن کر گرا اور ان کی ریشہ دوانیوں اور چیرہ دستیوں سے پورا عالم آگاہ ہوگیا۔

☆ فیصلہ ختمِ نبوت کے حق میں ہو تو......:۔

آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ اگر مقدمہ بہاول پور کے فیصلہ سے پہلے میری زندگی پوری ہوجائے تو میری قبر پر فیصلہ سنا دیا جائے۔ ۱۹۳۳ء میں آپؒ کا وصال ہوا، اور ۱۹۳۵ء میں جج صاحب نے اس تاریخی مقدمہ کا فیصلہ کیا جس میں مدعا علیہ کے ارتداد کی تاریخ سے نکاح کو منسوخ اور مرزائیوں کو کافر قرار دیا۔ حضرت مولانا محمد صادق صاحب مرحوم

بہاولپور سے دیوبند گئے اور حضرت کی وصیت کے مطابق مزار پر حاضر ہو کر جج صاحب کا فیصلہ بلند آواز سے پڑھ سنایا۔

لذتِ رقصِ بسمل شہیدوں سے پوچھ
آ گئے وجد میں ، سر جو کٹنے لگا

☆صاحبِ ختمِ نبوت کا تحفظ، کتاب خاتم النّبیّین کی تصنیف:۔

شب و روز دین کی خدمت و تدریس میں منہمک رہنے کے باوجود، اور ذاتِ رسالت مآب ﷺ کے ناموس کے لئے اپنی تمام کاوشوں کو مرکز کرنے کے باوجود، فرامینِ رسول ﷺ ہونے کے ناطے حدیث سے غیر معمولی شغل ہونے کے باوجود، حد یہ ہے کہ انتقال کے صرف چند دن پہلے آپ اپنی مشہور و معرکہ آرا تصنیف **خاتم النبیین** سے فارغ ہوئے تھے جس میں آیہ کریمہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی آپ نے اپنے مخصوص محدثانہ اور محققانہ انداز میں تفسیر فرمائی ہے یہ تصنیف قادیانیوں کے دجل و تلبیس کے تار پود بکھیرنے کے لئے فرمائی گئی تھی اس سے فراغت پا کر حضرت مرحوم نے اپنے خدام سے ارشاد فرمایا کہ:......

"میں نے آخرت کے لئے کچھ نہیں کیا تھا خاتم النبیین کے عنوان سے یہ چند سطریں لکھ دی ہیں انشاء اللہ یہ مرزائے قادیان کے دجل و فریب کو اظہر من الشمس کر دیں گی اور میرے لئے زادِ راہِ آخرت ہوں گی" (علماء ہند کا شاندار ماضی جلد ۵، ص: ۲۲۶)

کہاں سے مجھ کو پہنچایا کہاں، پیرِ مغاں تو نے
مرا مے خانہ اب لاہوت ہے روح الامیں ساقی

☆ جو حضرت شاہ صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھ لے گا......

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبند کے ان اکابر میں سے ہیں جو سن و سال میں حضرت شاہ صاحب کشمیری سے بڑے خانقاہ تھانہ بھون کے میر کارواں، زبان و بیان میں محتاط، اطراءِ مادح اور مبالغہ آرائی سے محفوظ، اس کے باوجود انہوں نے حضرت شاہ صاحب کے کمالات کا جس طرح اعتراف کیا وہ ان کی منصفانہ طبعیت اور مجتہدانہ بصیرت کی آئینہ دار ہے۔

اپنے بزرگوں سے خوب سنا ہے...... کہ مرشد تھانوی اکثر فرمایا کرتے تھے ''جو شاہ صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھ لے گا مجھے رحمتِ حق سے اس کی نجات کی توقع ہے'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ''حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ ایسے بڑے عالم کی توثیق کے بعد میں ''بیان القرآن'' کے لئے کسی اور توصیف کا منتظر نہیں ہوں'' (نقشِ دوام صفحہ: ۲۷۴، ۲۷۶)

☆ مفکرِ اسلام حضرت علامہ اقبال کے دل میں حضرت کاشمیری کی وہ قدر و منزلت تھی کہ انہیں وضو کرانا علامہ مرحوم اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔ (شاہراہِ عشق کے مسافر: ص: 34)

☆ ...... نعت گوئی آپ کا محبوب مشغلہ تھا:۔

''نعت گوئی آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے والہانہ تعلق ایمان کی معراج ہے یہ سعادت بھرپور انداز سے آپ کے حصہ میں آئی تھی فارسی ہو یا عربی اس میں آپ کے عمدگیٔ اظہار کے ساتھ خروشِ عشق کی مظہر ہیں'' (نقشِ دوام ص: ۲۶۱)

(☆ آپ کے نعتیہ کلام کا حصہ بابِ چہارم ''جامِ کوثر'' میں شامل ہے ملاحظہ فرمائیے)

مفتی اعظم ہند، شیخ الحدیث، حضرت مولانا

مفتی کفایت اللہ دہلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿آپ اپنے زمانہ کے مشہور و مسلّم مفتی وفقیہہ اور نکتہ رس علماء میں سے تھے، آپ شاہجہاں پور یوپی کے محلّہ زئی میں 1292ھ میں پیدا ہوئے، آپ نے پانچ سال کی عمر میں اپنی تعلیم کا آغاز کیا، 1315ھ میں آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، آپ نے حضرت شیخ الہند اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری سے تعلیم حاصل کی، آپ بلا کے ذہین تھے اور ہر امتحان میں اول آتے تھے، تدریسی اور علمی خدمات کے ساتھ ساتھ سیاسی اور ملی خدمات بھی آپ نے بڑی باقاعدگی اور خوبی سے انجام دیں، جمعیت علماءِ ہند کے قائم ہونے پر آپ کو ہی پہلا صدر منتخب کیا گیا، اور آپ 1919ء سے لے کر 1938ء تک مسلسل انیس برس جمعیت کے صدر رہے، کئی مرتبہ آوازِ حق کی خاطر جیل میں جانا پڑا، حالات کا ڈٹ کے مقابلہ کرتے تھے، آخر کار 13 ربیع الثانی 1372ھ میں بروز جمعرات آپ اللہ تعالیٰ سے ملاقی ہوئے، رحمۃ اللہ علیہ﴾

آپ برصغیر کی عبقری شخصیات میں سے تھے اور برصغیر میں اسلامی تہذیب کے اس قافلۂ سالار کے فرد تھے جن کی زندگی کی ایک ایک ادا سنتِ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو میں رچی بسی تھی۔

ثنائے خواجۂ کونین سے ہے جاں سرشار
ہے دل میں عکس جمال اور آنکھ ہے پُرنم
نگاہِ شوق نے ان راستوں کو چوما ہے
جہاں پہ سیدِ کونین کے پڑے ہیں قدم

☆جن کے عشق کی کھیتی سرسبز تھی :۔

مفتی صاحب جامعہ امینیہ دہلی میں دورۂ حدیث شریف پڑھاتے تھے ایک سال آپ کے ہاں صف دورہ حدیث میں سوات کے مولوی عبدالحق بھی شریک تھے انہوں نے رات کوخواب میں سرورِ دوعالم جنابِ نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ درسِ حدیث کی مسند پر حضرت مفتی صاحب کی جگہ تشریف فرما ہیں...... اور صحیح مسلم کی ایک حدیث پڑھا کر اس پر محدثانہ تقریر فرمارہے ہیں عجیب بات یہ تھی کہ مولوی عبدالحق مرحوم کو وہ تقریر جاگنے کے بعد بھی ٹھیک اسی طرح یاد رہی جیسے سنی تھی۔

صبح حضرت مفتی صاحب درس کے لئے تشریف لائے ،اپنی مسند پر بیٹھ کر کتاب کھولی تو مولوی عبدالحق صاحب نے کہا حضرت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اجازت مل گئی تو انہوں نے اپنا رات والا خواب سنایا وہ سنتے ہی حضرت مفتی صاحب اپنی مسند پر کھڑے ہو گئے فرمانے لگے عبدالحق قبلہ رخ کھڑے ہو کر خدا کو گواہ بنا کر کہو کہ واقعی تم نے خواب میں اسی طرح دیکھا ہے؟ مولوی عبدالحق صاحب نے حکم بجالایا تو حضرت مفتی صاحب مسند سے ہٹ کر سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا: عبدالحق! تمہارا خواب سچا ہے! بس پھر کیا تھا اس کے بعد حضرت مفتی اعظم چالیس روز تک احترام کی وجہ سے اس مسند پر نہیں بیٹھے۔،معاملہ اگر چہ خواب کا تھا لیکن بات ادب کے اعلیٰ مقام کی تھی عشق ومحبت اور بے انتہاء شیفتگی کی تھی سوزِ محبت اور دردِ دل کی تھی۔(ماہنامہ الفاروق ،جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ)

آپ سے عشق ،مرے دل کی شریعت آقا
آپ سے عشق ،مری جاں کی عبادت آقا
آپ کے ادنیٰ غلاموں کے غلاموں کا غلام
ہے شرف میرے لئے اتنی بھی نسبت آقا

بطلِ جلیل شیخ الاسلام

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ دارالعلوم دیوبند کے پانچویں صدر المدرسین تھے حضرت شیخ الہند کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے علم وفضل کے ساتھ غیر معمولی مقبولیت رکھتے تھے حضرت گنگوہیؒ کے خلفاء مجازین میں سے تھے علم سے فراغت کے بعد اپنے والد مرحوم کے ساتھ 1316ھ میں مدینہ طیبہ پہنچے اور اٹھارہ سال مدینہ منورہ میں رہ کر مختلف علوم وفنون بالخصوص حدیث شریف کا درس دیا۔ زندگی کمال زہد وقناعت کی تھی جو کمال صبر وتحمل سے اس مدت میں بسر ہوئی۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران 1318ھ میں ہندوستان تشریف لائے پھر 1320ھ میں واپس تشریف لے گئے۔ 1327ھ میں دارالعلوم میں بحیثیت مدرس آپ کا تقرر ہوا۔ 1329ھ تک درس دیا پھر اسی سال مدینہ منورہ تشریف لے گئے 1331ھ میں پھر ہندوستان واپس تشریف لائے اور اسی سال مدینہ منورہ واپس تشریف لے گئے 1335 میں حضرت شیخ الہند کے ہمراہ حجاز ہی میں اسیر کر کے مالٹا بھیج دیئے گئے 1338ھ میں مالٹا سے رہا ہو کر حضرت شیخ الہند کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے اور اسی سال اکابر کے حکم سے جامعہ اسلامیہ امروہہ میں صدارت تدریس کے فرائض انجام دیے۔ تعلیمی خدمات کے ساتھ سیاسی امور میں بھی پوری تندہی اور ہمت مردانہ سے کوشاں رہے جمعیۃ العلماء ہند کے کئی بار بار صدر مقرر کئے گئے۔ بہر حال مجموعی حیثیت سے آپ عالم، فاضل، شیخ وقت، مجاہد، جفاکش، جری اور اولوالعزم فضلاءِ دارالعلوم دیوبند میں سے تھے۔ ﴾

☆ عقیدہ عشق، پہلے مدینہ جانا افضل ہے:۔

آپ آخری بار ۱۳۷۴ھ میں جب زیارت بیت اللہ شریف وزیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تشریف لے گئے تو محمدی جہاز میں آپ نے ایک تقریر فرمائی جس کا ایک ایک جملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت سے لبریز ہے اس تقریر میں دربار رسالت میں حاضری کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:......

اللہ تعالیٰ کا عشق لے کر جا رہے ہو تو جس قدر ممکن ہو عجز وانکسار اختیار کرو جملہ

عاشقوں کے سردار آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر ممکن ہو درود شریف پڑھیے اور تلاوت کر کے ہدیہ کیجئے اس راہِ عشق کے سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے

قدم اٹھائے ادب سے ذرا نسیمِ سحر
ہیں محوِ خواب شہہِ دو جہاں مدینے میں
لٹائے سجدے نہ کیوں آسماں مدینے میں
رسولِ پاک کا ہے آستاں مدینے میں

☆......مدینہ کے عشق میں بے قرار رہنا:۔

[اپنے ایک مسترشد کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں] محترم! آپ کا ارادہ حضوریٔ حرمین شریفین اور قیامِ مدینہ منورہ بہت ہی نیک فال اور مبارک امر ہے کون مسلمان ہے جو ایسی مبارک بات پسند نہ کرے گا مگر ضروری ہے کہ انجام اور احوال پر غور کر لیا جائے ہندوستاں میں رہتے ہوئے شوقِ مدینہ میں بے قرار رہنا اور اسی کے عشق میں مرنا ہزار مرتبہ بہتر ہے اس سے کہ مدینہ منورہ میں رہ کر ہندوستان کیلئے بے چینی رہے۔ (معارف وحقائق، صفحہ:۱۳۴)

☆حضور جس کے نیچے بیٹھے تھے وہ درخت:۔

پھولوں سے تو سبھی پیار کرتے ہیں لیکن حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کانٹوں سے پیار کر رہے ہیں، اس لئے یہ کانٹے بھی سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہیں، باغِ سیرت میں اس کانٹے دار درخت کا بھی ایک کردار ہے ،ایک حسن ہے، سبحان اللہ!

آپ نے دارالعلوم کے چمن میں کیکر کا درخت لگوایا، لوگوں کو خیال ہوا کہ اس

درخت سے کیا فائدہ؟ نہ اس پر پھول لگتے ہیں نہ پھل، اس میں خوشنمائی ہے نہ ہی زینتِ چمن، پھر اسے کیوں لگوایا؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر چونکہ بیعتِ رضوان لی تھی تو یہ درخت اس یادگار کے طور پر لگوایا گیا ہے (الجمعیۃ، شیخ الاسلام نمبر، ص:۵۲)

زینت ہو قلم کی مرے مدحت تیری
ہر شعر میں محسوس ہو نکہت تیری
ہو خلوتِ جاں میں تیری یادوں کا جمال
سرمایۂ عقبیٰ ہے سیرت تیری، ﷺ

☆......حضور سے باطنی اور روحانی اکتسابِ علم:۔

مدینہ طیبہ میں کتاب وحکمت کے چشمہ آبِ حیات پر پہنچ کر تشنگی اور بھی تیز ہوگئی تھی اس لئے روحانی اشغال وریاضت وعبادت اور درس وتدریس کے ساتھ مزید تعلیم حاصل کرنے کا مشغلہ بھی جاری رکھا۔ اس وقت مدینہ طیبہ میں ایک مشہور استاذِ ادب مولانا عبد الجلیل برادہ موجود تھے حضرت نے ان سے عربی ادب کی کچھ کتابیں پڑھنا شروع کیں ...... مدینہ طیبہ میں حضرت کی طالب علمی کا یہ ایک ظاہری رخ تھا۔ دوسرا رخ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باطنی اور روحانی اکتسابِ علم کا تھا جس میں حضرت نے ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست فیضان حاصل کیا۔

یہ امر علمائے اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسدِ مبارک کے ساتھ بقیدِ حیات اور برقرار ہیں۔ بہت سے علمائے حق نے اس امر کی تائید بھی کی ہے کہ حق تعالیٰ کے برگزیدہ اور مقرب نفوسِ قدسیہ کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ عالمِ بیداری میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوں۔ بہرحال اتنی بات تو مسلّم ہے کہ ایک امتی

کے لئے ذاتِ اقدس سے اکتسابِ فیضان ہر وقت ممکن ہے۔

وہی معلمِ اعظم کہ جس سے تا بہ ابد
زمانہ کرتا رہے گا علوم کی تحصیل

دربارِ نبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضری کے وقت ایک عامی، عاصی، جاہل اور غافل مسلمان بھی غیر معمولی فیوض و برکات سے مشرف ہوتا ہے جیسے جیسے وہ دربارِ نبوی کے قریب ہوتا جاتا ہے اس کے دل و دماغ قلب ونظر اور روئیں روئیں میں عشقِ محمدی کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں لمحہ بہ لمحہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرورِ کائنات ﷺ کے حضور میں حاضر ہو رہا ہے اور رعب وادب کے مقام پر موجود ہے اولیاء اللہ اور صلحاء واتقیاء کی ایسے مبارک موقع پر کیا کیفیت ہوتی ہوگی اس کا علم و اندازہ اصحابِ باطن ہی کر سکتے ہیں۔

(شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، ص:۱۲۸)

☆...... یہ تھا حضرت شیخ کا بارگاہِ رسالت سے تعلق:۔

۱۹۵۵ء کے سفرِ حج میں معیت کی جو سعادت خادم (مولانا قاضی سجاد حسین فتح پوری) کو حاصل ہوئی اس میں حضرت شیخ کو بہت قریب سے دیکھنے موقع ملا مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چالیس روز قیام رہا اس پیرانہ سالی اور ضعف ونقاہت کے باوجود حضرت کا معمول تھا کہ نمازیں حرمِ نبوی میں ادا فرماتے اور عصر کی نماز کے بعد تو مسجد ہی میں معتکف رہ کر عشاء کی نماز ادا فرماتے تھے۔ نمازِ عشاء سے فراغت کے کافی دیر کے بعد مواجہہ شریف میں حاضری دیا کرتے تھے بارگاہِ رسالت میں حضرت شیخ کی یہ حاضری بھی عجیب پر کیف ہوتی تھی۔

......حضرت شیخ رحمہٗ اللہ تعالیٰ نے حاضری کا یہ وقت غالباً اس لئے منتخب فرمایا تھا کہ زائرین کا ہجوم قدرے کم ہوتا تھا......ہم نوجوان تھے لیکن ہماری مادی جوانی حضرت شیخ کی روحانی

طاقت اور جذبہ شوقِ زیارتِ نبوی کی تاب نہ لاتی تھی۔ حضرت شیخ کی عمر کا یہ وہ دور تھا کہ جب گھٹنے تقریباً جواب دے چکے تھے نشست و برخواست میں بھی تکلف ہوتا تھا لیکن بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر جس وقت مراقب ہو جاتے تو پھر یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ہمہ تن وفورِ شوق میں غرق ہیں ایک ایک گھنٹہ مراقبہ کی حالت میں اس طرح کھڑے رہتے تھے کہ پیروں کو جنبش تک نہ ہوتی تھی۔

ہم لوگ کچھ دیر کے لئے اپنے اوپر خشوع خضوع کی کیفیت طاری کرتے لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد خود کو درماندہ پاکر فاصلہ سے جا کر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہِ رسالت سے تعلق تھا جس کی بنا پر اگر چہ جسم ناتواں بھی تھا تو روح قوی اور مستقیم تھی۔ (حضرت مدنی کے حیرت انگیز واقعات، صفحہ:۱۵۹)

شعورِ عشق مدینے کی سرزمیں سے ملا
دوا بھی، درد بھی جو کچھ ملا یہیں سے ملا
ہے اتباعِ پیمبر ﷺ ہی اتباعِ خدا
جو فیض ہم کو ملا ختمِ مرسلیں سے ملا

☆ آپ کے والد بزرگوار کی مدینہ طیبہ میں سکونت:۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نہائت پاک باز بزرگ تھے اس زمانہ کے مشہور بزرگ مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے اپنے شیخ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی اور شیخ ہی کی بارگاہ میں بارگاہ رسالت کا عشق رگ وریشہ میں کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا شیخ کا وصال ہوا تو آپ کو بے پناہ صدمہ ہوا ہر وقت بے چین رہتے اپنے وطن ہندوستان سے دل اچاٹ ہو گیا اور ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ فرمالیا۔

؎ آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

☆ الفتِ نبی ﷺ میں جان سے گزر جانے والے:۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب یہ خاندان مدینہ طیبہ پہنچا تو ایک مدنی صاحب نے ایک مکان رہائش کے لئے دے دیا تھا لیکن جب مدینہ طیبہ میں مستقل قیام کا ارادہ ہوا تو شہر سے باہر ایک قطعۂ زمین لے لیا گیا عورتوں بچوں اور مردوں نے مل کر اپنے ہاتھ سے اینٹیں پاتھیں اور چھوٹی کوٹھڑیاں تعمیر کی گئیں جن کی چھت اتنی نیچی تھی کہ چارپائی پر کھڑے ہونے سے (چھت) سر میں لگتی تھی اس طرح رہائش کے سلسلے میں بھی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوۂ صحابہ پر عمل کی سعادت میسر آئی۔ اللہ اکبر

(آپ چاہتے تو ایک اچھا مکان آسائش و آرائش سے تعمیر کروا لیتے لیکن الفتِ نبی ﷺ میں جان سے گزر جانے والے یہ لوگ، عشق کی گرم بھٹی سے کندن بن کے نکلنے والے یہ لوگ، زندگی بھر صعوبتوں کے آگے تختۂ مشق بننا گوارا کر لیتے ہیں مگر آرام و راحت کی خاطر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری اداؤں، دل ربا سنتوں بے مثال اور باعظمت کلامِ نبوی کے شرابِ طہور سے نگاہ پھیر لیں یہ قطعاً ناممکن ہے)

محل مینار کیا کرنے ہیں مجھ کو
مدینے کے خس و خاشاک لوں گا
ملی جاگیر اگر جنت میں کوئی!
تو دہلیزِ شہہِ لولاک لوں گا

☆اے بہارِ باغِ رضوان کوئے تو:۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱۶ھ میں دار العلوم دیوبند میں علوم دینیہ کی تکمیل کر کے فارغ ہوئے تو آپ کے والد حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت کی تیاری مکمل کر لی اور اپنے خاندان سمیت ترکِ وطن کر کے دیارِ حبیب میں جا آباد ہوئے حضرت مدنی نے آپکا کچھ نعتیہ کلام بھی ''نقشِ حیات'' میں نقل کیا ہے جس کا ایک ایک لفظ عشقِ نبویؐ میں ڈوبا ہوا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

اے بہارِ باغِ رضوان کوئے تو
بلبلِ سدرہ اسیرِ موئے تو
سجدہ ریزاں آمدہ سویت حبیب
اے ہزاراں کعبہ در ابروئے تو
اے رسولِ عربیؐ آپ کی فرقت کے قتیل
پلِ محشر سے سُبک پار اتر جاتے ہیں
سر رہے یا نہ رہے پر رہے سودا سر میں
عشقِ احمدؐ کا خدایا یہی ہم چاہتے ہیں

(والدِ گرامی سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

☆......نواسہ، گنبدِ خضریٰ کے سائے میں:۔

شیخ الاسلام کا جب ذکر چھڑتا ہے تو بے اختیار نظریں گنبدِ خضریٰ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے پرنور سایہ کی طرف اٹھ جاتی ہیں جہاں اس محبوب و مقبول اور چہیتے نواسۂ رسول (سید مدنی) نے سالوں سال تک اپنے نانا جان (حضور مقبول علیہ الصلوٰۃ

والسلام) کے علوم کی اشاعت اس شان سے کہ چار دانگ عالم میں اس ''شیخ ہندی'' کے نام کا غلغلہ بلند ہوا۔ اور خلقِ خدا کے نقارہ سے ''شیخ العرب والعجم'' کا لقب عطا ہوا۔

بقول شورش کاشمیری ؎

ہیچ تھا اس کے لئے اندیشۂ دار و رسن
پائے استحقار سے دنیا کو ٹھکراتا رہا
خواجۂ کونین کے روضہ کی جالی تھام کر
نور کے تڑکے دعا کو ہاتھ پھیلاتا رہا
ان کمالات ومحاسن میں جواب اسکا نہیں
اس قبیلے میں کوئی بھی ہمرکاب اسکا نہیں

(سلمان منصور پوری درمقدمہ ''معارف وحقائق'' از مولانا رشید الدین حمیدی، ص:۳۶)

☆ تیرا طرزِ تکلم بھی پیارا لگے مجھے :۔

ایک مرتبہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے درسِ بخاری کے دوران ارشاد فرمایا کہ:۔

بفضلہٖ تعالےٰ میں بسرعت تقریر کرسکتا ہوں۔ لیکن یہ توقف فی الکلام (ٹھہر ٹھہر کر بولنا) بہت مشقت کے بعد حاصل کیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تیزی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے جیسے کہ تمہاری زبان چلتی ہے بلکہ آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ جو شخص آپ کے پاس ہوا سے محفوظ ہو جائے'' شمائل ترمذی۔ (حضرت مدنی کے ایمان افروز واقعات ص:۸۰)

؎ یہ میرا دین ہے مجھے دل سے قبول ہے
ایمان جسے کہتے ہیں، عشق رسول ہے
ہر فعل تیرا پیروی مصطفےٰ رہے

پھر شک نہیں ہے، تیری عبادت قبول ہے

☆ آپ کو یہ درود شریف زیادہ پسند تھا:۔

☆ آپ کو یہ درود شریف زیادہ پسند تھا اور آپ اپنے متوسلین کو اکثر یہی تلقین فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی: درود شریف کے جملہ صیغوں پر آپ اسے ترجیح دیتے تھے۔ (مکتوباتِ شیخ الاسلام، ج2،ص:54)

☆ جذبِ دروں:۔

غالباً دسمبر ۴۲ ۱۹ء میں ایک صاحب نے اطلاع دی کہ ان کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی سید الکونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ نے تعبیر فرمائی کہ مسلکِ جمعیۃ علماء ہند کی صداقت کی بشارت ہے کیونکہ ایک جمعیۃ علماء ہند کے صدر ہیں اور دوسرے جمعیۃ کے ناظمِ اعلیٰ۔ (علماء ہند کا شاندار ماضی حصہ دوئم ص:۱۸۸)

لذتِ پرواز میں اگر، کہیں کھو جاؤں میں
جس سے محبت ہے مجھے، اس کی گلی میں دیکھنا

☆ وُہی اندازِ عشق:۔

اصل میں تو عشاق کے سردار اصحابِ نبوت ہی ہیں جنہوں نے دینِ مصطفیٰ کے لئے زندہ رہنے کی بجائے جان نچھاور کر دینے کو ترجیح دی مال و دولت کمانے کی بجائے خدمتِ نبوت کو عزیز جانا، وہی حب خدا اور الفت و عشقِ مصطفیٰ کے امام ہیں اتباعِ محبوب اور اطاعتِ مصطفیٰ کے لئے وہی نمونۂ راہ اور سنگِ میل ہیں عشق و شیفتگی میں ان ہی کا طریق

"مقصود ہے اور نشانِ منزل بھی وہی............

راہِ حق میں انہی اصحابِ مصطفےٰ کے پیرو امامِ سیاست سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو برطانوی دور میں ایک مرحلہ میں جب اپنے رفقاء نے پوشیدہ رہنے اور سفر نہ کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے راہِ حق میں طرزِ خبیب [رضی اللہ عنہ] اپنایا۔ فرماتے ہیں: بھائی تم کہتے ہو اس میں بڑی اذیتیں اور تکالیف ہیں لیکن یہ اذیتیں و مصائب جو دی جاتی ہیں یا اٹھانی پڑتی ہیں، میرے لیے عینِ راحت ہیں باقی رہی عزت! تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں جو بھی توہین کی جائے یا اذیت دی جائے، میرے لئے عین عزت اسی میں ہے۔ بخدا اگر حق گوئی کی پاداش میں ہماری توہین کی جاتی ہے یا گالیاں دی جاتی ہیں تو میں اس کو عزت تصور کرتا ہوں باقی رہا مرنا، تو مرنا ایک ہی دفعہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے جس وقت اور جس طرح مقدر کر دیا ہے وہ ٹل نہیں سکتا۔ (علماءِ ہند کا شاندار ماضی جلد ۵، حصہ ۲، ص: ۲۷۸)

جو لگتا ہے کوئی کنکر بدن پر دین کی خاطر
تو دل کو وادئ طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

جب دورانِ مطالعہ یہ واقعہ حواس سے ٹکراتا ہے تو مجھے مکہ کا وہ منظر یاد آ جاتا ہے جب حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو کفار سولی پر چڑھا رہے تھے تو ایک شاطر نے بڑھ کر آپ سے کہا کہ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ کاش آج میری جگہ حضرت محمد ﷺ ہوتے تو اس عاشقِ حبیبِ ربِ کونین نے یہ جوابِ لاجواب دیا کہ ظالمو! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ محمد عربی ﷺ اپنے گھر پہ ہوں اور ان کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھ جائے گویا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے تختۂ دار پہ جھول جانا پسند کر لیا، اور اسی کو عزت سمجھا۔

حضرت مدنی علیہ الرحمۃ کی اس بات سے کہ "خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں میری جو توہین کی جائے یا اذیت دی جائے، میرے لئے عین عزت اسی میں ہے"

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کی وہ یادگار ایمانی بات دل میں شہد سے بڑھ کر حلاوت گھول دیتی ہے کہ جب انہیں کہا گیا۔

اَتحبّ ان محمدا عندنا الآن فی مکانك

نضرب عنقه، وانّك فی اهلك

ترجمہ: کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ آپ کی جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج یہاں تختہ دار پہ ہوتے اور آپ اپنے گھر میں خوش وخرم رہتے......؟

تو آپ نے فرمایا۔

''واللہ ما احبّ ان محمدا الان فی مکانه الذی هو فیه تصیبه شوكة تؤذیه وانی جالس فی اهلی''

ترجمہ: مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں تو بخوشی اپنے گھر میں بیٹھا ہوں اور وہ آفتابِ نبوت اپنے پاکیزہ گھر میں ہوں اور کوئی کانٹا انہیں چبھ جائے (فتح الملہم جلد ۱ ص: ۲۲۱)

......عشق ومحبت اور عزیمت واستقلال کی دنیا میں ان کا یہ جواب ہمیشہ یادرہے گا۔ اور حضرت مدنی کی یہ بے مثال جرأت ایمانی اور قدر شناسی بھی صدیوں تابندہ رہے گی۔

نسبت جو مجھے ہے تیرے کوچے کی زمین سے
میں دفن کہیں ہوں، مگر اٹھوں گا وہیں سے

☆ مدینہ کی گلیوں سے چھلکے اٹھالاتا اور.....

عشق والفت اور محبت وشیفتگی کے پیکر مولانا مدنی، وہ خوش قسمت انسان تھے کوئی مدینے میں آٹھ دن قیام کرتا ہے کسی کو دو چار مہینے قیام نصیب ہو جائے گا، حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ میں ہی نہیں اصحابِ صفہ کے چبوترے پہ، روضہ اطہر کی جالیوں کی چھاؤں میں بیٹھ کر اٹھارہ سال کالی کملی والے کی حدیث پاک پڑھائی، سبحان اللہ......

دیکھیں گے میرے سر کی طرف لوگ حشر میں
چمکے گی تاج بن کے غلامی رسولؐ کی

یہ اس زمانے کی بات کر رہا ہوں، شیخ مدنی لکھتے ہیں کہ میں شام کو مدینے کی گلیوں میں سے تنکے اٹھا کر لاتا، اہلِ مدینہ کی سبزیوں کے پھینکے ہوئے چھلکے اٹھا لاتا اس لئے کہ میرے نانا ﷺ کے شہر کی گلیوں کے چھلکے ہیں انہیں پانی میں دھو کر منہ میں چبا کر پانی پی کر ریاض الجنہ میں کھڑا ہو کر ساری ساری رات قرآن پاک پڑھتا تھا۔

(مجموعہ خطباتِ اکابر، ص:۱۶۰)

☆ زیارتِ سرورِ دوجہاں ﷺ :۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو داہنا حصہ سن ہو گیا ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ یہ فالج کا اثر ہے آپ کو بڑا صدمہ اور تکلیف ہوئی دوسرے یوم آپ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ نے داہنے ہاتھ پر دعا پڑھی اور دم کیا اور فرمایا کہ حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں...... چنانچہ حضرت مدنی بفضلہٖ تعالیٰ تندرست ہو گئے (الصدیق، بحوالہ مکتوبات شیخ الاسلام)

تجھ میں حور و قصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضور رہتے ہیں (شیخ الہندؒ)

☆ اے چارہ گرو! مجھ سے میرا درد نہ چھینو!

کراچی کا خالق دینا ہال اب بھی موجود ہے انگریز جج کی عدالت میں ملزم (سید

حسین مدنی) کو لایا جاتا ہے کمرۂ عدالت میں برِصغیر کے نامور مفکر اور دانشور موجود تھے مولانا محمد علی جوہر نے مولانا حسین احمد مدنی سے التجا کی۔ خدارا! تاویل وحکمت سے کام لیجئے گا قوم کو آپ کی اشد ضرورت ہے سید مدنی خاموشی اور وقار کے ساتھ کھڑے تھے۔ انگریز جج نے پوچھا:

ملزم حسین احمد! کیا آپ نے اپنی فلاں تقریر میں یہ کہا تھا کہ برطانوی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے؟ سید مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پراعتماد لہجہ میں فرمایا: ہاں کہا تھا اور اب بھی یہی کہتا ہوں کہ مسلمانوں کا فرنگی فوج میں بھرتی ہونا حرام اور اسلام سے غداری ہے۔ انگریز جج نے کہا: آپ کو معلوم ہے اس کی سزا کیا ہے؟ حق کے سپاہی، عشق کے پیکر، مولانا مدنی نے بغل میں دبایا ہوا کپڑا میز پر رکھتے ہوئے فرمایا: سزا معلوم تھی اسی لئے کفن دیوبند سے ساتھ لایا ہوں تاکہ جب تختہ دار پر لٹکایا جاؤں تو مجھے انگریزی حکومت کا نہیں اپنا کفن پہنایا جائے

ع ...... خدا رحمت کند آں بندگانِ پاک طینت را ...... (پیغامِ حق وصداقت صفحہ ۲۲۳)

مر جاؤں گا بخشش کی دہائی نہیں دوں گا
سچائی کا مجرم ہوں، صفائی نہیں دوں گا
اے چارہ گرو! مجھ سے میل درد نہ چھینو!
یہ خون پسینے کی کمائی نہیں دوں گا

☆☆

جذبۂ شوقِ شہادت بھی عجب شے ہے شمیم
خود بخود لوگ سرِ دار چلے آتے ہیں

☆ ع ایں سعادت قسمتِ شہباز وشاہیں کردہ اند

علماءِ حق کے نزدیک وجد وکیف، کشف وکرامت یا خلقِ خدا سے قطع تعلق اور ترکِ

دنیا، کمالِ طریقت اور انتہاءِ سلوک نہیں بلکہ کمال یہ ہے کہ اکمل الکاملین افضل الانبیاء والمرسلین کی عادات اور خصلتیں اس کی طبعیتِ ثانیہ بن جائیں جملہ جذبات اور تمام احساسات سنتِ سید الانبیاء علیہ السلام کے تابع ہو جائیں صحاح کی مندرجہ ذیل متفق علیہ اور مشہور حدیث میں اسی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے :**لا یؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به**......ترجمہ: یعنی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص مومن کامل نہیں جب تک اس کی خواہش اس (تعلیم وسنت) کے تابع نہ ہو جائے جسکو میں نے پیش کیا ہے حضرت شیخ الاسلامؒ کی سیرت وخصلت کا جس قدر زیادہ قریب سے مطالعہ کیا جائے آپ کے اس باطنی کمال کا اندازہ ہوگا جس کا ''نام فنا فی السُّنَّۃ'' ہے۔

(حیاتِ شیخ الاسلام :ص:۱۴۱ از سید سید حامد میاں رحمہ اللہ)

☆علمِ حدیث اور صاحبِ حدیث سے محبت:۔

۱۳۲۰ھ میں جب دوبارہ مدینہ پاک تشریف لے گئے تو سلسلۂ درس نے وسعت اختیار کی تو حدیث وتفسیر اور فقہ وغیرہ کی ۱۴/۱۵ کتابوں کا درس دیتے تھے یہ سلسلۂ درس تہجد کے بعد سے شروع ہو کر نمازِ عشاء تک جاری رہتا تھا (علمِ حدیث اور صاحبِ حدیث حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے الفت ومحبت اور اتباعِ سنت آپ کا وطیرہ تھا الفاظِ حدیث میں بعض دفعہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی بجائے انتہائی ناز وانداز میں آ کر فرماتے قال صاحبُ ھذا القبر یعنی اس روضۂ پاک والے کا ارشاد ہے

روضۂ نبوی کے زیرِ سایہ اٹھارہ سال تک حدیث پاک پڑھاتے رہے اور لطفِ الفت اور عشقِ سید الانبیاء سے اپنے سینے کو منور کرتے رہے)

؎ نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

(مجھے اپنی آنکھوں پر ناز ہے کہ انہوں نے تیرا جمال دیکھا ہے اور اپنے پاؤں پر رشک ہے کہ وہ تیرے کوچے میں پہنچے ہیں)

☆...... "نقش حیات" دو جلدوں میں حضرت مدنی علیہ الرحمہ کی خودنوشت سوانح حیات ہے ساتھ ہی نہایت بیش قیمت پُر از معلومات، تاریخی دستاویز بھی ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت مدنی نے آخر ایام تک باجماعت کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور ناظم تعلیمات کے حیثیت سے ۳۲ سال خدمت کر کے بعمر ۸۰ سال بعد نصف النہار تقریباً ڈیڑھ بجے پنج شنبہ، ۵ ردسمبر ۱۹۵۷ء مطابق ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ وصال فرمایا۔

دارالعلوم دیوبند کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ غسل دینے والے بزرگوں کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی تھی کہ جسم مبارک اس طرح نرم تھا جیسا کہ کسی زندہ آدمی کا جسم ہو، یہاں تک کہ ہاتھ دھوئے تو انگلیوں کے چٹخنے کی آواز سنی گئی۔ نزع روح کے وقت آنکھیں نیم باز اور دہن نیم وا ہو جاتا ہے ناک اور بانسے اور چہرہ کی تازگی میں فرق آ جاتا ہے لیکن ہر ایک کو حیرت تھی کہ آنکھیں بند، ہونٹ اس طرح ملے ہوئے جیسے سونے کے وقت عادت تھی اور روئے انور پر وہ تازگی اور تازگی میں ایک لطیف تبسم کی وہ شیفتگی کہ اگر پہلے سے یقین نہ ہوتو اس شہیدِ ناز کو بظاہر دیکھ کر مردہ تصور کرنا ناممکن تھا (سید محمد میاں۔ ناظم جمعیۃ العلماء ہند، دہلی)

چہرہ انور کا ایک ایک بال سنت کے مطابق سجا ہوا تھا گویا مشاطۂ قدرت نے خاص اپنے ہاتھ سے ریش مبارک میں کنگھی کر دی ہے اور لبوں کو درست کر دیا ہے آپ کے چہرۂ مبارک پر جو طمانیت اور سکون تھا بشاشت ونشاط کی جو نورانی کیفیت رقصاں تھی ایسی علامہ محمد انور شاہ اندرابی کشمیری قدس سرہ کے بعد کسی اور میت پر دیکھنے میں نہیں آئی۔

(سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ ص:348)

زبدۃ الاصفیاء، ولیٔ کامل

رأس المتقین ،قدوۃ الصالحین

حضرۃ اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری

رحمۃ اللّٰہ علیہ

﴿ آپ کی ولادت باسعادت 1295ھ میں ڈھڈیاں ضلع سرگودھا میں ہوئی، آپ کا خاندان خالص دینی اور علمی خاندان تھا، ابتدائی تعلیم کے بعد آپ ہندوستان تشریف لے گئے اور مختلف مدارس میں رہ کر درسِ نظامی کی تکمیل کی، قیامِ دہلی کے دوران حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ترمذی کے چند اسباق کی سماعت کا شرف بھی پایا، شروع ہی سے انتہائی قانع مزاج تھے، شیخِ وقت حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری سے اپنا روحانی سلسلہ قائم کیا، اور اسی نسبت کے باعث آپ رائے پوری کہلاتے تھے، آپ کے شیخ نے آپ کو بوقت وصال اپنا خلیفہ مقرر فرمایا، آپ نے پینتالیس برس تک ان کی جانشینی کا حق ادا کیا، لاکھوں مسلمانوں کو توبہ کرا کے اللہ کے آگے جھکایا، اور سینکڑوں علماء کرام کو سلوک کے منازل طے کروائے، آپ کو فنائیت کا اعلیٰ مقام حاصل تھا، آپ نہایت منکسر المز اج، سادہ اور خوش طبیعت تھے۔

آپ کے خلفاء میں سے چند مشہور نام یہ ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ،امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، حضرت مولانا محمد عبداللہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال، حضرت مولانا منظور احمد نعمانی، حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری سرگودھا، حضرت مولانا سید انور حسین نفیس رقم لاہور،، سید عبد المنعم ابوذر بخاری، حضرت مولانا محمد انوری فیصل آباد۔ آپ نے 90 برس کی عمر میں ربیع الاول 1382ھ کو وفات پائی، اور اپنے آبائی گاؤں ڈھڈیاں شریف (سرگودھا) میں مسجد کے دائیں پہلو میں آپ مدفون ہیں، رحمۃ اللہ علیہ ﴾

☆ جمال اور زیب و زینت :۔

رسول اللہ کے چہرے سے جو انوار ظاہر تھے
انہی انوار کی کچھ بھیک ہے ان چاند تاروں میں

جمالِ نبوی تو وہ جمال ہے جس سے ساری دنیا ضیا پاتی ہے چودھویں کا چاند بھی جمالِ نبوت سے گویا مرعوب ہے۔ پھولوں کا، کلیوں کا حسن بھی مستعار ہے کملی والے کے حسن و جمال سے، اس با جمال و با کمال نبی ﷺ کی مسجد میں ایک مرتبہ حضرت مولانا عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے ......

اس خادم (روایت مولانا ندوی رحمۃ اللہ علیہ) نے عرض کیا کہ حضرت اس مسجد میں بعد کے آنے والے لوگوں نے بڑی زیب و زینت پیدا کر دی اور قیمتی قالین بچھا دیے، کاش! یہ مسجد اپنی پہلی سادگی پر ہوتی، معلوم نہیں اس وقت حضرت کس حال میں تھے جوش آ گیا اور فرمایا: حضرت اور زیب و زینت ہو...... دنیا میں جہاں کہیں جمال اور زیب و زینت ہے انہیں کے صدقہ میں تو ہے۔ مجھے شرمندگی ہوئی اور یہ احساس ہوا کہ یہ حضرات کس قدر محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔ (ندائے منبر و محراب)

ایک شاعر کا عمدہ تخیل دیکھئے......

آرائش جمال تمہارے کرم سے ہے
تزئین کائنات تمہارے قدم سے ہے
انسانیت اداس رہی آپ ﷺ کے بغیر
لطفِ حیات آپ کے فیضِ اَتم سے ہے

احساسِ جمالِ نبوت کا ایک اور انداز......

ہر ایک شے پہ جمالِ نبیؐ کا ہے پَرتو

ہر ایک چیز ہے شایانِ شاں مدینے میں

جہاں سے روضۂ انور نظر آئے:۔

آپ کا معمول تھا کہ مدینہ منورہ جاتے ہوئے آخری منزل پر لوگوں سے کہہ دیتے کہ جہاں سے روضۂ انور نظر آئے مجھے بتا دینا وہاں سے آگے پیدل چلتے، رفقاء کو تاکید ہوتی کہ درود شریف پڑھیں اور خاموش رہیں اور ادب واحترام سے حاضری دیں۔

روح ڈھل جاتی ہے روتا ہوں جو یادِ شہ میں اشک جو آنکھ سے گرتا ہے وہ کام آتا ہے
دلِ بیتاب ٹھہر! اے دلِ بیتاب! ٹھہر باادب باش، کہ طیبہ کا مقام آتا ہے

آپ کبھی کبھی ذوقِ محبت کو بڑھانے کے لئے کسی خادم سے نعتیہ کلام بھی سنتے آپ کو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے درجِ ذیل اشعار بہت پسند تھے۔

صباء بسوئے مدینہ روکن از دعا گو سلام برخواں
بہ درِ شاہِ مدینہ بصد تضرع پیام بر خواں

(اے صبح کی تازہ ہوا مدینہ کی طرف چلنا شروع کر اور اس کے رہنے والوں کو سلام کہہ اور شاہِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر عاجزی وتضرع سے میرا پیام سنا)......

دلم زندہ شدہ است از وصالِ محمد ﷺ
جہاں روشن است از جمالِ محمد ﷺ

(میرا دل وصالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زندہ ہو گیا ہے اور سارا جہاں آنحضور کے جمال سے منور ہو گیا ہے)

مرض الوفات میں مدینہ طیبہ کا ذکر سن کر بے اختیار رقت طاری ہو جاتی بعض اوقات تو بلند آواز سے رونے لگ جاتے۔ حضرت مولانا محمد صاحب عمرہ کے لئے روانہ ہو رہے تھے حضرت سے ملنے آئے تو مدینہ طیبہ کا ذکر ہوا حضرت دھاڑیں مار مار کر روئے۔
(عشقِ رسول ﷺ، ص: ۱۵۵)

اے دل اگر ہے تجھ کو محبت رسول کی شیوہ بنا لے اپنا اطاعت رسول کی

بس اور کوئی خواہش وحسرت نہیں رہی اللہ دے تو دے مجھے الفت رسول کی

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذاتِ اقدس کی وجہ سے آپ کے صحابہ سے بھی والہانہ محبت تھی اور آپ کی مجالس میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تذکار بکثرت ہوتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی دارالہدیٰ بھکر والے بیان فرما رہے تھے کہ حضرت کو شاعرِ اسلام کمترؔ مرحوم کی یہ نظم بہت زیادہ پسند تھی اور بار بار اس مصرعہ کو پڑھتے اور بڑی رغبت سے کہ یہ کلام سنتے۔

اوہ دیوانے محمد ﷺ دے میں دیوانہ صحابہ دا

اور پروانے محمد ﷺ دے میں پروانہ صحابہ دا

☆☆☆☆☆☆☆☆

عارف باللہ، ولی کامل

حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندی

رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ کا سن پیدائش 1294ھ ہے، آپ سید گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ کے والد ماجد کا نام محمد حسن شاہ تھا، ابتدائی فارسی کی تعلیم کے بعد 1310ھ میں دارالعلوم کے شعبہ عربی میں داخل ہوئے، اور حضرت شیخ الہند وغیرہ اساتذہ سے آپ نے تکمیل درسِ نظامی کی، اور 1320ھ میں سندِ فراغت پائی، آپ ماہنامہ ''القاسم'' کے ایڈیٹر بھی رہے، دوسری صفات علم وعمل کے ساتھ، آپ وقت کی باقاعدگی اور پابندی میں شہرہ رکھتے تھے، ہزاروں طلباء نے آپ سے سنن ابوداؤد شریف کا سبق پڑھا اور علوم قرآن وحدیث کے اس چشمۂ صافی سے فیض یاب ہوئے، زندگی بھر ایک کچے اور سادہ سے مکان میں رہے اور پکا مکان اس نیت سے نہ بنوایا تاکہ پڑوس کے باسی احساسِ محرومی کا شکار نہ ہوں، آپ انتہائی باعمل عالم، عاشقِ سنتِ خیر الانام، محدث و فقیہہ اور عارف باللہ بزرگ تھے۔ 22 محرم الحرام 1364ھ میں آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴾

سب سے زیادہ پیار ذاتِ نبوت سے :۔

آپ کو رحمتِ دوعالم امام الانبیاء، محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت اور لگن تھی اور اپنے اسلاف کی طرح احادیثِ پیمبر کی خدمت وعظمت میں بے مثال کردار رکھتے تھے، ایک دفعہ لوگوں نے عجیب منظر دیکھا جب آپ کی نوجوان صاحبزادی کا انتقال ہوا اور آپ تجہیز وتکفین کا کام گھر سپرد کر کے خود دارالعلوم دیوبند میں قال اللہ وقال الرسول علیہ ﷺ کا سبق پڑھانے چلے آئے، اور بعد سبق، جنازہ میں شرکت فرمائی۔

گویا زندگی کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر آپ کو حقیقی لگاؤ سچے دین کے ساتھ اور رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اور آپ کی تعلیمات سے تھا۔ سبحان اللہ ان عشاق پر اللہ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین، جن کے کردار وعمل نے صحابہ کے نقوشِ زندگی اجاگر

کیے۔(اکابر علماء دیو بند)

انسان تھا عظیم مگر اس قدر نہ تھا
جتنا عظیم آپ سے انسان ہو گیا
جو کچھ کہا ہے آپ نے اے فخر کائنات
وہ میری جان ہو گیا ایمان ہو گیا

اطاعتِ نبوی کی درخواست:۔

اتباعِ سنت بغیر عشق ومحبت کے ممکن نہیں، دل میں الفت نہ ہوتو اطاعت ایک بارِ گراں سے کم نہیں، لیکن جہاں قلب محبتِ نبی سے مستنیر ہوں تو وہاں اتباع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شوق نہیں، پھر اس کام میں جو لذت ہے اور کہیں نہیں۔اس لئے آپ فرماتے ہیں: میں اپنے احباب سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ ہر سنت کا پورا پورا اہتمام رکھیں اور کسی سنت کو خواہ کتنی بھی چھوٹی سی ہو معمولی نہ سمجھیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت اللہ تعالیٰ جل شانہ کو محبوب ہے(اکابر علماء دیو بند)

جستجو میں بھی ایک لذت ہے میری منزل سراب رہنے دو
جو بھی ساقی پلائے پی جاؤ شورشِ انتخاب رہنے دو

☆ محبت کا صلہ اور انعام:۔

ایک صحابی کی داستانِ الفت واطاعت کو حضرت مولانا نے ایک عجیب پر اثر لہجے میں اور گرمئ عشق کے احساس کے ساتھ عالمانہ اور عاشقانہ رنگ میں تحریر فرمایا ہے، آپ بھی ملاحظہ فرمایئے: جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کی تشریف آوری سے کئی روز پہلے سے مشتاقانِ جمال شہر سے نکل کر راستہ

پر آبیٹھتے تھے اور شام کو مایوسانہ واپس ہو جاتے، بہت انتظار، بڑی آرزؤوں کے بعد جب آپ تشریف لائے تو وہ دن اہل مدینہ کے لئے عید ہو گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لمّا قدم رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ و سلم المدینۃَ اضاء ت منھا کل شئی یعنی جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو آپ کے جمال سے مدینہ منورہ کی تمام چیزیں نورانی ہو گئیں بڑوں کے ساتھ بچے بھی خوشی منا رہے تھے اور لڑکیاں خوشی اور مبارکباد کے یہ سیدھے سادھے گیت گا رہی تھیں

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا مادعا للہ داع

ثنیات الوداع سے ہم پر بدرِ کامل نے طلوع کیا، اس لئے خدا کا شکر ہم پر ہمیشہ کے لئے واجب ہوا۔ لوگ ہر طرف سے آ رہے تھے اور زیارت کر رہے تھے، انصار میں سے ایک نو عمر جوان، طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے تو بے اختیار آپ کو لپٹے جاتے تھے، آپ کے مبارک ہاتھوں کو خوب بوسے دیے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے جس کام کو چاہیں ارشاد فرمائیں، میں ہرگز کسی بات میں بھی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا. جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نوعمری میں ان کی اس پختگی اور جرأت کو دیکھ کر ہنس پڑے۔

محبت سرورِ کونین کی ہر شے سے پیاری ہو
ہزاروں آرزؤوں میں یہی ہے اک قرینے کی
طریقِ سیدِ خیر البشر ﷺ سے ہو کے بیگانہ
نہیں مسعود کچھ خواہش مجھے واللہ جینے کی

آپ نے بطور امتحان فرمایا کہ جاؤ اپنے والد ''براء'' کو قتل کر آؤ۔ طلحہ تو تیار ہو

کھڑے ہوئے کیونکہ ان کی جان نثاری کچھ زبانی تو تھی ہی نہیں فوراً تعمیلِ ارشاد کے لئے چلنے لگے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرالیا، اور فرمایا: کہ (یہ محض آزمائش تھی) مجھ کو خدا تعالیٰ نے قطع رحم کے لئے مبعوث نہیں کیا (یعنی رشتہ داری کے تعلقات قطع کرنے اور صلہ رحمی کے خلاف معاملہ کرنے کے لئے مجھ کو خدا تعالیٰ نے نہیں بھیجا۔

افسوس ہے کہ اس وفادار عاشقِ رسول کی عمر نے وفا نہ کی، جوانی میں ہی وعدہ آپہنچا اور ایسے بیمار ہوئے کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ آخری وقت میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو عجب حسرت کا وقت تھا ایک وفادار خادم اور بے ریا مخلص، بسترِ مرگ پر پڑا ہے اور دینا سے رخصت ہونے کے لئے تیار ہے سامنے جان و مال سے زیادہ پیارے سردار اور ماں باپ سے زیادہ شفیق مربی کھڑے صورت کو دیکھ رہے ہیں، حکمِ خداوندی سے کچھ چارہ نہیں اور آپ باچشمِ پُرآب واپس جاتے ہیں

آپ نے ان سے علیحدہ ہو کر بعض لوگوں سے فرمادیا: کہ طلحہ رضی اللہ عنہ پر علاماتِ موت ظاہر ہوگئی ہیں اب غالباً یہ زندہ نہیں رہیں گے جب انتقال ہوجائے تو مجھے اطلاع کردینا تاکہ آکر نمازِ جنازہ پڑھوں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا کیونکہ مسلمان کی نعش کو گھر میں ڈالے رکھنا مناسب نہیں۔

بنی عمرو بن عوف کا یہ محلّہ، جس میں یہ انصاری بیمار تھے مدینہ منورہ سے علیحدہ تین میل کے فاصلہ پر مسجد قبا کے اطراف میں واقع تھا اور راستے میں یہودی لوگ آباد تھے، آپ وصیت و نصیحت فرما کر دن ہی کو مدینہ منورہ واپس آگئے۔ جس طرح دن کا باقی حصہ جلد گزر رہا تھا اسی طرح حضرت طلحہ بیمار کے آخری سانس ختم ہوتے جاتے تھے، رات ہوگئی اور طلحہ رضی اللہ عنہ کا بالکل اخیر وقت آگیا مگر واہ ری محبت! نہ اپنے مرنے کا غم ہے نہ عزیز و اقارب کی دائمی مفارقت کا رنج، خیال ہے تو جنابِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور فکر ہے تو آپ کی حفاظت

کی، مرنے سے پہلے ہوش آیا تو اپنے تیمارداروں کو بلا کر فرمایا کہ دیکھنا جب میں مرجاؤں تو تم لوگ خود ہی میری نماز پڑھ کر مجھے دفن کر دینا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ کرنا رات کا وقت ہے جگہ دور ہے راستے میں یہودیوں کے مکانات اور ان کا زور ہے وہ ہر وقت ایذا رسانی کی فکر میں رہتے ہیں اور کوئی موقع خالی نہیں جانے دیتے مبادا وہ اپنی شرارت سے کوئی سازش کریں اور میری وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند پہنچے۔

مرنے کے بعد ایک سچے مسلمان کی اس سے بڑھ کر کیا آرزو ہو سکتی ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازہ پر آ کھڑے ہوں، نماز پڑھادیں، استغفار و دعا کر کے اس کو گناہوں سے پاک کرا کے جنت میں داخل کرادیں۔ آپ کی نماز و دعاء سے قبر میں نور اور روح پر رحمت ہو۔ لیکن عقل مند طلحہ رضی اللہ عنہ اس اپنی دینی آرزو کا خون گوارا کرلیا لیکن سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مقدس کی حفاظت اور آپ کو خطرہ سے بچانے میں کوتاہی نہ کی ۔کیوں نہ ہو آخر یہ بھی تو انہیں انصار میں سے تھے جن کی مدح خدا تعالیٰ نے اس طرح فرمائی ہے وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ،دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ذاتی فوائد پر قومی منافع کو ترجیح دی کیونکہ وجودِ باجُود، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام مسلمانوں کیلئے موجبِ ہدایت و برکت تھا اور تمام عالم کے لئے باعثِ رحمت۔

جمالِ روضۂ انور میری نگاہ میں ہے
وہ رنگ و نور کا پیکر میری نگاہ میں ہے

انصار نے ان کی وصیت پر عمل کیا اور رات ہی کو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس پہلی منزل میں پہنچ گئے جس میں آرام یا تکلیف کے ساتھ ہر شخص کو قیامت تک ٹھہرنا ہے۔ اور جس کی راحت و تکلیف کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر اور جامع الفاظ سے اس طرح ظاہر

فرمادیا ہے اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ صبح کو اس محلّہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وصیت اور وفات اور تجہیز و تکفین کی آپ کو اطلاع دی۔ بقول شخصے......

آئے تھے تم کل جسے بیمارِ ہجراں چھوڑ کر
چل دیا وہ رات سب ہستی کے ساماں چھوڑ کر

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور مخلصانہ خیر خواہی کا قلب مبارک پر بہت اثر ہوا اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لے کر محلّہ بنی عمرو میں تشریف لے گئے، تشریف آوری کی خبر سن کر حسبِ عادت بہت سے انصار جمع ہو گئے، آپ ان کی قبر پر تشریف لائے اور سب حاضرین صف باندھ کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

امام الانبیاء آئے ہیں محمدِ مصطفیٰ نے ہاتھ اٹھائے ہیں
مجھے جنت الفردوس کے فرشتے خود لینے آئے ہیں

یہ وہ حالت تھی کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بدن نہیں تو روح ضرور وجد کر رہی ہوگی۔ اس سے بڑھ کر کیا خوش قسمتی ہوگی کہ دین و دنیا کا سردار ہاتھ اٹھائے قبر پر کھڑا ہے کامل الایمان مخلص مسلمان آمین کہنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی جان نثاری اور محبت وایثار علی النفس کا انعام ملنے والا ہے، آپ نے وہ دعا فرمائی جو آج تک کسی کے لئے نہیں فرمائی تھی، اَللّٰهُمَّ الْقِ طَلْحَةَ وَاَنْتَ تَضْحَكُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ اِلَيْكَ، (اے اللہ! طلحہ رضی اللہ عنہ سے ایسی حالت میں ملنا کہ تو اسے دیکھ کر ہنستا ہو وہ تجھے دیکھ کر) یقین ہے کہ کہ سید الانبیاء کی درخواست منظور ہو کر خوش نصیب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو محبت کے صلہ اور انعام میں حق تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی کی وہ نعمت مل گئی ہوگی جس سے بڑھ کر نہ دنیا میں کوئی دولت و راحت ہے نہ آخرت میں

اور جنت میں۔ ہم بھی اس دعاء میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ رضی اللّٰہ عنہ وعن الصحابة اجمعین، وصلی اللّٰہ تعالیٰ سید النبیین والمرسلین۔

(آمین) (علماءِ دیوبند کی یادگار تحریریں، جلد ۱، ص: ۱۱۵، ۱۱۷)

☆☆☆☆

دعا دے مجھ کو اے زمینِ سخن...... کہ میں نے تجھے آسماں کر دیا

ممتاز سیرت نگار، مؤرخ وادیب، عالم بالسنۃ

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ ربیع الاول 1210ھ میں اپنے ننھیال استھانواں میں پیدا ہوئے، تعلیم کا ابتدائی دور اپنے آبائی وطن گیلان میں گزارا، 1232ھ میں دارالعلوم دیوبند سے دورۂ حدیث شریف کیا، آپ کے اساتذہ میں حضرت شیخ الہند، حضرت کاشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی وغیرہ نام نمایاں ہیں، تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ مدت رسالہ ''القاسم'' اور ''الرشید'' میں معاون مدیر کی حیثیت سے رہ کر ایسا علمی اور تحقیقی کام کیا جو کہ آپ کی پہچان بن گیا، بعد ازاں جامعہ عثمانیہ میں شعبۂ دینیات کے 25 برس تک صدر منتخب رہے، آپ کی سب سے آخری تصنیف ''سوانح قاسمی'' ہے آپ جہاں ایک نامور عالم دین تھے وہاں ادب میں بھی نمایاں مقام رکھتے تھے، آپ کے شیخ و مرشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے اکثر فرمایا کرتے تھے: مناظر احسن کے سارے مناظر احسن ہیں، گیلان ہی میں آپ کی وفات بعد طویل علالت، 25 شوال المکرم، 1305ھ میں ہوئی، رحمۃ اللہ علیہ ﴾

دیکھ لوں شہرِ مدینہ کے مناظر اک بار:۔

سفرِ حج میں آپ جب مدینہ شریف میں داخل ہوئے تو کیف کے جذبات خوب چھائے اور ایمان کا جام یوں چھلکا خود تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ہم میں سے ہر ایک دوسرے کو شاید بھول گیا، مدینۃ النبی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پہنچنے کے بعد اپنے اندر جذبات کا طوفان تھا جو ابل رہا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ آرہے ہیں، یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں، یہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں، ادھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

جذب و دیوانگی کا عالم یہ تھا کہ بقول خود مولانا مرحوم: ''جو کچھ پڑھا لکھا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا سب فراموش ہوگیا، اب تو معلم سے جو ہدائتیں مل رہی تھیں ان پر عمل ہورہا تھا چوبیس گھنٹے تک مستی وجذب کا ناقابلِ ذکر عالم رہا، اپنے بس میں کچھ تھا ہی نہیں، اس کے بعد ہوش وحواس نے کچھ انگڑائی لی اور تاریخ میں جو کچھ پڑھا تھا ذہن میں آنے لگا۔''

دہر کے بادشہوں سے مجھے کیا لینا ہے
دولتِ فقر وغنا اب مجھے راس آئی ہے
دیکھ لوں شہر مدینہ کے مناظر اک بار
شاید اسی واسطے قائم میری بینائی ہے

''حواس درست ہونے کے بعد مولانا کا حال یہ ہوا، کہ جن مقامات اور احوال کے متعلق کتابوں میں پڑھا تھا، ایک ایک چیز اور ایک ایک مقام کو تلاش کرنے لگے، اور وہاں پہنچ کر سنت کے مطابق زیارت کرنے کا جذبہ انگڑائی لیتا رہا تھا مثلاً قبا کی مسجد میں بار بار حاضری دی اور بار بار دوگانہ ادا کیا، ایک ہفتہ کے بعد دل کی کیفیت یہ ہوگئی کہ مدینہ کے سوا کچھ یاد نہ رہا ہندوستان کے اعزہ، اقرباء، جامعہ عثمانیہ کی پروفیسری، ہر چیز دماغ سے نکل گئی، یہ قطعی فیصلہ دل کا ہوا، زبان کا ہوا، ذائقہ کا ہوا ، کہ جو پانی یہاں پینے کا مل رہا ہے نہ پہلے کبھی، کسی ملک میں ملا تھا اور نہ آئندہ ملے گا...... سرور ونشاط سے دل جتنا لبریز ہوا، کبھی نہیں ہوا۔''

حضرت گیلانی کی ان تحریروں سے اندازہ لگائیں کہ محبتِ رسول اور دیارِ حبیب (ﷺ) کی محبت کا کیا عالم تھا، وارفتگی اور دیوانگی کیسی تھی، کہ وہاں پہنچ کر روضۂ مبارک دیکھ کر ساری دنیا کو بھول گئے، ساری باتیں ذہن سے نکل گئیں، محبوب اور محبوب کے دیارِ پاک کی ایک ایک چیز پر جان نچھاور کرنے کو جی چاہتا تھا، واقعہ یہ ہے کہ ایسے ہی لوگ لذتِ ایمان

سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (حیاتِ گیلانی، رحمۃ اللہ علیہ، از مفتی ظفیر الدین)

☆ اظہارِ الفت اور سلیقۂ نعتِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)

مجھے حق نے بحمد اللہ یہ اعزاز بخشا ہے
کہ نعتِ مصطفیٰ کہنے کا اک انداز بخشا ہے
تمنا داد پانے کی نہ غرّہ نعت گوئی پر
مجھے یہ دل خدا نے بے نیازِ ناز بخشا ہے

آپ نعت گوئی کا پاکیزہ ذوق رکھتے تھے اور بسا اوقات حاضرین اور خاص متعلقین کو ترنم سے سنا بھی دیا کرتے اور ساتھ ہی ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی رواں رہتے تھے ''ان نعتوں میں ان کی محبت، سوز، بارگاہِ نبوی سے عاشقانہ تعلق، بغیر کسی تکلف کے ظاہر ہوتا ہے، ہندی کے میٹھے بول، مولانا کا ترنم، اور نعت کا مضمون، ان سب نے مل کر اس میں عجیب دلکشی ور دلآویزی پیدا کر دی تھی، مولانا خود بھی اپنی آنکھوں کو قابو میں نہ رکھ سکے، اور سننے والے بھی متاثر اور آبدیدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکے''

ایک موقعہ پر اپنی نعتوں کا تذکرہ فرمایا کہ فلاں موقع سے ایک نعت کہی تھی، جو مجھے خود بہت پسند ہے، یہ کہہ کر ترنم کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا مولانا کی آواز میں بڑا سوز اور درد تھا اور کوئی شبہ نہیں کہ ان کی آواز میں بڑی جاذبیت کی شان ہوا کرتی تھی، میری آنکھیں تو اشک آلود تھیں ہی، لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا کی آنکھوں سے سیلِ رواں جاری ہے، پڑھتے جا رہے ہیں اور روتے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ سسکیاں بندھ گئیں، بس ایک وجد کا عالم طاری تھا'' (حیاتِ گیلانی، رحمۃ اللہ علیہ، از مفتی ظفیر الدین)

کتابِ سیرت، النبی الخاتم ﷺ:۔

مولانا گیلانی کی تصنیفات میں ایک کتاب ''النبی الخاتم'' بھی ہے جو سیرت نبوی پر آپ نے لکھی ہے، پڑھنے والا جب پڑھتا ہے تو اس پر جذب و مستی کا ایک عالم چھا جاتا ہے، اس قدر موثر، دلآویز، اور جامع سیرت، شاید ہی دیکھنے میں آئے، اختصار نویسی میں اپنی مثال آپ ہے مگر ساتھ ہی اثر اندازی میں بھی بے مثال، سیرت کا کوئی گوشہ مولانا نے نہیں چھوڑا، اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ رسالتِ نبوی سے مولانا کو کیسا والہانہ تعلق تھا، مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ نے درست لکھا ہے کہ:

''مولانا کی تصنیفات میں سے غالباً سب سے پہلے ''النبی الخاتم ﷺ'' پڑھی، کتاب عجیب البیلے انداز میں لکھی گئی ہے۔ خطیبوں کا جوش و برجستگی، عشاق کی مستی ووارفتگی، عقل وجذب کی لطیف آمیزش، حسبِ عادت معمولی معمولی اور مشہور واقعات سے لطیف نکتے، اور عظیم نتیجے نکالتے چلے جاتے ہیں اور اس سرعت و کثرت کے ساتھ کہ پڑھنے والا مصنف سے شکایت کرنے لگتا ہے ...... ع ...... دامانِ نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار ...... میں نے اپنی ساری عمر میں سیرت نبوی میں ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' اور ''النبی الخاتم ﷺ'' سے زیادہ موثر کتاب نہیں پڑھی، کتاب پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف علم وانشاء پردازی کی کرشمہ سازی نہیں ہے اس کے اندران کا سوزِ دروں اور خونِ جگر بھی شامل ہے''۔

(... گیلانی، رحمۃ اللہ علیہ، ص:256)

سو بار دہن صاف کرو پہلے ادب سے
پھر نام نکالو شہِ ابرار ﷺ کا لب سے
توفیق جسے صلِ علیٰ پڑھنے کی مل جائے
ہو جاتا ہے محفوظ وہ ہر رنج وتعب سے

واقعی ''النبی الخاتم'' میں یوں رقم طراز ہیں کہ قلم بھی جھوم جھوم رہا ہے اور ورق بھی شاداں شاداں اور عشق وادب کی کھیتی بھی نہال ہو کے لہک رہی ہے، سبحان اللہ، آپ بھی ذرا پڑھئے:۔ جس کے سامنے ''غیب'' جھک چکا تھا ''شہادت'' جھک چکی تھی، ملاء اعلیٰ وادنیٰ جھک چکے تھے جن جھک چکے تھے انس جھک چکے تھے دل ڈھونڈتا ہے کہ اس کے آگے جمادات بھی جھکیں، نباتات بھی جھکیں، حیوانات بھی جھکیں، درند بھی جھکیں، دَوند بھی جھکیں، پرند بھی جھکیں، الغرض جو بھی جھک سکتے ہیں سب جھکیں اور کیا یہ صرف عقل ہی کا تقاضا ہے، جن جن کے کان ہیں سنیں۔ اِلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللہ (میری طرف تشریف لائیے اے اللہ کے رسول ﷺ) حرا کی جمادی چٹانیں چلا رہی ہیں ''ثور'' کا پہاڑ بھی یہی پکار رہا ہے۔

آخر وہی مسعود ہوا جو محروم تھا حرا میں نہیں جہاں رہ چکے تھے بلکہ نئے ''غارِ ثور'' کو یہ سعادت نصیب ہوئی اور کیا صرف یہی سنایا گیا۔ کیا اسی کے ساتھ یہ بھی نہیں دیکھا گیا کہ اسی غار کے دہانہ پر جس میں ملائکہ کا مسجود تھا قدرت کا مقصود تھا ہرے بھرے درختوں کی ڈالیاں سر بسجود ہیں۔ اس نباتاتی وجود کے بعد حیوانی قوتوں کو دوندوں کی شکل میں بھی پرندوں کی شکل میں بھی محوِ نیاز ومصروف کار پایا (جلیل القدر اصحابِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، زید بن ارقم، مغیرہ بن شعبہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہم، اس کے راوی ہیں)

اسی غار میں سلیمان علیہ السلام کی چیونٹیوں کی طرح غریب مکڑیوں نے سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب ''خلو محمد یم'' صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ کے لئے وہ گھر پیش کیا جو تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور تھا لیکن آج دنیا کا یہی ''اوھن البیوت'' ''پھسپھسا گھر خدا جانے کتنے سنگین قلعوں کی بنیاد قرار پایا ...... سب سے پہلا کمزور قلعہ کیا مکڑیوں کا یہی جالا نہیں تھا؟ کون کہہ سکتا ہے کہ آج اگر یہ نہ ہوتا تو اس کے بعد جو کچھ ہوا، ہو سکتا تھا؟ چھوٹے کو بڑے بنانے والا، بڑوں کو چھوٹا بنانے والا ہمیشہ یہی کرتا رہا ہے کرتا رہے گا۔ فَسُبْحَانَ اللہِ

جَلَّتْ عَظْمَتُہٗ اور کون کہہ سکتا ہے کہ جن حماموں (کبوتروں) کی حمایت دنیا کی اسلامی طاقتوں کا آج متفقہ فیصلہ ہے۔ حرمِ کعبہ کے یہ کبوتر اسی جوڑے کی نسل سے نہیں ہیں جس نے ان طاقتوں کے پیدا کرنے والے کی کبھی حمایت کی تھی، جو جانتے ہیں (علامہ زرقانی، محدث جلیل نے یہی لکھا ہے) وہ یہی کہتے ہیں۔

پھر میں ان سے کیا پوچھوں، جو نہیں جانتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ جو سب کے لئے تھا ''عالمین'' کی اس رحمت کے لئے اگر سب ہو رہے ہیں، سانپ اور سانپ کے زہر اور اس کے لب و دندان کی جنبش سے بھاگتے ہیں۔ زمین اس کے اشارہ کے حکم سے سراقہ کے گھوڑے کی ٹانگوں کو نگلتی ہے۔ ام معبد کے خیمہ کی بانجھ بکری کا تھن دودھ سے بھرتا ہے جہاں اترنا تھا اور جہاں سے اترنے کے بعد پھر حشر ہی میں اٹھنا تھا، اس کو ایک بے زبان اونٹنی پہچانتی ہے۔

''اول'' نے ''ثانی'' سے کہا، اس ثانی سے کہا جو زندگی میں اس کا ہر بات میں ثانی تھا اور وصال کے بعد بھی ثانی ہے تو کیا یہ واقعہ نہ تھا...... اللهم صل علیه و سلم و ارض عن صاحبه......(۱)

پھر یہ نہ کہو کہ جو کچھ دیکھا گیا ہونے کے بعد ہی دیکھا گیا، حالانکہ یہی چٹیل میدان ہے جہاں دیکھنا تو کیا معنی، سوچا بھی نہیں جا سکتا لیکن جو بات سوچی نہیں جا سکتی ہونے سے پہلے دیکھی گئی اور اس یقین کی روشنی میں دیکھی گئی کہ کہا جا رہا تھا اور بغیر کسی تذبذب کے اس کو کہا جا رہا تھا، جس کا گھوڑا دھنس گیا تھا، ہنستے ہوئے امان عطا فرمانے کے بعد اسی کو فرمایا جاتا ہے کَیْفَ بِكَ اِذَا لَبِسْتَ سُوَارَی کِسْرٰی: سراقہ! تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا؟، مدلجی دہقان، سراقہ بن جعشم چکرا کر پوچھنے لگا۔ اَکِسْرٰی فَارِسَ؟: کیا ایران کا کسریٰ؟...... پھر اور کون۔ هلك كسرىٰ فلا يكون كسرىٰ بعده وقيصر لَيُهْلِكُنَّ ثم

لا یکون قیصر بعدہ [صحاح]

(کسریٰ ہلاک ہوگیا اس کے بعد کسریٰ نہ ہوگا پھر کچھ دن بعد قیصر بھی یقیناً ہلاک ہوگا پھر اس کے بعد قیصر نہ ہوگا) کے اعلان کرنے والے یتیم ابی طالب نے (سلام ہوان پر، صلوٰۃ ہوان پر)، اس وقت جواب دیا، جب قدید کے ریگستان میں قرض کی خریدی ہوئی ایک اونٹنی کے سوا اس کے پاس کچھ نہ تھا پھر جب ہونے کے اسی واقعہ کو مدینہ کی مسجد میں اس طرح دیکھا گیا کہ وہی تاج جو سونے کی زنجیروں میں بندھا ہوا، کج کلاہِ ایران کے سر پر لٹکتا رہتا تھا اسی مدلجی دہقان کے سر پر رکھا ہوا ہے (۲)۔ (النبی الخاتم (۱)، (۲) ص: ۱۱۰، ۱۱۲)

☆ ایک وقت آیا کہ خانقاہ تھانہ بھون تشریف لائے اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مسترشدین میں شامل ہو گئے، قلب اور دماغ سیرتِ نبوی پر کام کرنے سے پہلے مجلیٰ، مصفیٰ ہو چکا تھا، مصالحہ تیار تھا، صرف ماچس لگانی تھی، حکیم الامۃ نے توجہ ڈالی اور حضرت سید صاحب کہاں سے کہاں جا پہنچے، مسترشد کو اپنے مرشد پر فخر، اور مرشد کو اپنے اس مسترشد پر ناز، تھوڑے دنوں کے بعد خلافت سے نواز دیے گئے۔ سبحان اللہ

(حیاتِ گیلانی، رحمۃ اللہ علیہ، ص: 253)

نابغۂ عصر ، عالمِ متبحّر ،

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ

﴿سابق شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ﴾

﴿ آپ کا سلسلہ نسب سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے 13 ربیع الاول 1310ھ دیوبند میں آپ کی ولادت ہوئی ، حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کے آپ حقیقی بھانجے تھے ، آپ کی علمی شان مسلّم ہے ، ایک عظیم محدث ، فقیہہ اور مفسر جیسی اعلیٰ صفات کے مالک تھے ، آپ کا قلم بہت رواں تھا سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں ، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا ، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی ، سید عبدالشکور ترمذی ، احتشام الحق تھانوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) جیسے اکابر علماء آپ کے شاگردوں میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں ، آپ کی وفات 8 دسمبر 1974ء میں ہوئی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

☆" فی الجنّۃ فی الجنّۃ "

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ جس زمانے میں نحو میر ، شرح مأۃ عامل پڑھتے تھے اس زمانے میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت خواب میں ہوئی ۔ خانقاہ امدادیہ کے سامنے ایک نالہ بہتا ہے اس سے آگے میدان میں ایک ٹیلہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہیں خوبصورت نورانی چہرہ ہے لوگ جوق در جوق زیارت کو آرہے ہیں اور پوچھتے ہیں یارسول اللہ ﷺ ہمارا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ نے سب کو یہی جواب دیا" فی الجنّۃ فی الجنّۃ "

پھر آپ ٹیلے سے اتر کر خانقاہ امدادیہ کی طرف چلے اور وہاں سے حضرت حکیم الامت کے مکان پر پہنچے، میں نے دوڑ کر حضرت کو اطلاع دی فوراً باہر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کے بعد معانقہ فرمایا پھر ایک خادم کو حکم دیا کہ پلنگ پر بستر بچھا دے اور تکیہ رکھ دے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمائیں۔

تاباں کیوں نہ ہو میرے خیالوں کی انجمن　　عشقِ نبی کا دل میں درخشاں ہے آفتاب
اے عشرتِ زمانہ! مرا انتظار کر　　میں اب ہوں بارگاہِ رسالت میں باریاب

حکم کی تعمیل کی گئی اور رسول اللہ ﷺ بستر پر آرام فرمانے لگے اس وقت مجمع نہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صرف یہ عاجز (ظفر احمد عثمانی) تنہا تھا میں نے موقع تنہائی کا پاکر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَینَ اَنا ؟ اے رسولِ خدا ﷺ میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

”فی الجنّۃ“ (جنت میں)

آج اک مست تڑپتے ہوئے کہتا تھا نظامؔ
فیضِ ساقی ہے فزوں، ظرفِ قدح خوار ہے تنگ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا پڑھتے ہو؟ میں نے اپنے اسباق گنوائے۔ فرمایا پڑھتے رہو اور پڑھ کر ہمارے یہاں بھی آؤ گے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اشتیاق بہت ہے آپ دعا فرمائیں۔ فرمایا ہم دعا کریں گے۔

بندہ (مولانا ظفر احمد عثمانی) صبح کو یہ خواب حضرت حکیم الامت رحمۂ اللہ سے عرض کیا وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔ انشاء اللہ اب اس بستی سے طاعون ختم ہو جائے گا (اس وقت بستی میں طاعون کا بہت زور تھا) چنانچہ بحمد اللہ اس خواب کے بعد کسی کے مرنے کی خبر نہ آئی۔ اور پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ ۱۳۲۸ھ میں دینیات اور درسیات سے فارغ ہوتے ہی اسی

سال حج اور زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نصیب ہوگئی ۔(حکایاتِ اسلاف ص:۱۹۳، بحوالہ انوار النظر فی آثار الظفر ص۱۴)

یہ ناز ہے کہ تری آرزو میں جیتے ہیں
یہ فخر ہے کہ تری ذات سے تعلق ہے

خدمتِ حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بسی ہو، قلب وجگر لذتِ الفت سے آشنا ہو، تو محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اچھی لگتی ہے ہر سنت پر پیار آتا ہے اور آپ سے تعلق والی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے، پھر آپ کے کردار سے، گفتار سے، آپ کی احادیثِ مبارکہ سے محبت لازمی دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے اور آپ کے کلام کو شوق سے پڑھنا اور ادب وعظمت سے پڑھانا اچھا لگتا ہے اور اس میں لطف آتا ہے چنانچہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ رب العزۃ نے یہ سعادت عطا فرمائی کہ آپ نے بیس جلدوں پر مشتمل علمِ حدیث پر عربی زبان میں ''اعلاء السنن'' نامی انتہائی قابلِ دید اور رشک آمیز کتاب لکھی جس میں علمیت کے ساتھ ساتھ شیفتگی اور عقیدت کا رنگ بھی نمایاں ہے۔آپ کے علمی کام سے متاثر ہو کر حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نے ایک موقع پر فرمایا: آپ حقیقت میں نیابتِ رسول ﷺ کا حق ادا کر رہے ہیں۔

اس بچے کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا:۔

یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب سعودی عرب میں آج کی طرح دولت کی ریل پیل نہ تھی اور اس ملک کی معیشت کا دارو مدار زیادہ تر حج کے موقع پر آنے والے حاجیوں سے ہونے

والی آمدنی پر تھا آبادی بہت غریب تھی اور بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا تھا مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے میں حج کے بعد مدینہ منورہ گیا۔ ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دستر خوان کو لے کر ایک ڈھیر پر جھاڑ دیا تا کہ روٹی کے بچے کھچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جانور کھا جائیں۔

تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک خوبصورت آٹھ نو سال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے مجھے سخت افسوس ہوا بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ میں آیا اور اسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیونکہ میں ایسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولا تھا، میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا میں نے چلتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے ! تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا میں یتیم ہوں ، میں نے کہا بیٹے ! تم میرے ساتھ ہندوستان چلو گے وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا، عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا، اپنے مدرسے میں تمہیں تعلیم دوں گا جب تم عالم فاضل ہو جاؤ گے تو میں خود تم کو یہاں لے کر آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کر دوں گا۔ تم جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لے کر آؤ۔

لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس گیا وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی اس نے فوراً اجازت دیدی، بچہ فوراً آیا اور مولانا کو بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا میری ماں نے اجازت دے دی ہے پھر پوچھنے لگا: کہ آپ کے شہر میں یہ چنے ملتے ہیں جو یہاں ملتے ہیں، مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا : بیٹے! یہ ساری چیزیں وافر مقدار میں تمہیں ملیں گی۔

مولانا کا بیان ہے کہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں وہ میرے ساتھ آیا اور ٹھٹک کر کھڑا رہ گیا، سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کو

دیکھا اور مسجد کے دروازے کو، اور دریافت کیا:

بابا! یہ دروازہ...... اور...... یہ روضہ بھی وہاں ملے گا؟ میں نے اس سے کہا کہ بیٹا اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا، لڑکے کے چہرے کا رنگ بدل گیا، میری انگلی چھوڑ دی، بابا ! تم جاؤ اگر یہ نہیں ملے گا تو میں ہرگز ہرگز اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، بھوکا رہوں گا پیاسا رہوں گا اس دروازے کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس اس طرح بجھاتا رہوں گا جس طرح آج تک بجھاتا رہا ہوں یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا۔ (روشنی، آخری صفحہ، مولانا سید محمد متین ہاشمی)

طلوعِ شمس و قمر سے پہلے میں تجھ پر آقا درود بھیجوں
ہر ایک شام و سحر سے پہلے، میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں
خدا کی کتاب تو ہے مرا سارا نصاب تو ہے
حصولِ علم و ہنر سے پہلے، میں تجھ پہ آقا درود بھیجوں

☆☆☆☆☆

امام الاولیاء، قدوۃ الاذکیاء

حضرت مولانا غلام محمد دین پوری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆عرب کے ذرے ذرے سے عشق والفت:۔

اللہ تعالیٰ جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار کر دیتا ہے تو حضور کی ذاتِ بابرکات سے وابستہ ہر چیز سے دلی محبت ہو جاتی ہے، آہا! سبحان اللہ! پھر وہ کنکر بھی اچھی لگتے ہیں جو وہاں کی سرزمین کا حصہ ہیں وہاں کے ذرے ذرے سے طبیعت لطف ولذتِ ایمانی پاتی ہے..... حضرت دین پوری کی طبیعت میں سرزمینِ حجازِ مقدس پر قدم رکھتے ہی جذب و مستی اور عرب کے ذرے ذرے سے عشق والفت کی وہ کیفیت پیدا ہو جاتی تھی کہ کبر سنی ،ضعفِ پیری اور بیماری ونقاہت کے باوجود ایک ایک لمحہ بلکہ ایک ایک سانس طاعات وعبادات اور یادِ الٰہی میں گذارنے لگتے۔(یدِ بیضاء، ص:۱۹۲، از حاجی عبیدی دین پوری)

جن کے قلوب میں ہے محبت حضور کی
پائیں گے روزِ حشر، شفاعت حضور کی
قابل ہے احترام کے وہ دل بھی صاحبو
جس دل میں ہو ذرا سی بھی الفت حضور کی

☆ کچھ تأثرات آپ کے بارے میں :۔

☆......حضرت دین پوری کے چہرے پر صرف نظر ڈالنے سے کئی مقامات طے ہو جاتے ہیں ......سیدانور شاہ کاشمیریؒ، ید بیضاء ص: ۲۱۷،

☆......کاش میں حضرت دین پوری کو قادیان لے جاسکتا کیا عجب آپ کے چہرہ انور کو دیکھتے ہی تمام قادیانی امت مسلمان ہو جاتی، ....حبیب الرحمٰن کاندھلویؒ

کوئی کیا بتائے کہ چیز کیا یہ گداز عشقِ رسول ہے
جو نہاں ہو دل میں تو آگ ہے جو نظر میں آئے تو پھول ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

----------﴿حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ﴾----------

جو عز و شرف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے وہ بھلا شہنشاہیت وملوکیت میں کہاں ہے اگر بہ نظرِ غائر دیکھا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہی حقیقی شہنشاہ ہیں اور شاہان وملوک دنیائے دنی ان کی چوکھٹ کے فقیر وگدا ہیں ۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا تعلق یمن کے نہایت معزز قبیلے قضاء سے تھا اور والدہ سعدیٰ قبیلہ بنو معن سے تھیں صغرسنی کا آٹھواں سال تھا کہ ایک دفعہ وہ اپنی والدہ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے جو اپنے میکے جا رہی تھیں کہ بنو قین کے سواروں کی ایک جماعت دکھائی دی ۔ وہ غارت گری کر کے آ رہے تھے دونوں ماں بیٹا ہنسی خوشی جا رہے تھے کہ وہ غارت گران کے قریب آئے ۔ زید کو اٹھایا اور چل پڑے سعدیٰ کا کلیجہ دھک سے رہ گیا منت سماجت کی، آہ وزاری کی لیکن ان پتھر دلوں پر کچھ اثر نہ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوار زید کو لے کر نظروں سے اوجھل ہو گئے ۔ زید کا بھی بُرا حال تھا وہ زور زور سے چلا رہے تھے لیکن ماں بیٹا دونوں بے بس اور مجبور تھے سعدیٰ کو میکے جانا بھول گیا واپس لوٹ گئی اور لختِ جگر کی جدائی نے برا حال کر دیا ۔ زید کا والد حارثہ بن شرجیل بھی بیٹے کے غم میں ماہیٔ بے آب تھا اس نے زید کی تلاش میں صحرا و بیابان، جنگل اور وادیاں شہر اور بستیاں، قریے اور قصبے چھان مارے مگر بیٹے کا کہیں سراغ ونشان نہ ملا ۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور بیٹے کی تلاش وجستجو میں سرگرداں وپریشان رہا ۔ وقت کے ہم آہنگ بیٹے سے جدائی کے زخم روز افزوں گہرے ہوتے چلے گئے ۔ بنو قین کے سوار زید کو عکاظ کے میلے میں لے گئے ۔ وہاں ضروریاتِ زندگی کی اشیاء کے علاوہ لونڈی غلام بھی بک رہے تھے زید بھی بکنے والوں

میں تھے۔ حکیم بن حزام بھی وہاں موجود تھے انہوں نے بعوض چار صد درہم زید کو اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لئے خرید لیا اور لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اب زید بن حارثہ مکہ کی امیر ترین تاجرہ اور عالی حسب ونسب بیوہ خاتون کے غلام تھے اور جب وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں آئیں تو انہوں نے زید کو اپنے سرتاج پیغمبر کے لئے ہبہ کر دیا اب زید رحمت کونین کے شاہوں سے معزز غلاموں میں شامل ہو گئے۔ اور اس بات کو کئی سال بیت گئے، زید کا والدین سے جدا ہونے کا واقعہ بظاہر بڑا دردناک تھا لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ تقدیر نے اس پر کتنا احسان عظیم کیا تھا اور گھیر کر اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف عطا کیا تھا اب وہ شب وروز اپنے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف، جنت کی روح پرور راہوں پر گامزن تھے۔ وقت تیزی سے محوِ پرواز رہا، ایک سال بنی کلب کے چند آدمی حج کے خیال سے مکہ آئے تو انہوں نے والدین کے اس یوسفِ گم گشتہ کو پہچان لیا اور ان کے والد حارثہ کا ماجرۂ غم کہہ سنایا..... حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جب باپ کے دکھ کے بارے میں سنا تو اس کی تشفی کے لئے چند اشعار پڑھے اور بنی کعب کے لوگوں سے کہا کہ یہ اشعار میرے باپ کو سنا دینا۔ باپ کو جب معلوم ہوا کہ بیٹا بقید حیات ہے تو خوشی کی انتہا نہ رہی، دل چاہا کہ پر لگ جائیں اور اڑ کر ابھی مکہ پہنچ جائے۔ اس نے اپنے بھائی کعب کو ساتھ لیا اور جتنی تیزروی سے ممکن تھا اپنی گم گشتہ متاع حیات پانے کے لئے مکہ کی راہوں پر چل پڑا اور مکہ مکرمہ میں پہنچ کر کشاں کشاں بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا اور عرض کی: اے ابن عبداللہ! اے فرزندِ ہاشم! اپنی قوم کے سردار! آپ غمگین کو غم سے چھڑاتے ہیں ہم آپ کے پاس اپنے دل بند، گوشہ قلب اور پیارے لختِ جگر کے معاملہ میں آئے ہیں وہ آپ کے پاس ہے ہم پر احسان کیجئے اور اس کا فدیہ قبول کرنے میں ہمارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کیجئے! آپ نے پوچھا: وہ کون ہے؟ بتایا گیا "زید بن حارثہ" آپ نے سماعت فرمایا اور لبِ لعلیں کو جنبش دی تم زید کو اختیار دو کہ وہ کس کو ترجیح دیتا ہے اگر تمہیں ترجیح دے تو بغیر فدیہ ادا کئے وہ تمہارا ہے اور اگر اس کا فیصلہ اس کے برعکس رہا تو واللہ! میں ایسا نہیں کہ وہ مجھے اختیار کرے اور میں اس کے لئے کسی اور کو اختیار کروں۔ یہ سنا تو حارثہ بن شرجیل نے عرض کی: آپ نے تو ہمیں نصف سے زائد دے دیا اور احسان کیا۔ بعد ازاں حضرت زید کو بلایا اور دریافت فرمایا: تم ان لوگوں کو جانتے ہو؟ جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو میرے والد حارثہ اور میرے چچا کعب ہیں۔ آقائے کونین نے فرمایا: یہ تمہیں لینے آئے ہیں اب تمہیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کر و یا ان دونوں کو۔ تو تاریخ کے کانوں نے ایک اچھوتا جملہ سنا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہی میرے ماں باپ ہیں، میں آپ پر کسی اور کو ترجیح نہیں دوں گا۔ والد و چچا نے جب بیٹے کے منہ سے یہ سنا تو حیرت بندا ہو گئے اپنی سماعت پر یقین نہیں آتا تھا کہ زید آزادی پر غلامی کو فوقیت دے گا (ہاں! مگر وہ اس غلامی کی عظمت سے نابلد اور ناآشنا تھے) بیک زبان بولے: ہزار افسوس! تم آزادی، باپ، چچا اور خاندان کو چھوڑ کر غلام بن کر رہنا چاہتے ہو؟ محبت آزمائش سے گذر رہی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: ہاں میرے مالک، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہی ایسی ہے کہ ان پر میں کسی اور کو اختیار نہیں کر سکتا ان کی غلامی کا لطف صدہا آزادیوں سے بالا ہے۔

(عشقِ رسول کریم ﷺ ص: ۳۷۹)

ترجمانِ دیوبند
عاشق نبی دوعالم ﷺ

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ وقت کے عظیم محدث ،فقیہہ اور شیخ کامل تھے،آپ اواخر صفر 1269ھ مطابق اوائل دسمبر 1852ء میں اپنے ننہالی قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے ،آپ کا سلسلہ نسب دسویں پشت پر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے 1288ھ میں انیس سال کی عمر میں آپ نے درس نظامی سے فراغت پائی ،اگر چہ آپ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے مگر طبع مبارک کو جوانس اور مناسبت فقہ اور حدیث سے تھی وہ آپ اپنی مثال ہے چنانچہ آپ کے فتویٰ کی چار جلدیں اور آخر عمر کا زریں کارنامہ ''بذل المجہود فی حل ابی داؤد'' اس کا بیّن ثبوت ہے۔آپ نے مدینہ منورہ میں شاہ عبدالغنی مہاجر المجددی نقش بندی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازتِ حدیث حاصل کی ،اوقاتِ درس وتدریس اور ادائیگی معمولات میں آپ جس عزیمت و استقامت کی طبیعت رکھتے تھے اس کی نظیر شاید مشکل ہی سے مل سکے ،بہتر سال کی عمر تک تمام جسمانی کمزوریوں کے باوجود آپ قرآن پاک تراویح میں خود سناتے رہے،آپ نے 15 ربیع الثانی 1346ھ بدھ کے روز بعد عصر مدینہ طیبہ میں وصال فرمایا۔مولانا ظفر احمد عثمانی ،مولانا محمد الیاس کاندھلوی ،مفتی جمیل احمد تھانوی ،مولانا بدرِ عالم میرٹھی اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہم اللہ تعالیٰ جیسی عظیم شخصیات آپ کے تلامذہ اور خلفاء میں شامل ہیں ﴾

☆......حضور کے کمالات ذکر کرنے میں مزہ آتا ہے:۔

فرماتے ہیں :۔محبت ایک عجیب الخاصیۃ اکسیر ہے...... جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمامی کمالات جن کے ذکر کرنے سے بھی دل کو فرحت ہوتی اور مزہ آتا ہے اسی محبت کے ثمرات ہیں ،نیز یہ کہ ایمان درحقیقت اسی شدتِ محبت کا نام ہے جس کو اصطلاحِ دنیا میں عشق کہتے ہیں کہ مومن اس سے خالی نہیں ہوسکتا اور جو اس خالی ہوا سے اس کا حاصل کرنا

ضروری ہے تا کہ وہ مومن کا مصداق بن سکے۔

جس کو تمہارے عشق سے کچھ بھی مناسبت نہیں
اس کی گرہ میں کچھ بھی ہو توشۂ آخرت نہیں

(تذکرۃ الخلیل صفحہ:۳۹۹)

☆......یہ محبوب کے ہم وطن ہیں:۔

''اہل عرب کا آپ احترام بہت زیادہ فرماتے تھے بالخصوص اہل مدینہ کا، آپ کے رفقاء اور کسی جمال (اونٹ والے) میں نزاع ہوتا تو آپ جمال (اونٹ والے) کی طرف داری کرتے اور حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے کہ گوں کو ان کی قدر نہیں۔ معلوم بھی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک پہنچانے والے ہیں یہ محبوب کے ہم وطن ہیں'' (اس وقت حج کے مقامات کا یہ سفر چونکہ اونٹوں سے طے ہوتا تھا اس لئے ان اونٹ والے بدوؤں سے بعض اوقات کئی لوگ دام کی کمی بیشی وغیرہ امور میں جھگڑا کرتے تھے تو اس موقعہ پر آپ ان اہل مدینہ جمالوں کی طرف داری فرماتے) (ایضاً ص:۳۹۵)

اس راہ میں درکار ہے اخلاص وعقیدت
گلشن نظر آیا ہمیں صحرائے مدینہ
پایا لقب اے دل، یہ فقط حُبِ نبی میں
کہتے ہیں فرشتے مجھے شیدائے مدینہ

مسجدِ نبوی کی نماز سے زیادہ حضرت کو کوئی چیز پیاری نہ تھی، تمرِ مدینہ (کھجور) سے آپ کو گویا عشق تھا اور ہر نوع رغبت سے کھاتے تھے (تذکرۃ الخلیل ص:۳۹۷)

اس دل سے بہت دور ہے اللہ کی رحمت
جس دل میں نہیں الفتِ سلطانِ مدینہ

☆زندہ رہنا ہے تو انسان مدینے میں رہے:۔

عشق جاں سوز بھی عجیب چیز ہے، آپ فرماتے ہیں: جب میں سہارنپور سے رخصت ہوا تھا تو میں نے ہجرت کی نیت نہیں کی تھی اور نہ اب تک ہجرت کی نیت کی ہے کیونکہ مجھے معلوم نہیں حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک میں اس مقدس ارض کے قابل ہوں یا نہیں؟ اگر حق تعالیٰ جل شانہ کو میرے جیسے ناکارہ کا قیام اس مقدس سرزمین میں منظور نہ ہوا تو اپنے سیاہ اعمال کے ساتھ واپس آجاؤں گا (اکابر اعلماء دیوبند ص:۵۱)

مجھ خطاکار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے
یاد آتی ہے مجھے اہلِ مدینہ کی وہ بات
زندہ رہنا ہے تو انسان مدینے میں رہے

☆عشق نہیں بہانہ ساز:۔

حضرت کی عمر جب چوبیس سال ہوئی تو عشق، بحرِ بیکراں بن گیا اور حرمین شریفین کا شوق و جوش ایسا سوار ہوا کہ غیر مستطیع ہونے کی وجہ سے چند ماہ کی پیشگی تنخواہ لینا پڑی اور اپنے مرشد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اور والدین سے اجازت لے کر تنہا سفر پر روانہ ہو گئے۔

عقل ہے مصلحت نگر، عقل سے کر نہ ساز باز
دل جو کہے کر گزر، عشق نہیں بہانہ ساز

☆اگر فردوس بر روئے زمیں است:۔

''مکہ مکرمہ پہنچ کر امورِ حج سے فراغت کے بعد مدینہ پاک کی حاضری کا قصد کیا

مدینہ طیبہ کا راستہ ان دنوں خطرناک تھا اور لٹتا تھا آپ سے حضرت حاجی صاحب نے دریافت فرمایا: مولوی خلیل احمد! کہو کیا ارادہ ہے؟ سنتا ہوں کہ مدینہ منورہ کے راستہ میں امن نہیں اس لئے حجاج بکثرت واپس جا رہے ہیں

حضرت نے جواباً فرمایا اور عجیب ہی عاشقانہ جواب دیا: ''کہ حضرت میرا قصد تو مدینہ طیبہ جانے کا پختہ ہے کہ موت کے لئے جو وقت مقدر و مقرر ہو چکا وہ کہیں بھی ٹل نہیں سکتا اور اس راستہ میں آ جائے تو زہے نصیب، کہ مسلمان کو اور کیا چاہئے، اللہ کا فضل ہے کہ اس نے یہاں تک پہنچا دیا اب اگر موت کے ڈر سے مدینہ طیبہ کا سفر چھوڑ دوں تو مجھ سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا'' یہ جواب سن کر حضرت حاجی صاحب کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا''۔ (العمدہ شرح زبدہ، ص:۱۰۹)

کونین کے آقا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا تو اس نے جفا کی۔ محبوبِ خدا کا تو یہ فرمان ہو اور عشاق بھلا کیسے برداشت کر سکتے ہیں کہ حرمِ کعبہ کی حاضری تو دیں اور درِ حبیب پہ نہ جائیں اور پھر جن کا عقیدہ ہی یہی ہو کہ:۔

؎ اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

☆......اور جن کا نعرۂ مستانہ یہ ہو:۔

؎ شرق اور غرب میں بکھرے ہوئے گلزاروں کو
نکہتیں بانٹتا ہے آج بھی صحرا تیرا

جنہیں شہد سے میٹھا اپنے حبیب کا نام لگتا ہو اور جان سے بڑھ کر روضۂ خیر الانام

سے پیار ہو وہ جو دورہ کر یادِ رسول، مدحِ رسول، اور کلامِ رسولِ مقبول ﷺ سے دل کو بہلاتے ہوں وہ قریب آ کے بغیر حاضری کے کیسے لوٹ سکیں، یہی تو وہ ہستی ہے کہ جس کی محبت سے غنچے کھل اٹھتے ہیں پھول محوِ تبسم رہتے ہیں اور شجر، سایہ دار۔

بقولے حفیظ تائب......

جب چھڑے بات نطق حضرت کی
غنچۂ فن چٹک چٹک جائے
ماہِ طیبہ کا جب خیال آئے
شبِ ہجراں چمک چمک جائے
فیضِ چشمِ حضور ﷺ کیا کہنا
ساغرِ دل چھلک چھلک جائے
نامِ پاک ان کا ہولبوں سے ادا
شہد گویا ٹپک ٹپک جائے

☆ حضرت حاجی صاحب نے آپ کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا: کہ تم میرے سلسلہ کے فخر ہو مجھے تم سے بہت خوشی اور مسرت ہے (تذکرۃ الخلیل مؤلفہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی)

☆......دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ وحشم ہے:۔

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ پانچویں حج میں آپ طوافِ قدوم کے لئے حرم شریف میں داخل ہوئے تو مولانا محب الدین صاحب خلیفہ حضرت حاجی صاحب نے فرمایا دیکھو حرم میں کون آیا ہے کہ پورا حرم منور ہو رہا ہے جب آپ طواف سے فارغ ہو کر ان کے پاس گئے تو مولانا محبّ الدین صاحب نے فرمایا آہا آپ ہی تھے کہ جن کی

وجہ سے پورا حرم منور تھا (تذکرۃ الخلیل)

؎ یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشید بہ داماں
دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے

دربارِ محبوب میں حاضری کے آداب:۔

یہ گنبدِ خضریٰ ہے اسے جاں میں سمو لے
دل کھول کے اے دیدۂ پرنم! یہاں رولے
طیبہ کی ہوا ٹوٹ کے برسے میرے مولا!
جب تک یہ زمیں روح کی سیراب نہ ہولے
وارفتگی شوق کی اک اپنی ادا ہے
کانٹے رہِ محبوب کے پلکوں میں پرولے
یہ اشکِ ندامت بھی بڑی چیز ہیں احسنؔ
دربارِ رسالت میں زباں بولے نہ بولے

آستانہ محمدیہ پر حاضری کے وقت حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی آواز نکلنا تو کیا مواجہہ شریفہ کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے خوفزدہ مؤدبانہ دبے پاؤں آتے اور مجرم وقیدی کی طرح دور کھڑے ہوتے بکمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے جاتے تھے زائرین جو بے باکانہ اونچی آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھتے اس سے آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور فرمایا کرتے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور ایسی آواز سے سلام عرض کرنا بے ادبی اور آپ کے ایذاء کا سبب ہے لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔

؎ قدم اٹھائے ادب سے ذرا نسیمِ سحر!

ہیں محوِ خوابِ شہِ دو جہاں مدینے میں

ایک صاحب نے اس پر اشکال کیا کہ جسدِ مبارک تو چند دیواروں میں محفوظ ہے پست آواز کس طرح مسموع ہوگی فرمایا یہ اشکال تو چیخنے چلانے کی صورت میں بھی ہوسکتا ہے اس وجہ سے کہ باہر سے کوئی کتنا ہی زور سے چلائے اور پکارے مگر قبر کے اندر آواز نہیں پہنچے گی بھئی یہ تو خصوصیات میں سے ہے جس پر یہاں کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوسکتا۔

☆ وہ محبت جو خون کی طرح رگ رگ میں گردش کرے:۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ کی سوانح میں رقم فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طبیعت کو قدرت نے اتباعِ سنتِ نبویہ کا سانچہ بنادیا تھا اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ محبت جو خون کی طرح آپ کی رگ رگ میں جاری و ساری تھی آپ کی مبارک طویل زندگی کے لمحہ لمحہ کو ایک بے نظیر کرامت بنائے ہوئے تھی آپ کی عمر بھر دینی خدمت میں انہماک، حدیث میں تبحر، فقہ میں اجتہاد، تحریر و تقریر میں اشاعت دین، حرکت و سکوں میں اظہارِ حق، قیام و قعود میں اتباعِ سنت، لازمی و متعدی نفعِ دینی کو وہ بے پایاں سمندر تھا جس میں کوئی بھی غوطہ لگانے والا غواص موتیوں سے کبھی محروم نہیں رہا۔ اور اس بنا پر مجھے یہ کہنے کا حق ہے کہ

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۴۰۸، ۴۰۹)

☆ محبوب کا وطن، قرب و وصال کی راتیں:۔

مناسکِ حج سے فارغ ہوکر دارِ محبوب کا قصد فرمایا اور ۱۲ محرم ۱۳۴۵ھ کو حرمِ نبوی کی خاکِ پاک کو سرمۂ چشم بنانا آپ کو نصیب ہوا کہ آپ کی عمر کا سوا برس باقی رہ گیا تھا خوشی کی گھڑیاں گذرتی محسوس نہیں ہوا کرتیں یہ زمانہ آپ کے لئے ایسی فرحت و سرور کا تھا کہ

آپ کی تہتّر سال ڈیڑھ ماہ کی عمر میں کوئی وقت بھی اس کی نظیر نہیں کہا جا سکتا۔ محبوب کا وطن محبوب کا قرب، وصال کی راتیں، وصال کے دن جو کچھ بھی لذت ہو وہ تھوڑی ہے۔

اس روضۂ اقدس پہ تصدق ہو میری روح
پہنچی ہے اب اس حد پہ تمنائے مدینہ
پھولوں سے بھی خوشرنگ اس دشت کے کانٹے
گل ہائے مدینہ تو ہیں گلہائے مدینہ

پھر مشغلہ کلام محبوب کی شرح کا، کہ اسی میں ہر آن دماغ مشغول اور اسی میں زبان اور خیال منہمک، بچپن سے جس تمنا وشوق کی آگ اعشاء میں جل رہی تھی اس پر ٹھنڈے پانی کی پھوار برسی اور جس توقع وامید میں زندگی کے پل اور لمحے گذارے تھے خدا خدا کر کے اس کے برآنے کی صورت نظر آئی خدام دردِ فرقت میں بے تاب مگر آپ وہاں سے مجھے تحریر فرماتے ہیں کہ میں ابتداءِ سرف سے اس وقت تک بحمد اللہ نہائت راحت وآرام سے ہوں اور حق تعالیٰ شانہ کے اس بے انتہاء انعام پر کہ مجھ جیسے ناکارہ کو یہاں پہنچا دیا، نہائت شاداں وفرحاں ہوں۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی!

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ ۴۶۲)

☆نخلِ تمنا کی شادابی:۔

ولیٔ کامل کی خواہش دیرینہ آخر بر آئی اور اللہ تعالیٰ نے جس زمین کو طابہ فرمایا اور کونین کے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے طیبہ فرمایا اور جس کے لئے یہ دعا فرمائی کہ اے میرے اللہ! جیسے مکہ کو مکرم بنا دیا ہے ایسے ہی میرے مدینہ کو بھی محبوب ومکرم بنا

دے۔اس زمین میں دفن ہونے کی سعادت بتوفیق ایزدی آپ کونصیب فرمادی۔تذکرۃ الخلیل صفحہ ۴۴۷،میں کچھ یوں مرقوم ہے۔

''آخر آپ کا جسدِ انور جوآتشِ محبت میں گھل گھل کر مغزِ استخوان رہ گیا تھا قبۂ اہل بیت کے متصل عشاء سے قبل آغوشِ لحد کے سپرد کردیا گیا اور وہ شب،شبِ عروس قرار پائی کہ دیرینہ مراد جوصدہا مرتبہ آپ کی زبان اور قلم سے نکلی تھی کہ کاش میری مٹی بقیع کی خاکِ پاک میں مل جائے،الحمدللہ پوری ہوئی'' **فللّٰہ الحمد والمنہ**

☆عشق کی تڑپ منزل آسان کردیتی ہے:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا عشق اس درجہ میں تھا کہ آپ کی تمنا تھی کہ میری وفات مدینہ منورہ میں ہی ہو،چنانچہ آپ جب آخری بار مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے فرمایا:۔''جب کبھی حاضرِ آستانہ ہوا ہوں یہی تمنا ساتھ لے کر گیا ہوں کہ وہاں کی پاک زمیں مجھے نصیب ہوجائے اب بھی اس توقع پر جارہا ہوں کہ شاید اب میرا وقت آگیا ہو اور مدینہ طیبہ کی خاکِ پا مجھے نصیب ہوجائے اور جوارِ نبوی میں مجھ کو جگہ مل جائے''(تذکرۃ الخلیل صفحہ ۴۲۰)

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے
خوبیٔ قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے

سچ ہے کہ اخلاص سے مانگی ہوئی دعائیں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں عشق کی تڑپ منزل آسان کردیتی ہے محبت خود ہی محبوب تک پہنچنے کا اور وصل ولقاء کے لئے زینہ بن جاتی ہے۔یایوں کہئے کہ محبت خود ہی زینہ ہے اور خود ہی منزل،خود ہی تمنا ہے اور خود ہی حاصل،مچلتی ہوئی دھڑکن بھی خود ہی ہے اور لمحہ آتشِ وصال بھی خود، چنانچہ ہر خواص وعام نے دیکھا کہ آپ

کی تمنا بر آئی اور مدینہ طیبہ کی خاکِ پاک آپ کو نصیب ہوئی۔

رحمۂ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

☆ جن کی عمر بھر یہ تمنا رہی:۔

اکابر علماءِ دیوبند میں کتنے ایسے بھی گذرے ہیں کہ جن کی عمر بھر یہ تمنا رہی کہ بوقت وصال وہ کوچۂ حبیب علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں ہوں اور وہیں کی مقدس زمین کا حصہ اور پیوندِ خاک بن جائیں۔ محدثِ کبیر مولانا بدرِ عالم میرٹھی اپنے وطن سے اسی لئے ہجرت کر کے وہاں چلے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے پھر اس شرف سے بھی نوازا اور ان کی حسرتِ دیرینہ قبول فرمائی۔

حضرت نانوتوی قدس سرہٗ بھی اسی تڑپ، اخلاص اور تمنائے دردِ دل میں جذب و وارفتگی کا نمونہ بنے رہتے تھے اور اس کا اظہار اپنے اشعار میں بھی کس خوبی سے فرما گئے......

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مجھ کو مدینہ کے مور و مار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ بھی کو رحمتِ الٰہی اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے کوچہ میں لے آئی اور وہیں یہ کشتۂ عشق و وفا، ہم رنگِ خاکِ مدینہ ہو گئے حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری کو اللہ رب العزت نے یہ شرف بخشا کہ وہ بھی اسی زمین میں مدفون ہوئے، حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۂ اللہ تعالیٰ جیسی اور کئی شخصیات کو اللہ جل

جلالہ نے یہ سعادتِ عظمیٰ نصیب فرمائی واللہ ایں سعادت بزور بازو نیست بحمد اللہ بہت سے اکابرِ دیوبند ایسے گزرے ہیں جنہیں اس پاک زمین طیبہ نے اپنے آغوش میں لیا ہے اور روزِ قیامت وہ شفاعتِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی استحقاق سے سرفراز کیے جائیں گے، کتابِ ہٰذا کے چوتھے باب میں ایسی برگزیدہ ہستیوں کی فہرست بھی شامل کی گئی ہے، ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

کہاں میں کہاں نقش پائے نبی ﷺ
خود اپنے مقدر پہ حیراں ہوں میں
ہے طیبہ کے گلشن سے نسبت مری
جبھی تو سراپا گلستاں ہوں میں

وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ
واصحابہ وبارک وسلم

سُرخیلِ اولیاء، رأس الاتقیاء، عارف باللہ

شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری

رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ قصبہ جلال ضلع گوجرانوالہ میں 2 رمضان المبارک 1304ھ میں متولد ہوئے، آپ حضرت سندھی اور اپنے پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا غلام محمد دینپوری کی صحبت میں رہ کر ایک جوہر نامدار بنے، آپ نے گوٹھ پیر جھنڈا میں 1927ء میں علوم دینیہ کی تکمیل کی، فراغت کے بعد امامِ انقلاب حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی آپ کے حبالۂ عقد میں دیدی۔

اشاعتِ علومِ قرآن اور اسلام کی ترقی کے لئے آپ نے انجمن خدام الدین کا ادارہ قائم کیا بعد میں یہیں سے ایک ہفت روزہ دینی رسالہ خدام الدین بھی جاری فرمایا جو کہ تا حال جاری ہے، آپ کے ہاں پاکستان اور دیگر کئی ممالک کے طلباء وعلماء دورۂ تفسیر کے لئے آیا کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے کہ پورے قرآن پاک کا خلاصہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کو عبادت سے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوقِ خدا کو خدمت سے راضی کرلو۔ آپ بہت بڑے ولی اور نامور بزرگ تھے آج تک لوگوں نے ان کی قدر کے دیپ دلوں میں روشن کیے ہوئے ہیں، ارشاد فرماتے تھے: جو موتی اللہ والوں کی جوتیوں میں ملتے ہیں وہ بادشاہوں کے خزانوں میں بھی نہیں ملتے۔ ایک طویل عرصہ لوگوں کے دلوں کو عرفانِ الٰہی سے منور کرتے رہے۔

☆...... علامہ اقبال مرحوم نے انجمن حمایتِ اسلام کے ایک اجلاس میں مجاہدِ کبیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی جبینِ موسوی پر نگاہ ڈال کر بے ساختہ فرمایا تھا ؎

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو بخشے ہیں حق نے اندازِ خسروانہ

(حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۸۲)

آپ ذکرِ خداوندی کی لذت سے انسانیت کے قلوب روشن کرتے رہے اور محبتِ محبوب رب کی حلاوتیں بانٹتے رہے۔ ایک وقت تھا کہ بالخصوص نمازِ فجر میں شیرانوالا میں پورا لاہور اُمڈ آیا کرتا تھا اور علمِ الٰہی کی تنویر سے ضیا پاش ہوتا

تھا اور......ع......دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے......والی کیفیات خواص تو خواص عوام بھی محسوس کرتے تھے۔ ولایتِ ربانی کے تاجور کا دل عشقِ الٰہی اور الفتِ جانِ دو عالم سے بحرِ بیکراں کی صورت لبریز تھا۔ ایک فیضِ عام تھا جو ہر خاص و عام نے لوٹا اک کیف و سرور تھا جو روح میں اتر جانے والا تھا۔ بقولے......

کس کو نصیب ہے یہ ذوق کس کو بتاؤں عارفیؔ　　کتنا سرور وکیف ہے عشقِ جگر گداز میں

عشق و معرفت کا یہ سورج اپنی یادگار کرنیں بکھیرتے رفتہ رفتہ ڈھل گیا، 17 رمضان المبارک 1383ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور وقتِ آخر، اللہ نے وہ عزت افزائی کی کہ قبر کی خوشبو نے چہار دانگ عالم تمغۂ رضاء الٰہی کا گویا اعلان کر دیا۔ ❁

عارفیؔ از بس ہیں نازک یہ رموزِ حسن و عشق　　کون سمجھے گا یہ باتیں اور سمجھائے گا کون

☆......روضۂ اطہر کے اندرونی جانب کی خاکِ پاک:۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل کے افراد حرمین شریفین (خانہ کعبہ اور مسجد نبوی) خاکروبی کے عہدے پر فائز ہیں اور آغا کے لقب سے پکارے جاتے ہیں مستقل طور پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں معتکف ہیں۔ روضہ اطہر کی جالی کے اندر قبر شریف کے تعویذ پر آویزاں غلافِ خاص کی جھاڑی ہوئی خاکِ پاک ایک آغا نے حضرت اقدس لاہوری رحمہٗ اللہ تعالیٰ کو بطور ہدیہ عنایت فرمائی۔

آپ نے جوشِ عقیدت میں اسے سرمہ میں شامل کر لیا۔ نوعمری میں فالج کے حملے کا علاج حکیم اجمل خاں رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا جس سے اگرچہ مرض سے کامل چھٹکارا مل گیا تھا لیکن دور و نزدیک کی بینائی متاثر رہی اور مستقل چشمہ استعمال کرنا پڑ رہا تھا خدا کی قدرت روضۂ اطہر کی خاک پاک ملا ہوا سرمہ استعمال کرنے سے بینائی بالکل ٹھیک ہوگئی چشمہ اتر گیا۔ ہلالِ عید بلا تکلف آرام سے دیکھ لیتے تھے پھر تاحیات چشمہ کی ضرورت نہ پڑی۔

؎ خاکساری در مدینہ فخرِ من

سرمۂ چشم است خاکِ کوئے تو

(حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۸۵)

☆……حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا فخر:۔

برادرانِ ملت! وہ کونسا کلمہ گو ہے جسے خیر الخلائق سید البشر خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پر فخر نہیں، ہر مسلم، حضور سراپا نور کے وجودِ باجود کو ابرِ رحمت خیال کرتا ہے یہی نہیں بلکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں ﷺ مسلمانوں کو حضور سراپا نور کے ظہور کی خوشی اس لئے ہے کہ آپ کی برکت سے انہیں وہ آبِ حیات ملا جس سے وہ دنیا میں مردہ قوم سے زندہ قوم بن گئے ذلیل سے عزیز قوم بن گئے مفسد سے مصلح بن گئے راہزن سے محافظ بن گئے چور سے پاسبان بن گئے بد اخلاق سے با اخلاق بن گئے بد امن سے امن پسند اور غیر متمدن سے متمدن اور بت پرست سے خدا پرست بن گئے ……امتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام کے ہر فرد پر لازم ہے کہ ان کمالاتِ محمدیہ کا مظہر و مترجم بنے اسی حالِ محمدی کو سب سے پہلے اپنا حال بنائے اور بعد ازاں اس قول و فعل محمدی کو اپنا فرض قرار دے۔

(سوانح حضرت لاہوری: ص ۳۵۰، از ڈاکٹر لعل دین اخگر)

☆ وہ تحفہ اور تبرک جو رسول پاک ﷺ لائے:۔

روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ رسول خدا بارگاہ ایزدی سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے ہیں لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ تحفہ اور تبرک جو رسول پاک ﷺ لائے ہیں اس کو قبول کرے اور اسی تحفۂ معراجیہ کو تادم لحد ہاتھ سے جانے نہ دے جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا گویا وہ معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور حضور انور ﷺ کا وہ ہاتھ جو اپنی امت کے ہر کلمہ گو کو تحفۂ معراجیہ دینے کے لیے بڑھا ہوا ہے اس سے تحفہ لینے

سے انکار کر رہا ہے (رسالہ تحفۂ معراج ص:۱۵)

☆ محسنِ امت، صلی اللہ علیہ وسلم:۔

دنیا میں سب طمع کے یار ہیں بے طمع کا یار صرف اللہ ہے جو سب کچھ دیتا ہے لیکن کچھ نہیں لیتا پھر بے طمع کے یار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ شفاعت کئے بغیر چین نہیں لیں گے یا پھر بے طمع کے یار اللہ والے ہیں باقی سب طمع کے یار ہیں بیوی اولا داور برادری اور برادری تو ایسی ہے کہ اپنے بدن کے گوشت کا قیمہ بنا کر انہیں کھلا دیں تو بھی کوئی خوش نہ ہو (اکابر علماء دیوبند ص:۳۰۴)

☆ حضور پاکیزہ خوشبوؤں کا منبع تھے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پاکیزہ خوشبوؤں کا منبع تھے اور جس گلی سے گذر جاتے وہ خوشبو سے بس جاتی بعد میں آنے والا بجا طور پر یہ پہچان لیتا کہ یہاں سے کونین کے آقا کا گذر ہوا ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ بعد وصال بھی یہ کمال دیکھنے کے لائق رہا نبوت کی لاڈلی دختر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ماذا علیٰ من شمّ تربة احمد ﷺ

ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا

(جس نے احمدِ مجتبیٰ ﷺ کے مزار پر انوار کی مٹی سونگھ لی اس کا کیا کہنا وہ آئندہ کبھی بھی کسی قسم کی خوشبو نہیں سونگھے گا)

اور اردو کے ایک شاعر نے یوں لب کشائی کی ہے:۔

یہ خوشبو مجھے مانوس سی محسوس ہوتی ہے

مجھ تو یہ مدینے کی گلی محسوس ہوتی ہے

عشق کے ایک اور شناسا نے یوں مدح سرائی کی ہے:۔

پھر تصور میں مدینے کے وہ رستے آگئے

پھر مجھے فردوس کے آثار یاد آئے بہت

کسی نے یوں نوائے عشق کو دادِ تحسین دی

آپ آئے تو دو عالم میں بہار آئی ہے

پھول مہکے ہیں ستاروں نے ضیاء پائی ہے

آپ کے حسن کی قرآن میں خود خالق نے

کئی رُخ سے رُخِ انور کی قسم کھائی ہے

☆......فردوسِ بریں کی خوشبوؤں کا سفر، صحابی کا واقعہ:۔

خوشبوئے مصطفےٰ کا تو کہنا ہی کیا، جسے فردوسِ بریں بھی ترستی ہے۔ تاریخ تو ابھی وہ واقعہ بھی فراموش نہیں کرسکی اور نہ ہی رہتی دنیا تک فراموش کر پائی گی کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر کی مٹی جب ہاتھ میں لی گئی تو وہ مٹی مثلِ مشک خوشبو دینے لگی۔ نیز ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ کے چہرۂ انور اور رخسارِ اطہر پر مسرت کے آثار نمایاں ہوئے اور آپ فرمارہے تھے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ (زرقانی ج ۲ ص ۱۴۳، حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص: ۸۶۸ بحوالہ ابن سعد)

☆......امام بخاریؒ کی قبر خوشبو سے بارونق:۔

پھر چشمِ فلک ترستی ہی رہی اس جاں نواز لمحے کو۔ تا آنکہ وہ وقت آیا امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ الباری، کا وقتِ وصال آیا اور نمازِ جنازہ کے بعد جب ان کو قبر میں رکھا گیا تو اس سے کستوری کی طرح خوشبو پھیلنے لگی اور یہ سلسلہ کافی دنوں تک رہا لوگ

آپ کی قبر مبارک پر آ کر اس مٹی کو لے جاتے رہے اور شانِ خداوندی اور احسانِ کریمی پر تعجب کرتے رہے۔

ابن حجر عسقلانی نے اس کو اپنے قلم سے یوں رقم کیا ہے "ولما صلّٰی علیہ ووضع فی حفرتہ فاح من تراب قبرہ رائحۃ طیبۃ کالمسك و جعل الناس یختلفون الیٰ قبرہ مدّۃ یأخذون من تراب قبرہ و یتعجّبون من ذلك" (مقدمہ فتح الباری، ص ٤٩٤، بحوالہ رحمت کائنات)

(ترجمہ: جب امام بخاری علیہ الرحمۃ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور انہیں قبر میں رکھ دیا گیا تو قبر سے مشک و عنبر جیسی خوشبو پھیلنے لگی...... لوگ قبر کی مٹی لے جاتے، سونگھتے اور اس پر تعجب کرتے۔)

☆......ولی کامل کی قبر سے خوشبو، پروانۂ رضاءِ الٰہی:۔

اور ہاں پھر دنیا نے ایک وہ جاں نواز وقت اور خوش کن منظر بھی دیکھا کہ جب اس عاشقِ حبیبِ کبریا ﷺ، ولی کامل، کا وصال ہوا تو تقریباً دو سال تک آپ کی قبر مبارک سے عجیب پر کیف سی خوشبو آتی رہی جس سے لاکھوں انسانوں نے اپنے دل و دماغ کو ظاہری اور باطنی انوار سے معطر کیا سائنس دانوں نے تجربہ گاہوں میں اس مٹی کا تجزیہ بھی کیا اور یہ فیصلہ بھی دیا کہ یہ خوشبو کسی دنیاوی مادی چیز کی نہیں بلکہ اس کا تعلق دوسرے جہان سے ہے۔

ع............حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی

گویا رب العالمین نے یہ دکھا دیا کہ جو میرے خاص بندے اور ولی ہوتے ہیں، میرے حبیب صلی اللہ علیہ کے متبع اور سچے عاشق و جاں نثار ہوا کرتے ہیں زندگی تو کیا موت کے وقت بھی ہمارے ہاں ان کا خاص استقبال و اعزاز ہوتا ہے۔ بقولے ع عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اے دل ہے کس خیال میں غلطاں ادھر تو دیکھ

اک عاشقِ رسولؐ کی شانِ سفر تو دیکھ
یہ وجہِ اِتّقاء ہے یہ ہے برکتِ علوم
شاہوں کی موت کو بھی یہ ملتا نہیں ہجوم
ایسا عظیم صاحبِ ایمان کہاں سے آئے
اس شان کا مفسّرِ قرآن کہاں سے آئے
سینوں میں سوزِ عشق و وفا عام کر گیا
تفویض جو ہوا تھا اسے کام کر گیا

☆ ایک اور مجاہدِ ختمِ نبوت، تین روز تک خوشبو آتی رہی:۔

بہشتِ بریں کی خوشبو کا ایک اور مشام نواز جھونکا، ملاحظہ فرمایئے، مولانا محمد شریف بہاول پوری رحمۃ اللہ علیہ ختم نبوت کے شیدائی وفدائی تھے حیاتِ مستعار کی ساری بہاریں تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کردیں سرائیکی زبان کے بہترین خطیب تھے اس مجاہدِ ختمِ نبوت کا جنازہ بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے اٹھا تدفین کے بعد آپ کی قبر مبارک سے تین روز تک خوشبو آتی رہی۔ (بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت، جلد 11 شمارہ نمبر 38)

☆......نور کی قندیلیں روشن ہیں:۔

خاندانِ نقش بندیہ کے سرخیلِ اولیاء، شیرِ ربانی، حضرت میاں شیر محمد قدس سرہٗ اکثر وبیشتر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درسِ قرآن میں تشریف لاتے اور فرماتے ’’میں شیرانوالا کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فرشِ زمین سے لے کر عرشِ بریں تک نور کی قندیلیں روشن ہیں اور دنیا کو منور کر رہی ہیں‘‘ (حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات، صفحہ ۶۳)

☆......سنتِ رسول اور اپنی عاجزی کا بیان:۔

ماسٹر شیر محمد راوی ہیں کہ میں ایک تبلیغی جلسہ میں چک جھمرہ ضلع فیصل آباد گیا۔ جلسے کے اختتام پر چند علماء حضرات، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا گیا کہ حضرت ہمیں کوئی نصیحت فرمایئے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔'' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری پونجی مسکینوں، غریبوں اور یتیموں پر خرچ کر دیتے تھے بلکہ قرضِ حسنہ لے کر بھی اہل حاجت کی مدد فرماتے۔ میں نے کئی بار ارادہ کیا ہے کہ اپنے گھر کا دروازہ کھول دوں اور مساکین سے کہوں کہ جو جس کے ہاتھ لگے، لے جاؤ مگر ہمت نہیں پڑتی۔ لہٰذا عزیزو! جو شخص خود ایک سنت پر عمل کرنے سے قاصر ہو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔ (حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۲۶۲)

☆......ناموسِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ:۔

عشقِ نبوی اور تحفظِ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے اکابر پیش پیش رہے ہیں سر جھکانے کا موقع ہو یا سر کٹانے کا وقت آئے کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء کے شروع میں میکلیگن انجینئرنگ کالج لاہور کے انگریز پرنسپل نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ اظہارِ خیال کیا۔ مسلمان طلباء نے اس نازیبا حرکت پر فوری طور پر سخت احتجاج کیا مگر ان کے احتجاج کا خاطر خواہ جواب نہ ملا انہوں نے ہڑتال کر دی لیکن ہندو ،سکھ اور عیسائی باشندگانِ ہندوستان نے پرنسپل کی حمایت کی۔ اس واقعہ کی خبر جب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ نے سنی تو آپ فوراً میدانِ عمل میں نکل پڑے اور طلبہ کی اعلانیہ پشت پناہی کی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مبارک تحریک میں پوری شد و مد سے شامل ہو گئے۔

مولانا کی قائدانہ صلاحیتوں اور بے پناہ قوتِ عمل نے اس واقعہ کو جسے حکومت

درخورِ اعتنا نہیں سمجھتی تھی ایک تحریک کی صورت میں تبدیل کر دیا۔آپ نے جون جولائی اور اگست میں متعدد بار تقاریر فرمائیں جس سے مسلمانانِ پنجاب میں جوش وخروش پھیل گیا۔ حکومت نے مولانا لاہوری کو گرفتار کرلیا لیکن عوام کا بے پناہ سیل تھم نہ سکا۔ بالآخر حکومت کو جھکنا پڑا اور 26 دسمبر 1931 کو مولانا اور دیگر اسیران، قیدِ فرہنگ سے رہا کر دیے گئے۔

(حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات صفحہ:۲۹۶)

☆......عاشقانِ ختمِ رسالت اور 1953 کی تحریک:۔

لاہور کے گلی کوچے اور مغربی پاکستان کی فضا اب بھی گواہ ہے کہ جب اس مردِ درویش نے ۱۹۵۳ء کی تحریک میں دیوانہ وار، عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے مسلمانوں میں ایک جوش وولولہ پیدا کر دیا تو تحریک کا رنگ ہی بدل گیا، عاشقانِ ختمِ رسالت اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ عمل میں آگئے اور نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر پروانہ وار نثار ہوئے۔ مسلمانوں نے لاتعداد گرفتاریاں پیش کیں اور مغربی پاکستان کی جیلیں مسلمانوں سے بھر گئیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو باوجود پیرانہ سالی کے جیل میں طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ آپ کو زہر بھی دیا گیا مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے...... آپ کے پایہ استقلال میں رائی بھر لغزش نہ آئی۔

قطبِ العالم حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری فرماتے تھے کہ امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ تعالٰی کا تحریک میں شامل ہونا اور گرفتاری پیش کرنا ہی دراصل تحریک کی کامیابی تھی ......۱۹۵۳ء میں تحفظ ختمِ نبوت کی پاکستان گیر تحریک کے وقت آپ گرفتار ہوئے کسی صاحبِ دل نے لاہور کے ریلوے اسٹیشن پر آپ کو ہتھکڑی لگے ہوئے دیکھا تو بے ساختہ پکار اٹھا" یہ پیرانہ سالی میں اپنے ہاتھوں میں عصا سنبھالے ہوئے مولانا احمد علی تو نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے امام احمد بن حنبل ہیں"۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

مجمعِ اوصاف تھی لاریب ان کی شخصیت
وہ مفسّر، وہ مصنّف، وہ مجاہد، وہ ولی
قسمت پہ کیوں ناز نہ کرے غلامِ مصطفیٰ
سب کچھ اسے مل گیا جو جہاں میں تھا

☆......آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کا سوال ہے:۔

ہمارے اکابر کی شان دیکھئے الحمد للہ ، اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے، اپنے قرآن کے لئے، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے لئے ہر دور میں، ہر حال میں، ہر طرح سے قربانی کیے لئے انہیں قبول فرمایا ہے، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے شرفِ قبول کی واضح علامت ہے۔

سرگودھا میں ختمِ نبوت کانفرنس تھی حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت کا وعدہ فرمایا ہوا تھا مگر اچانک صاحبِ فراش ہو گئے ادھر کانفرنس شروع ہوگئی سب ساتھی مایوس تھے کہ حضرت شرکت نہ فرماسکیں گے مگر حضرت جی کار پر تشریف لے آئے تھوڑی دیر تقریر فرمائی اور فرمایا اگر میں اس سے زیادہ بھی بیمار ہو جاتا تو سیکنڈ کلاس کی سیٹ ریزرو کرا کے لیٹ کر آتا اور آ کر اسٹیج پر لیٹا رہتا تا کہ میری حاضری شمار ہو جائے۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا مسئلہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا سوال ہے کسی حال میں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہتا۔ (حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات صفحہ:۳۰۱)

ذرے تھے راہِ شوق میں مہتاب و آفتاب — اللہ رے یہ شان رسالت مآب کی
قرآن جس کی شان میں اترا ہے عرش سے — میں نے اسی کے نام حیات انتساب کی

☆...... "صَدَقُوا فِی الْوُصُولِ لٰکِنْ اِلَی السَّقَر" ایک حقیقت:۔

حضرت کی شان ایک شیخ کامل کی سی تھی، تزکیۂ باطن، غلبۂ محبت، اور زھد وتقویٰ جیسی عظیم صفات میں کامل واکمل تھے۔ نیز مصنوعی پیروں کا خوب رد بھی فرمایا کرتے تھے کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بیچ کھانے والے ہیں شریعت وطریقت کے ڈاکو ہیں۔ ایک موقعہ پر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ سنایا کہ ...... ایک شخص نے آ کر حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضرت جی! مسلمانوں کے اندر ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے "نحن وصلنا، فلا حاجۃ لنا الی الصّلوۃ والصّیام" "ہم پہنچے ہوئے ہیں اب ہمیں نماز روزوں کی ضرورت وحاجت نہیں حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ یہ سن کر آپے سے باہر ہو گئے اور چہرہ حمیت وغیرتِ دین کی وجہ سے انار کی طرح سرخ ہو گیا اور فرمایا "صَدَقُوا فِی الْوُصُولِ لٰکِنْ اِلَی السَّقَر" "ہاں وہ پہنچ گئے ہیں لیکن جہنم میں پہنچ گئے ہیں پھر جلال میں آ کر فرمایا: وَاللّٰہِ لَوْ عِشْتُ اَلْفَ سَنَۃٍ مَا تَرَکْتُ اَوْرَادِی "خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہزار سال کی زندگی بھی دے تو میں فرائض وواجبات کا ترک تو کجا اپنے اختیاری اوراد ووظائف کے اندر بھی کوتاہی نہیں کروں گا۔ (ہفت روزہ خدام الدین، حضرت لاہوری نمبر، صفحہ:۵۴۴)

مبلغِ اسلام، چراغِ فکر و آگہی

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیوہاروی نے بڑی ہی عقیدت کے ساتھ اور محبت و عظمت کے قلم کے ساتھ سید الرسل فخرِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ رقم کی اور اس کا نام رسولِ کریم رکھا اس کے آغاز وانتساب میں بڑی محبت بھری بات لکھتے ہیں:۔ ''ایک گناہ گار امتی شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں نذرِ عقیدت کا یہ ہدیہ پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں اور روزِ قیامت آغوشِ رحمت وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین میں پناہ چاہتا ہوں''

جن کے قلوب میں ہے محبت حضور کی
پائیں گے روزِ حشر، شفاعت حضور کی
اس سے بھی بڑھ کے ان کی بڑائی ہوا اور کیا
دی سارے انبیاء نے بشارت حضور کی

خوشبوئے جسمِ اطہر:۔

صفحہ ۲۴۸ پر روح پرور انداز میں نکتہ آفرینی فرمائی:۔

قدرت نے اس مقدس وجود کو بعض ایسے خصائص عطا فرمائے۔ جن کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی، جسم مبارک کی نظافت ولطافت کا یہ عالم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں آپ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو مہکی تھی کہ میں نے ایسی خوشبو نہ مشک میں پائی نہ عنبر میں ،امام بخاری اپنی تاریخِ کبیر میں لکھتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کوچہ اور گلی میں گذر ہو جاتا وہ کوچہ خوشبو سے مہک جاتا تھا ہر شخص اس خوشبو کی وجہ سے جان جاتا تھا کہ آپ کا یہاں سے گذر ہوا ہے جسمِ اطہر کی یہ خوشبو دراصل کسی مصنوعی اور خارجی خوشبو کی منت کش نہ تھی بلکہ قدرتِ الٰہی نے آپ کے جسمِ مبارک میں یہ وصف خلقۃً ودیعت کیا تھا پھر اس پر شرعی احکام نظافت نور علیٰ نور کا کام دیتے ہے

قسمت سے ایک روز گلے مل لئے تھے وہ
خوشبو بسی ہوئی ہے ابھی تک نفس نفس

☆ محبت ہمارا ایمان ہے :۔

صفحہ ۲۹ پر رقم فرماتے ہیں :۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عام کرنا یہ ہے کہ انصاف پسند طبائع اس کے مطالعہ سے یہ اندازہ کر سکیں کہ خدا کا یہ پیغمبر ،اخلاقِ حسنہ ،اوصافِ حمیدہ ،علمی وعملی کمالات اور اصلاحِ عالم میں کیا درجہ رکھتا ہے....اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ خدا کے اس پیغمبر کی سوانح حیات کا مطالعہ کرے کیونکہ اس کی محبت ہمارا ایمان ہے اور اس کا ذکر ہماری جان ،اس کی سیرت ہماری فلاحِ دارین ،اور نجاتِ ابدی کا باعث ہے اور اس کی حیاتِ طیبہ ہماری علم وعملی زندگی کے لئے دلیل راہ"۔

☆☆☆☆☆☆☆

عاشقِ قرآن وسنت، امیرِ شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ بروز جمعہ بوقت سحر پٹنہ صوبہ بہار، بھارت میں پیدا ہوئے، آپ کا سلسلۂ نسب 36 ویں پشت پر نواسۂ رسولِ مقبول، سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے، دینی تعلیم کے بعد روحانی تربیت کے لئے آپ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے بیعت ہوئے اور ان کے وصال کے بعد آپ حضرت اقدس مولانا عبد القادر رائے پوری سے بیعت ہوئے، رحمہما اللہ تعالیٰ۔

آپ ایک شعلہ بیان مقرر اور انتہائی خوش آواز قاری تھے، بصارت و بصیرت، عشق ومحبت، کیف و سرور اور وجدان کی زندگی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ رحمتِ کون ومکان سے حد درجہ عشق ومحبت اور وارفتگی و شیفتگی آپ کی زندگی کا بیش قیمت سرمایہ تھا جب کبھی طبیعت بے کیف ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر و تذکرہ سے پر کیف ہو جاتی، آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے اس انتہائی محبت کا ایک اثر یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ کے متعلق عقیدہ ختمِ نبوت سے انتہائی گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ انگریز اور ختمِ نبوت کے مخالفین سے حد درجہ نفرت آپ کا وطیرہ تھا، آپ کی وفات 21 اگست 1961ء میں ہوئی......

آپ کی رعنا طبیعت کا ایک زمانہ گواہ ہے لیکن اس کے باوجود، جونہی انگریز اور ان کے وفاداروں، گویا اسلام کے غداروں کا سامنا ہوتا یا ان کا موضوع چھڑ جاتا تو حضرت شاہ صاحب سیفِ بے نیام ہو جاتے ایک للکار اور یلغار کی صورت بن جاتے بہر حال یہ سب کچھ کونین کے آقا ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت ہی کا اثر تھا۔

ہم نے ہر دور میں تقدیسِ رسالت کے لئے
وقت کی تیز ہواؤں سے بغاوت کی ہے

توڑ کر سلسلۂ رسمِ سیاست کا فسوں !
اک فقط نامِ محمدؐ سے محبت کی ہے

☆......عشق ہے ناتمام خونِ جگر کے بغیر:۔

مولانا سید محمد طیب ہمدانی (قصور) فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی گونگا تھا اس لئے ہم نے اسے کوئی ہنر سکھانا چاہا تو اس نے ''جفت سازی'' کے فن کو پسند کیا اور اس میں خوب مہارت حاصل کر لی ۔اس نے ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کی تصویر دیکھی تو مجھ سے دریافت کیا کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بنا سکتا ہوں پھر ایک روز وہ اسی نقشہ کے مطابق نعلین بنا کر لے آیا اور مجھے پہنا دیئے اور بہت خوش ہوا کچھ روز کے بعد حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قصور تشریف لائے تو ہمارے ہاں قیام فرمایا۔

اسی دوران انہیں غسل خانہ جانے کی ضرورت پڑی تو میں نے وہی جوتے آگے کر دیے ۔آپ جوتے دیکھتے ہی ٹھٹھک گئے اور فرمایا: ہمدانی! یہ تو بالکل میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کے نقشہ کے مطابق ہیں میں نے ساری بات بتا دی فوراً جھکے اور نعلین اٹھا لئے فرمایا: ظالم! یہ نعلین پاؤں میں پہننے کے لئے نہیں یہ کہہ کر وہ نعلین اپنے سر پر رکھ لئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بار بار کہتے جا رہے تھے...... یہ سر پر رکھنے کے قابل ہیں، ...... یہ سر پر رکھنے کے قابل ہیں۔

پھر غسل خانہ میں جا کر ان جوتوں کو اپنے ہاتھوں سے خوب دھو کر صاف کیا ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی کہنے لگے ہمدانی یہ جوتے مجھے دے دو۔ میں نے عرض کیا ضرور شاہ جی۔ بلکہ یہ تو مجھ پر احسان ہوگا۔ (بخاری کی باتیں، ص:۱۵۷)

جب ان کا ذکر ہو دنیا سراپا گوش ہو جائے
جب ان کا نام آئے مرحبا ! صلِّ علیٰ کہیے

مری سرکار کے نقشِ قدم شمعِ ہدائت ہیں
یہ وہ منزل ہے جس کو مغفرت کا راستہ کہئے

☆ یہ معاملہ عقل وخرد کا نہیں، عشق کا ہے:۔

''خدا کی عبادت، رسولؐ کی اطاعت، انگریز کی بغاوت، یہ میرا ایمان ہے اور رہے گا۔ خدا معبود ہے محمدؐ محبوب ہیں اور انگریز مغضوب ہے۔ خدا کو جو جی میں آئے کہو اس کا محاسبہ وہ خود کرے گا۔ مگر حضور کے متعلق سوچ لینا یہ معاملہ عقل وخرد کا نہیں، عشق کا ہے...... عشق پر زور نہیں ہوتا اور نہ اپنے پر اختیار۔ پھر یہ نہیں سوچا جائے گا کہ قانون کیا کہتا ہے اور زمانہ کیا چاہتا ہے...... پھر جو ہونا ہوگا ہو جائے گا اور جو ہوگا دیکھا جائے گا۔''

☆ آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرضِ خطر میں ہے:۔

راجپال نامی ایک ہندو ناشر جس نے رحمت کل جہاں، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک توہین آمیز کتاب لکھی تھی ۱۹۲۷ء میں جب لاہور ہائی کورٹ نے اسے چھوڑ دیا تو مسلمانوں میں ایک شدید اضطراب کروٹیں لینے لگا اس خاص موقعہ پر شاہ جی نے حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں احاطہ عبدالرحیم لاہور میں ایک ایمان پرور خطاب فرمایا جس کے نتیجے میں آقا علیہ السلام کے ناموس کی خاطر لوگ جانیں لٹانے کے لئے آمادہ نظر آئے...... دورانِ خطاب آپ نے فرمایا:

اے مسلمانانِ لاہور!

آج جنابِ رسول اللہ ﷺ کی آبرو تمہارے شہر کے ہر ہر دروازے پر دستک دے رہی ہے آج ناموس محمدی کی حفاظت کا سوال درپیش ہے اور یہ سانحہ سقوطِ بغداد سے بھی زیادہ غمناک ہے۔ زوالِ بغداد سے ایک سلطنت پارہ پارہ ہوگئی تھی مگر تو

ہینِ رسول ﷺ کے سانحہ سے آسمانوں کی بادشاہت متزلزل ہو رہی ہے آج آپ لوگ جناب فخرِ رسل رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو برقرار رکھنے کے لئے جمع ہوئے ہیں جنس انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے آج اس جلیل القدر ہستی کا ناموس معرض خطر میں ہے۔ جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ (شاہ جی ص:۱۱۴)

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ اسی ایک رات میں ہزاروں مسلمانوں نے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گرفتاریاں پیش کیں اور کئی پردہ نشین خواتین نے اپنے بچے حضرت امیر شریعتؒ کے قدموں میں ڈال دیے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ناموس پر قربان کردو۔ حضرت امیرِ شریعت بھی گرفتار کر کے جیل بھیج دیے گئے تھے آپ کی گرفتاری سے تحریک نے طوفان کی شکل اختیار کر لی اور گورنمنٹ برطانیہ کو مجبور ہو کر داعیانِ مذاہب کی عزت کی حفاظت کا قانون بنانا پڑا۔

ہلا نہ سکیں مجھے گردشیں زمانے کی
تھی کس غضب کی کشش تیرے آستانے کی

☆ عاشقانہ تقریریں اور عشق ومحبت کی آگ:۔

حضرت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ اور عاشقانہ تقریروں سے جن مسلمانوں کے دلوں میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت کی آگ بھڑکی تھی ان میں سے تین سرفروشوں نے راجپال پر یکے بعد دیگرے حملے کئے۔ خدا بخش اور عبدالعزیز کے وار خطا گئے اور یہ سعادت غازی علم الدین شہید کے حصہ میں آئی کہ اس کے ہاتھ سے راجپال جہنم رسید ہوا اور علم الدین نے تختہ دار پر جھول کر گوہرِ مقصود کو پالیا اس کی موت آئی اور حیاتِ جاوداں کا پیغام لے کر آئی......

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تقسیمِ ملک کے بعد حضرت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ سیاسیات سے الگ ہو کر جناب رسول اللہ ﷺ کی ختمِ نبوت کی حفاظت پر ہی کمربستہ ہو گئے ملک بھر کے دورے کئے اور ناموسِ رسول ﷺ کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کو بیدار کیا جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوت چلی عقیدہ ختمِ نبوت کی حفاظت کے لئے بے شمار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا اور ہزاروں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

☆ میں تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوں:۔

حافظ الحدیث والقرآن، ولی کامل، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو آقا رسالت مآب ﷺ سے ایک نا قابل بیاں حد تک محبت تھی اور اکثر مدینہ طیبہ کے اسفار کے خواہاں رہتے تھے اسی طرح ایک سفر میں جب آپ مدینہ طیبہ میں موجود تھے تو خواب میں کائنات کے آقا، نبیوں کے امام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے شرفیابی ہوئی۔ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ پاکستان جا کر میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کو سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ ختمِ نبوت کے مسئلہ پر خوب کام کریں اور میں تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوں۔

حضرت درخواستی نے آکر شاہ جی کو سلام و پیغام دیا تو شاہ جی وجد و سرور میں آکر بار بار پوچھتے کہ مولانا! آقا علیہ السلام نے میرا نام بھی لیا تھا؟ حضرت درخواستی اثبات میں جواب دیتے تو حضرت شاہ صاحب اور مسرور ہوتے۔ (بحوالہ: ایمان پرور یادیں)

ے تیرا ملنا خواب تھا لیکن!

عمر بھر لطفِ کیفِ خواب رہا

شاہ جی پیکرِ عشق تھے آپ کا ہر خطاب نرالا ہوا کرتا تھا ہر تقریر میں عشق و محبت کے

موتی رولتے تھے۔ایک موقعہ پر فرمایا:

''ہم محمد ﷺ کی بے حرمتی کرنے والی کسی تحریر کو دیکھ نہیں سکتے ہم یقیناً ہر اس اخبار کو جلائیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملہ کرے گا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں آپ کا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دشمن ہمارا بدترین دشمن ہے

☆ بلبل چہک رہا ہو جیسے ریاضِ رسول میں:۔

میری گردن تو آج بھی تحفظ ناموسِ مصطفےٰ ﷺ کی خاطر پھانسی لگنے کو تڑپتی ہے۔ میں تمام مسلمانوں سے مخاطب ہوں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کی حفاظت کرو تو میں تمہارے کتے پالنے کو بھی تیار ہوں اور اگر تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کی تو پھر میں تمہارا باغی ہوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کٹ مرنے کے لئے تیار ہوں، آپ کی عشق و رسالت میں ڈوبی ہوئی خطابت ہی سے متاثر ہو کر مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کہا تھا......

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہو جیسے ریاضِ رسول میں

اور علامہ اقبال مرحوم نے......ایک موقع پر اس جوشِ عشق اور ہوشِ ایمانی کے پیکر خطیب کے لئے ایک نرالی بات کہی تھی کہ : ''شاہ جی اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں''

عاشقِ حبیبِ کبریا، حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۲۱ء میں جب تحریکِ خلافت شباب پر تھی اور انگریزوں کے خلاف جہادِ آزادی میں بھرپور حصہ لینے کی وجہ سے تین سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا تو پھر علامہ اقبال کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی اور حضرت امیرِ شریعت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام وقفس سے بہرہ مند

شہپر زاغ وزغن در بند قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز وشاہیں کردہ اند

(بحوالہ: بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند: صفحہ ۴۵،۴۶)

☆ جلسہ معراج النبی اور ایک مجذوب کی دعا:۔

۱۹۳۴ء کا سال آخری دموں پر تھا کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر امیر شریعت کو ملتان جانا پڑا جلسے کی حاضری تا حدِ نگاہ تھی اور اس پر خاموشی کا یہ عالم جیسے انسانی سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ رات کے اس سکوت کو صرف امیر شریعت کی آواز توڑ رہی تھی۔ واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے اسے تمثیلی انداز میں پیش کیا اور حاضرین کی محویت کا یہ عالم تھا کہ وہ محسوس کرنے لگے جیسے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ان کے سامنے سے گذر رہی ہے عین ایسے وقت پر مجمع سے ایک مجذوب فخریہ طور پہ اٹھا اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر اس نے ملتانی زبان میں کہا: ''سیّدا ! شالا اتھائیں دفن تھیویں !'' (اے سید ! خدا کرے آپ یہیں [ملتان] میں دفن ہوں) شاید یہ قبولیت کا وقت تھا کہ دل سے نکلی ہوئی بات بعدازاں حقیقت بن کے رہی۔

(حیاتِ امیرِ شریعت مؤلفہ جانباز مرزا، ص:۱۶۵)

☆ ...... میں ایک بات جانتا ہوں کہ خواہ کوئی شخص مکہ میں پیدا ہوا اور مکہ ہی مرے لیکن اگر اس نے رسول سے محبت نہ رکھی تو اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔ (حیاتِ امیرِ شریعت مؤلفہ جانباز مرزا، ص:۱۷۲)

ہے مرتبہ حضور کا بالائے فہم وعقل — معلوم ہے خدا ہی کو عزت رسول کی
تسکین دل ہے سرورِ کون ومکاں کی یاد — سرمایۂ حیات ہے الفت رسول کی

ایسی ہزار جانیں قربان کرنے کو تیار ہوں:۔

قادیان کانفرنس کے خطبے کی بناء پر، جس دفعہ ۱۵۳ کے تحت مجھے گرفتار کیا گیا ہے اس

کی زیادہ سے زیادہ سزا صرف دو سال ہے۔ میرا جرم یہ ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں۔ اس جرم میں یہ سزا بالکل کم ہے میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس پر ایسی ہزار جانیں قربان کرنے کو تیار ہوں۔ مجھے شیروں اور چیتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا جائے اور پھر کہا جائے کہ تمہیں بجرمِ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف دی جا رہی ہے تو خندہ پیشانی سے اس سزا کو قبول کرلوں گا۔ میرا آٹھ سالہ بچہ عطاء المنعم اور اس جیسے، خدا کی قسم، ہزار بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر نچھاور کردوں۔ (حیاتِ امیر شریعت مؤلفہ جانباز مرزا، ص:۱۸۶)

ہزاروں لعل و گوہر تیرے پاؤں پہ نثار اے رسولِ عربی
ماں باپ، اولاد و اطفال سبھی کچھ نثار اے رسولِ عربی

☆ اپنے جگر گوشوں کو شمعِ رسالت پر پروانہ وار نثار کر کے.....

سید الرسل، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی محافظت میں جان دینے والوں، اور ان کے ورثاء کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا: ملتان کے غیور اور صاحبِ ایمان مسلمانوں نے بھی اس دورِ پر آشوب میں جبکہ کفر و ارتداد کی سیاہ گھٹاؤں نے ایمان و یقین کو پریشان کر رکھا ہے اسلام کی لاج رکھ لی ہے اور اپنے جگر گوشوں کو شمعِ رسالت پر پروانہ وار نثار کر کے ثابت کر دیا ہے کہ مسلمان آج بھی فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر گولیوں کی بارش میں مسکرا سکتا ہے......

مرتبہ شہیدِ ناز کا گر جان جایئے
قربان جانے والے کے قربان جایئے

خدا کی نعمتیں نچھاور ہوں تم پر، شہیدانِ ناموسِ رسالت! سلام ہو تم پر اے المرسلین کی عزت و آبرو پر قربان ہونے والو! مبارک ہیں ان کے والدین کہ ان کے نذرا سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں شرفِ قبولیت حاصل کر گئے۔ یوں تو اس دنیا

ہزاروں بچے جنم لیتے ہیں اور مرجاتے ہیں ہزاروں کلیاں کھلتی ہیں اور بادِ سموم کے تھپیڑوں کی تاب نہ لاکر مرجھا جاتی ہیں مگر وہ موت جو حق اور راستی کی راہ میں آئے، حیاتِ جاوداں بن کر آتی ہے۔ (حیاتِ امیرِ شریعت، ص: ۳۴۸)

☆ میری یہ آرزو ہے کہ......۔

آپ زنداں میں تھے کہ ایک روز فرمایا: کاش! کوئی مجھے باہر لے جائے، یا اربابِ اقتدار تک میری یہ آرزو پہنچادی جائے کہ تحفظِ ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں اگر کسی کو گولی مارنا ضروری ہو تو وہ گولی میرے سینے میں مار کر ٹھنڈی کرلو کیونکہ میں اس جرم کا سب سے بڑا مجرم ہوں۔ اور کاش اس سلسلہ میں اب تک جتنی گولیاں چلائی گئیں ہیں وہ مجھے ٹکٹکی پر باندھ کر ماری جاتیں مگر...... ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

(حیاتِ امیرِ شریعت، ص: ۳۷۷، ۳۷۸)

☆ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت......

اللہ کا انتخاب بھی انتخابِ لاجواب تھا پروانۂ نبی اور عاشقِ حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ربِّ ذوالجلال نے بڑی عمدہ صفات عطا فرمائی تھیں آپ کی بے لوث شخصیت اور بے باک خطابت کے بارے میں، شورش کاشمیری مرحوم نے، سوانح و افکار سید عطاء اللہ شاہ بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) کے صفحہ ۲۱۳ پر لکھا ہے:۔

''ان تمام خوب صورتیوں کا مرقع شاہ جی کی خطابت تھی، رعد کی گونج، بادل کی گرج، ہوا کا فراٹا، فضا کا سناٹا، صبح کا اجالا، چاندنی کا جھالا، ریشم کی جھلملاہٹ، ہوا کی سرسراہٹ، گلاب کی مہک، سبزے کی لہک، آبشار کا بہاؤ، شاخوں کا جھکاؤ، طوفان کی کڑک، سمندروں کا خروش، پہاڑوں کی سنجیدگی، صبا کی چال، اوس کا نم، چنبیلی کا پیراہن، تلوار کا لہجہ، بانسری کی

دھن، عشق کا بانکپن، حسن کا اغماض، اور کہکشاں کی مسجع و مقطع عبارتیں، انسانی آواز میں ڈھلتے ہی خطابت کی جو صورت اختیار کرتی ہیں اس کا جیتا جاگتا مرقع شاہ جی تھے"

☆اور عشق کا نام ہی عقیدہ ہے:۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله و خاتم النبیین

......اور......حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم......انا خاتم النبیین لا نبی بعدی......

کے بعد میں کیسے کہہ دوں کہ کوئی دوسرا نبی آ سکتا ہے میری تو اب بھی یہی رائے ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا میں اسے انسان بھی کہنے کے لئے تیار نہیں، میں تختہ دار پر بھی یہی کہوں گا کہ حضور خاتم النبیین ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم، تمہارا قانون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے اب رہ بھی کیا گیا ہے جو بگاڑ لو گے، ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی میاں صلی اللہ علیہ وسلم پر نثار ہو جائے تو جان چھوٹے۔

......اللہ تعالیٰ نے فرمایا......ہم نے آپ کو (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) تمام آدمیوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا کہ اے نبی! اعلان کر دو کہ مسلمان جہاں کہیں بھی ہوں، اور جس زمانے میں بھی ہوں اور جب بھی ہوں زمین پر، چاند پر، مریخ پر، مشرق میں، مغرب میں، نیچے، اوپر، تحت الثریٰ میں، اعلان کر دیجئے......

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کہ میں تم سب کی طرف پیغمبر بن کر آیا ہوں جی چاہے مانو، جی چاہے نہ مانو، یہ ہے اصل عقیدہ۔ اب اگر قرآن میں یہ آیات نہ بھی ہوتیں تو بھی یہ لفظ کافی تھا۔ عقیدہ......عقد سے ہے اور عقد کہتے ہیں دل کی گرہ کو......قرآن سینہ بہ سینہ حضور سے صحابہ تک پڑھتے پڑھاتے ہمیں وراثت میں ملا ہے عقیدے کے بغیر عمل بھی نہیں ہوتا، برا ہو یا بھلا، اور عشق کا نام ہی عقیدہ ہے۔ (حیاتِ امیرِ شریعت، ص: ۳۹۸، ۳۹۹، ملخصاً)

☆نبوت ورسالت کے تمام مراتب آپؐ پر ختم:۔

مسلمانو ! ختمِ نبوت کے عقیدہ کو یوں سمجھو جیسے یہ ایک مرکزِ دائرہ ہے جس کے چاروں طرف توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ کا وجود، صحفِ سماوی کی صداقت، قرآن کریم کی حقانیت وابدیت، عالمِ قبر وبرزخ، یوم النشور، یوم الحساب گردش کرتے ہیں۔ اگر یہ اپنی جگہ سے ہل جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، دین نہیں بچے گا، بات سمجھ آئی ؟...... مزید سمجھئے ! جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالَمِ اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں، اسی طرح نبوت ورسالت کے تمام مراتب وکمالات کا سلسلہ بھی حضور رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود پر ختم ہو جاتا ہے۔ آپ کی نبوت ورسالت وہ مہرِ درخشاں ہے جس کے طلوع کے بعد اب کسی روشنی کی مطلقاً کوئی ضرورت نہیں رہی۔

اسے بجھا نہ سکے گی ہوا زمانے کی
جلا چلے ہیں لہو سے جو ہم چراغِ سحر

(شاہراہِ عشق کے مسافر، ص:56)

☆دعویٰ......:۔

اپنے ایک خطاب میں امیر شریعت نے فرمایا: اگر آج میں اعلان کروں کہ میں قائد اعظم ہوں تو کیا تم برداشت کرو گے؟

سامعین نے کہا: ہرگز نہیں!

امیر شریعت نے فرمایا: اگر تم اپنے ایک دنیوی لیڈر کا مقام کسی دوسرے شخص کو دینے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ برطانیہ کا پٹھو، تاجدارِ مدینہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرے کہ میں محمد ہوں (نعوذ باللہ)۔ (حیاتِ امیرِ شریعت مؤلفہ جانباز مرزا، ص:۳۵۱)

رسولِ مجتبیٰ کہئے محمدِ مصطفیٰ کہئے
خدا کے بعد بس وہ ہیں پھر اس کے بعد کیا کہئے
شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہئے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوبِ خدا کہئے

☆تمہارے مصائب وآلام سے خائف نہیں:۔

آپ جیل میں اسیر تھے ایک روز جیل خانے کے درودیوار سے خطاب کرتے ہوئے کہا:...... ''اے اونچی دیوارو، آہنی دروازو! تم گواہ رہنا کہ اگر مولانا حسین احمد مدنی ،مولانا محمد علی جوہر اور ان کے رفقاء، وطنِ عزیز کی آزادی کے لئے 1921ء میں تمہارے مصائب جھیل سکتے ہیں ،تو 1953ء میں عطاء اللہ شاہ بخاری اور اس کے ساتھی بھی خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آبرو کے لئے تمہارے مصائب وآلام سے خائف نہیں ہوں گے''
(حیاتِ امیرِ شریعت مؤلفہ جانباز مرزا،ص:۳۶۳)

☆یہ سب ختمِ نبوت کی برکت ہے:۔

مولانا خیر محمد صاحب مکی آف ٹھل حمزہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوات والسلام بیت اللہ شریف کا طواف کررہے ہیں جس میں حضرت آدم علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ہیں اور اس جماعتِ انبیاء کے پیچھے سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں تو میں نے حضرت شاہ صاحب سے پوچھا کہ شاہ جی آپ کو یہ مرتبہ کیسے مل گیا کہ آپ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ طواف کررہے ہیں تو جواب میں فرمایا کہ یہ سب ختم نبوت کی برکت ہے(بحوالہ ہفت روزہ ختم نبوت،ملتان)

☆......مولانا لال حسین اختر بیان کرتے ہیں کہ شاہ جی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری نماز، حج ،روزہ ،زکوٰۃ، شریعت ،طریقت، حقیقت ،تہذیب ،معاشرت، تمدن ،اخلاق، مذہب ،غرض کہ مکمل دین اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ یہ عقیدے کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص پوری زندگی لا الٰہ الا اللہ کہتا رہے تو وہ مسلمان نہیں کہلائے گا جب تک محمد رسول اللہ نہ کہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرے۔ (بخاری کی باتیں، ص:۴۱)

لوں نامِ مصطفیٰ ﷺ تو کھلیں چاہتوں کے پھول
سانسوں میں زندگی کی مہک چاہتا ہوں
چھایا ہوا ہے روح پہ اک سرمدی سرور
اس کیفیت کو قبر تلک چاہتا ہوں

☆ حضور ﷺ کے مکان کی یاد تازہ ہوگئی:۔

العطور المجموعۃ، صفحہ ۳۶۹ پر صوفی محمد اقبال صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ جب عاشقِ رسول (ﷺ) حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ پہلی دفعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ کے ہاں مہمان ہوئے اور آپ کے کچے مکان میں معہ سامان تشریف لا کر وہاں بچھے ہوئے بوریے پر بیٹھ گئے تو مکان کو اوپر نیچے سے دیکھ کر اپنی ظریفانہ عادتِ شریفہ کے مطابق مکان کی تعریف شروع کر دی۔ فرمایا: کہ اس مکان کو دیکھ کر نانا ابا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کی یاد تازہ ہوگئی ہے اور حضرت شیخ سے فرمایا کہ حضرت کیا عرض کروں کتنی مسرت اس مکان کو دیکھ کر ہوئی اسلاف کا دور آنکھوں کے سامنے پھر گیا ہے۔

خواب کا ایک عجیب روحانی منظر:۔

☆☆ حکیم صوفی محمد طفیل صاحب متمکن چیچہ وطنی نہایت صادق القول، متقی اور پرہیز گار بزرگ ہیں تحریکِ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی بھی گرفتاری ہوئی تھی 27 اپریل 1953ء کو جب آپ منٹگمری ساہیوال جیل میں تھے خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو پہلے ہری روشنی سے بھر گیا اور پھر وہ چمکدار سفید روشنی میں تبدیل ہوگئی۔ بعدہٗ ایک تخت ظاہر ہوا جس کے وسط میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اور چاروں کونوں پر آپ کے چاروں خلفاءِ راشدین مسند نشین تھے۔ تخت میدان میں ایک اونچی جگہ آ کر ٹھہر گیا۔ سامنے بے شمار مخلوق موجود تھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور ختم نبوت میں حصہ لینے والوں کی بہت تعریف فرمائی اور خوش ہو ہو کر حضرات خلفاءِ راشدین کی جانب اشارے کر کر کے اس کا ذکر فرمایا۔

جوں ہی آپ کی تقریر ختم ہوئی غیب سے ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس سے آواز آئی کہ ہم نے ان تمام لوگوں کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جنہوں نے صدق دل سے ختم نبوت میں حصہ لیا اور قربانیاں دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا جس سے ایک انسانی ہاتھ برآمد ہوا جس پر ایک سینی رکھی تھی اور اس میں ایک دستار تھی آواز آئی کہ دستار آپ اپنے دست مبارک سے عطاء اللہ شاہ بخاری کے سر پر پہنائیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ جی کے سر پر اپنے دست مبارک سے وہ دستار پہنا دی مجلس برخاست ہوا چاہتی تھی کہ کسی نے درخواست کی کہ ہماری تمنا ہے کہ ہم کو مصافحہ کا شرف بخشا جائے آپ نے ارشاد فرمایا دو رویہ سب کھڑے ہو جائیں سب کھڑے ہو گئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیان سے ہر شخص سے مصافحہ کرتے ہوئے گزر گئے پھر ایک دم میری آنکھ کھل گئی شاہ جی ان دنوں سکھر کے جیل خانہ میں تھے تحریک ختم نبوت کے لیڈر کی حیثیت سے صوفی

صاحب نے شاہ جی سے ملاقات پر جب یہ خواب سنایا تو شاہ جی دھاڑیں مار مار کر روئے اور ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگے اور صوفی صاحب کو سینے سے چمٹا لیا۔ یہ خواب غیر مطبوعہ ہے۔ صوفی صاحب نے مجھے (مؤلف کتاب ھٰذا) خود یہ خواب 28/10/68 کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں بعد نماز مغرب میرے مرشد گرامی حضرت مولانا محمد رسول خان صاحب کے روبرو سنایا۔ بحمد اللہ سو فیصدی درست ہے۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ ص: 350)

☆ لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم :۔

......ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا: کتاب اللہ کی بلاغت پر صدقے جایئے خود بولتی ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی (نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ) بابولوگو! اس کی قسمیں نہ کھایا کرو اس کو پڑھا کرو......سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید (رحمہما اللہ تعالیٰ) کی طرح نہ سہی......اقبال کی طرح پڑھ لو......دیکھا اس نے کلام اللہ ڈوب کر پڑھا تو مغرب کی دانش پر ہلہ بول دیا......پھر اس نے قرآن کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں وہ تمہارے بتکدے میں اللہ اکبر کی صدا ہے......حضرت شاہ جی کو شاعرِ مشرق سے اور علامہ اقبال کو امیرِ شریعت سے جو والہانہ عقیدت تھی اس کا علم انہیں لوگوں کو ہے جو ان دونوں درویشوں کی مجالس میں گئے۔

حضرت امیرِ شریعت اور علامہ اقبال کی ملاقاتیں اتنی بے تکلف ہوتیں کہ جیسے فکری یگانگت کا یہ رشتہ فطری اور ازلی ہے شاہ جی فرماتے ہیں کہ جب کبھی میں ان کے ہاں حاضر ہوتا وہ چارپائی پر گاؤ تکیہ کے سہارے بیٹھے ہوتے۔ حقہ (خاص پنجابی ساخت کا) سامنے ہوتا دو چار کرسیاں سامنے ہوتیں اور شاہ جی فرماتے: یا مرشد! السلام علیکم! اور علامہ اقبال کہتے: یا پیرا! بہت دناں بعد آیا ایں! یعنی بہت دنوں کے بعد آئے ہو۔

علی بخش (علامہ صاحب کا خادم) سے کہتے حقہ لے جاؤ، اور کلی کے لئے پانی لاؤ، کلی کرتے اور پھر فرماتے......پیر جی قرآن مجید کا ایک رکوع سناؤ! شاہ جی قرآن پڑھتے......

......علامہ اقبال آبدیدہ ہوجاتے اور رقت طاری ہوجاتی، کانپنے لگتے......شاہ جی فرماتے کہ میں پوچھتا: حضرت کوئی تازہ کلام؟ فرماتے ہاں ہوتا ہی رہتا ہے عرض کرتا لائیے پھر......کاپی منگواتے اور وہ اشعار جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہوتے وہ سناتے......چہرہ اشک بار ہوجاتا۔ اسی طرح جب قرآنؐ پاک میں محمد عربی ﷺ کا ذکر مبارک آتا تو آنکھیں برسنے لگتیں۔ حضور کا ذکر ہمیشہ باوضو شخص سے سنتے اور خود حبیبِ کبریا کا نام بھی باوضو ہوکر لیتے حضور رحمت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر اس طرح روتے جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے......اللہ اکبر۔

درونِ سینہ من زخمِ بے نشان زدہ
بحیرتم کہ عجب تیرِ بے کماں زدہ

(نوائے درویش از سید عبدالمجید ندیم، ص:۳۴)

☆......محمدِ عربی ﷺ کی زیارت:۔

......حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہٗ اللہ تعالیٰ جب پھانسی کی کوٹھری میں تھے اس کے بعد لدھے رام کی کچہری میں گئے اس نے شرمندہ ہوکر اپنا بیان واپس لیا، تو حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کیس ختم ہوگیا آپ جیل سے باہر آئے تو رو رہے تھے کسی نے پوچھا: حضرت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں تو تیاری کر چکا تھا کہ موت شہادت کی آئے گی اور میں پھانسی کے تختے پر رسی کو چوم لوں گا، فرمایا: جیل میں ادھر میری آنکھ بند ہوتی تھی ادھر محمدِ عربی ﷺ کی زیارت ہوجایا کرتی تھی۔ (خطبات دین پوری، جلد 3، ص:226)

☆شاہ جی کو خراجِ عقیدت:۔

وقت کے نامور علماء کو شاہ جی کی ان دینی خدمات کا ہمیشہ اعتراف رہا۔ چند نامور لوگوں کے تأثرات، واقوالات ملاحظہ فرمایئے:......

☆......مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا: شاہ جی کی باتیں تو عطاء الٰہی ہوتی ہیں۔

☆......مولانا شبیر احمد عثمانی کا ارشاد تھا: شاہ جی آپ تو اسلام کی مشین ہیں۔

☆......مولانا ابوالکلام آزاد نے کہا تھا: یہ پورا دور اُن کا شکر گذار ہے۔

☆......مفتی کفائت اللہ دہلوی فرماتے تھے: عطاء اللہ شاہ علماء کی آبرو ہیں۔

☆......علامہ انور شاہ کاشمیری نے تو حضرت شاہ جی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی۔ اور فرمایا:
قادیانیوں کے خلاف ان کی ایک تقریر ہماری پوری تصنیف سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

☆......مولانا ظفر علی خان: بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں

☆......خواجہ حسن نظامی دہلوی: انہیں دیکھ کر قرونِ اولیٰ کے مسلمان یاد آتے ہیں۔

☆......حافظ علی بہادر (ایڈیٹر ''دورِ جدید''، بمبئی، بھارت): ایک فقیر جس کے دامن میں اللہ کے خوف اور رسول کے عشق کے سوا کچھ نہ تھا جس کو ہمیشہ زنجیروں نے سلام کیا۔

☆......مولانا تاج محمود لائلپوری: ان کے کل محاسن خطابت کیلئے اور ان کی خطابت عشقِ رسول کیلئے تھی

☆......جانباز مرزا: تیرے قدموں میں رہا تاجِ فرنگی کا وقار

☆......مولانا داؤد غزنوی: بخاری مرحوم جیسا اسلام کا شیدائی دنیا میں پیدا ہونا مشکل ہے

رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

(سوانح وافکار سید عطاء اللہ شاہ بخاری، از شورش کاشمیری، ص: ۲۰۱، بیس بڑے مسلمان)

عاشقِ خیر الانام محدّثِ جلیل

حضرت مولانا سید محمد بدرِ عالم میرٹھی ثم المدنی

نور اللّٰہ مرقدہ

﴿آپ میرٹھ کے ایک سید گھرانے میں 1316ھ کو پیدا ہوئے، ابتدا میں سکول پڑھتے تھے کہ ایک وعظ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا سنا اور دنیوی تعلیم چھوڑ کر 1330ھ میں مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے جہاں حضرت علامہ ظفر احمد عثانی اور مولانا خلیل احمد سہارنپوری وغیرہ اساتذہ سے علوم دینیہ کی تکمیل کی اور 1336 میں دورۂ حدیث شریف پڑھا، پھر وہیں مدرّسی اختیار کر لی اور بعد ازاں مدرسی چھوڑ کر دوبارہ دار العلوم دیوبند جا کر دورۂ حدیث پڑھا آپ کی علمی تدریسی اور تصنیفی وتبلیغی خدمات گرانقدر ہیں آپ اردو اور عربی میں بڑی مؤثر اور لطیف شاعری بھی کرتے تھے۔ بعد ازاں جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو وہیں رہنے کی ٹھانی، رسولِ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک شہر میں اور جوارِ حبیب میں رہنا آپ کی دلی تمنا تھی، جو کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور پھر طویل علالت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہی اکتوبر 1965ء بروز جمعہ کو اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور متبع سنت کو اپنے حبیب کے پڑوس کے لئے پسند فرمالیا﴾

عشقِ رسول میں سرشار علماءِ دیوبند:۔

علماءِ دیوبند کس قدر عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار رہے یہ اہل علم اور اہل محبت سے مخفی نہیں۔ حضرت مولانا سید محمد بدرِ عالم میرٹھی بھی عشاقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قافلے میں رواں دواں ملتے ہیں آپ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت پوری طرح نہیں کرتا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت سے خالی ہے وہ سراسر دھوکے میں ہے۔

(بیس مردانِ حق، ج:۱، صفحہ:۸۸۶)

☆سکونتِ جوارِ حبیبِ رب العالمین:۔

عشاقِ مدینہ کی دعا ہے یہ خدا سے
جنت میں عطا ہم کو مدینہ کی فضا کر

عرصہ سے مدینہ منورہ زادھا اللہ نورا کی سکونت کی آرزو دل میں موجزن تھی اور نہائت ہی والہانہ انداز میں مدینہ منورہ کی ہجرت کا سودا دماغ میں سمایا ہوا تھا۔ چنانچہ ....﴿ **البدر الساری تعلیقات فیض الباری** ﴾ میں انتہائی والہانہ اور رقت انگیز انداز میں اس آرزو کا اظہار کیا" رب العرش العظیم کی بارگاہ سے شرفِ قبولیت کے ساتھ سرفرازی ہوئی اور نالہ ہائے سحری رنگ لائے اور جوارِ حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا نے تصور سے بھی بالاتر طریقے پر واقعے کی صورت اختیار کرلی عبادت واستقامت ،ادب وسکون، ذکر وفکر کے ساتھ مسجد نبوی کی حاضری نصیب ہوتی رہی۔

آپ اشعارِ محبت سے اس نعمتِ عظمیٰ کا شکر یوں ادا کرتے ہیں:......

جب قدم رکھا مدینہ میں تو فوراً پھر گیا
میری گردش کا ستارہ، میں تو اس قابل نہ تھا
مل گیا جس کو مدینہ، اس کو سب کچھ مل گیا
مل گیا مجھ کو کنارہ، میں تو اس قابل نہ تھا

یہاں تک کہ علالت نے صاحبِ فراش بنادیا پورے چار سال صاحبِ فراش رہے اس دور میں صبر وشکر ورضا بالقضا کے جو منازل طے کئے اور جو نعمتیں ان کو نصیب ہوئیں قابلِ صدرشک ہیں

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

☆ جوارِ رسول ﷺ میں ایمان کے ساتھ خاتمہ ہو جائے:۔

مدینہ طیبہ میں دفن ہونے کا آپ کو بہت شدت سے اشتیاق تھا اس لئے آپ ہر وارد وصادر سے دعا کراتے کہ اب کسی اور طرف جانا نہ ہو، ندوہ کے سابق شیخ الحدیث مولانا تقی الدین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حاضر ہوا، سلام ومصافحہ کے بعد دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا دعا آپ لوگ کریں، آپ لوگ محبوبِ خدا کے مہمان ہیں کہ جوارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان پر خاتمہ ہو۔ (بیس مردانِ حق، ج:۱، صفحہ::۸۸۶)

عجم کی سیر بہت کر چکے اے رب کریم

دعا ہے اب تو رہیں ہم سدا مدینے میں

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلی تمنا قبول فرمائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے اور اللہ کریم نے اپنے حبیب کے چاہنے والے کو جوارِ رحمت للعالمین کے لئے منتخب فرما کر اس سعادتِ ابدی سے سرفراز فرما دیا۔ آپ کا نعتیہ کلام:

ہر جلوہ پر ضیاء رخِ انور کا نور ہے

شانوں میں کیا بلند یہ شانِ حضور ہے

شافع ہیں روزِ حشر کے سب کے ہیں پیشوا

محبوبِ کبریا ہیں یہ شانِ حضور ہے

سب پہ حریص اور رؤف و رحیم ہیں

سب میں عزیز ہیں یہ شانِ حضور ہے

منشاء ہیں خلق و امر کا مبداء ہیں منتہیٰ

منبع وجود کا ہیں یہ شانِ حضور ہے

مجھ سے سیاہ رو کی جو بخشش بھی ہو گئی

یہ شانِ مغفرت ہے یہ شانِ حضور ہے

مفسّرِ قرآن

فقیہِ دوراں ،مفتیٔ اعظم پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿آپ 21 شعبان، 1314ھ میں دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے ،خاندانی اعتبار سے آپ عثمانی تھے آپ کے والد ماجد مولانا محمد یٰسین دیوبندی ایک جید عالم دین اور صاحب نسبت بزرگ تھے، آپ کو بچپن ہی سے عظیم القدر علماء کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا، دارالعلوم دیوبند سے 1335ھ میں فارغ التحصیل ہوئے ،زمانۂ طالب علمی میں آپ کا شمار بے حد ذہین طلباء میں ہوتا تھا، بعد فراغت دارالعلوم دیوبند میں ہی تدریس شروع کردی، حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف اور ادبِ عربی کی مشہور کتاب مقاماتِ حریری کا ایسا شاندار سبق ہوا کرتا تھا جس میں علماء بھی بیٹھ کر فیض یاب ہوتے تھے، 1349ھ میں دارالافتاء کا کام آپ کو سونپا گیا جسے آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا، تصنیف وتالیف میں بھی آپ بڑی دلچسپی رکھتے تھے چنانچہ آپ کے قلم سے تین سو سے زائد کتب و رسائل منصۂ شہود پر آئے ،1949ء میں علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ جمعیت علماءِ اسلام کے صدر منتخب ہوئے ،1370ھ میں آپ نے نہائت بے سروسامانی کی حالت میں ایک مدرسہ، دارالعلوم کراچی کا آغاز کیا، آپ کے اخلاص اور آپ کے رفقاء واولاد کی جانفشانی سے آج ملک بھر کے مدارس میں سب سے بڑا اور اہم دینی ادارہ ہے، 5 اکتوبر 1976ء کو آپ نے رحلت فرمائی، رحمۃ اللہ علیہ﴾

☆ کعبے کی قسم، رونق کعبہ بھی وہی ہیں:۔

ادب وعظمت، اتباع واطاعتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہمارے اکابر کا شیوہ رہا ہے ،ان کے یہی اوصافِ عشق ہیں جس کے باعث ان کے تذکرے منور اور ان کی شخصیتیں بلند ہیں ۔حضرت مفتی صاحب جب مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وفضلاً جاتے تو کبھی روضہ اقدس کی جالی تک پہنچ ہی نہیں پاتے تھے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ جالیوں کے سامنے ایک ستون ہے اس ستون سے لگ کر کھڑے ہو جاتے بلکہ وہاں اگر کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو اس کے

پیچھے ہو کے کھڑے ہو جاتے اور ایک دن خود ہی فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید تو بڑا شقی القلب آدمی ہے یہ اللہ کے بندے ہیں جو جالی کے قریب تک پہنچ جاتے ہیں اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا جتنا بھی قرب حاصل ہو جائے ہو نعمت ہی نعمت ہے لیکن کیا کروں کہ میرا قدم آگے بڑھتا ہی نہیں ..

؎ سر سے پاؤں تک وہ گلابوں کا شجر لگتا ہے
باوضو ہو کر بھی چھوتے ہوئے ڈر لگتا ہے

پھر فرمایا کہ وہاں کھڑے کھڑے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا مگر اس کے بعد فوراً یہ محسوس ہوا کہ جیسے روضہ اقدس سے یہ آواز آ رہی ہے کہ ''جو شخص ہماری سنتوں پر عمل کرتا ہے.....وہ ہم سے قریب ہے خواہ ہزاروں میل دور ہو...اور جو شخص ہماری سنتوں پر عمل نہیں کرتا ...وہ ہم سے دور ہے چاہے وہ ہماری جالیوں سے چمٹا ہوا ہو (ارشاداتِ اکابر ص:۱۱۴)

وہ شمعِ حرم، جس سے منور ہے مدینہ
کعبے کی قسم، رونقِ کعبہ بھی وہی ہے
نظروں کو جھکائے ہوئے خاموش گذر جاؤ
بے تاب نگاہی بھی یہاں بے ادبی ہے

☆ دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے:۔

سبحان اللہ ہر عاشق کا رنگ نرالا اور انداز متوالا ہوتا ہے..بقولے شاعر ...ع...ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است......ذاتِ حبیبِ کبریا ﷺ کے عاشقِ اول سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا حال سنیے! فرمایا: اَلنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِكَ :اے محبوب

ﷺ آپ کے رخِ انور اور رخسارِ اطہر کو دیکھنا اور دیکھتے رہنا ہی میری اولیں خواہش ہے۔ کہیں تو یہ رنگ ہے اور انہی عشاق میں کہیں کہیں یہ انفرادی رنگ بھی پایا جاتا تھا کہ وہ ماہتابِ کائنات، آفتابِ رسالت، اور اپنے سچے محسن کے سامنے نگاہ بلند کرنے سے قاصر تھے بس مجسمۂ ادب بن کر حلاوت سے لبریز باتیں سنتے حکمت کے موتی چنتے، اور خوشی سے سر دھنتے اور یہ کہہ کے جھوم جھوم جاتے ...... فداك ابی و امّی ، فداك روحی و جسدی ۔ وہ جمالِ نبوت کی تاب لانے کی سکت نہ رکھتے تھے وہ ضیا پاشی کرتے اس رخِ جاناں پہ بس فدا ہونا جانتے تھے یا حکم کی تعمیل میں جاں سے گذر جاتے،

اسی تناظر میں حضرت مفتی صاحب کا یہ واقعہ ملاحظہ فرمایئے؛ کہ ایک صاحب آپ کے پاس آئے اور کہا حضرت! مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا دیجئے جس کی برکت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی! تم بڑے حوصلہ والے آدمی ہو کہ تم اس بات کی تمنا کر رہے ہو کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہو جائے ہمیں تو یہ حوصلہ نہیں ہوتا کہ یہ تمنا بھی کریں اس لئے کہ ہم کہاں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کہاں؟

اور اگر زیارت ہو جائے تو اس کے آداب، اس کے حقوق اور اس کے تقاضے کس طرح پورے کریں گے اس لئے خود اس کے حاصل کرنے کی نہ تو کوشش کی اور نہ کبھی اس قسم کے عمل سیکھنے کی نوبت آئی جس کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے البتہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود ہی زیارت کرا دیں تو یہ ان کا انعام ہے اور جب خود کرائیں گے تو اس کے آداب کی بھی توفیق بخش دیں گے۔ (ارشاداتِ اکابر، ص ۱۲۱)

☆ ازراہِ ادب......

سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات جن میں اہل ایماں کو آدابِ نبوت سکھائے گئے ہیں ان کے ذیل میں مفتی اعظم پاکستان، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ بڑی محبت اور وارفتگی سے فرمایا کرتے تھے آقائے کونین ﷺ کا ایک ادب یہ بھی سکھایا گیا ہے جس وقت آپ مکان یا آرامگاہ میں تشریف فرما ہوں اس وقت باہر کھڑے ہو کر پکارنا خصوصاً گنوار پن کے ساتھ نام لے کر پکارنا بے ادبی ہے عقل والوں کا یہ کام نہیں۔

اہل عرفاں کا یہ کہنا ہے کہ انسانوں میں
ایک صدیقؓ نے پہچانا ہے رُتبہ تیرا

---------------﴿ جو نبیؐ کے ساتھ سویا ہوا ہے اس کا مقام بھی اعلیٰ ہے ﴾---------------

میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ میرے محمد ﷺ نے جس پتھر پر قدم رکھا وہ پتھر سب سے اعلیٰ جس سواری پر نبی کا وجود آیا وہ سواری سب سے اعلیٰ وہ شہر جس شہر میں نبی آیا وہ شہر سب سے اعلیٰ مجھے کہنے دو کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو دنیا سے رخصت ہوئے چودہ صدیاں بیت گئیں... حاجی حج کرنے جاتا ہے حج کر کے واپس آ کر کہتا ہے کہ یہ مدینے کی کھجور لایا ہوں مدینے کی کھجور میں برکت کیوں ہے؟ کہ محمد مصطفیٰ کے شہر سے کھجور آئی ہے نبی کے شہر سے رومال آیا اس میں برکت ہے نبی کے شہر سے کپڑا آیا اس میں برکت ہے مکہ سے پانی آیا اس میں برکت ہے مدینے سے خاکِ شفا آئی اس میں برکت ہے مسلمانو! محمد ﷺ کے مدینے میں برکت ہے، ہواؤں میں برکت ہے کپڑوں میں برکت ہے پسینے میں برکت ہے خاکِ شفا میں برکت ہے کھجوروں میں برکت ہے اور جو نبی کے ساتھ سویا ہوا ہے اس میں برکت نہیں مانتا... میرے نبی کا مقام سب سے اعلیٰ ہے اور جو اس کے ساتھ سویا ہوا ہے اس کا مقام بھی اعلیٰ ہے۔ (صدائے فاروق صفحہ ۱۴۷)

☆----------☆

مبلغِ اسلام، خطیبِ بے نیام، محی السنۃ

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

ماان مدحت محمدا بمقالتی:۔

آپ عشق و محبت میں ڈوب کر بیان فرمایا کرتے تھے سامعین کو سیرتِ حبیبِ کبریا ﷺ پر ایسا پُر اثر وعظ فرماتے تھے کہ ہر کوئی عش عش کر اٹھتا، ایک بار سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کر رہے تھے دوران تقریر اپنے مخصوص انداز میں سامعین سے فرمایا ایک بات بتاؤں پھر فرمایا ''یہ خیال نہ کرنا کہ اچھی صفات کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی شان بڑھ گئی اس کو دو تین بار دوھرایا۔ سامعین حیران تھے پھر فرمانے لگے یہ صفات اس لیے اچھی بن گئیں کہ انہیں آپ نے اختیار فرمایا اور انہیں قبولیت کا شرف بخشا ع تیری خاکِ پا جسے چھو گئی وہ برا بھی ہے تو برا نہیں اسی طرح کا مضمون حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مداح رسول مقبول (ﷺ) نے فرمایا

ے ماان مدحت محمدا بمقالتی لکن مدحت مقالتی بمحمد

(سوانح مولانا محمد علی جالندھری ص ۲۰۲، از پروفیسر نور محمد)

☆ یوں تاج تیرے نقشِ قدم کو بنالیا:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی وجہ سے سید لوگوں کا بہت احترام کرتے تھے اور بہت عزت سے پیش آتے تھے نیز آپ نے عمر بھر اس بات کا اہتمام کیا کہ معتقدین میں سے سادات خاندان کے فرد سے کوئی ایسی خدمت نہیں لی جو اس کے شایان شان نہ ہو یہ

اہتمام صرف ان کے نبی کریم ﷺ سے خاندانی تعلق کی بنا پر تھا حتیٰ کہ اس تعلق کے جھوٹے دعوے دار بھی ان کی نگاہ میں قابل احترام بن گئے جب تبلیغی سفر پر تشریف لے جاتے اور کوئی قدر دان ان کے پاؤں دبانے کی سعادت پانا چاہتا تو پہلے دریافت فرمالیا کرتے کہ وہ سید تو نہیں۔

آپ کے صاحبزادے مولانا عزیز احمد نے بتایا کہ مرض الوفات کے دنوں میں جب وہ سخت نڈھال تھے اور دردِ دل نے ان پر غنودگی کی کیفیت طاری کر رکھی تھی ایک صاحب نے جو سید ہونے کے دعوے دار تھے (مگر سید نہ تھے) آپ کے پاؤں دبانا چاہے آپنے اس جانکنی کی حالت کے باوجود اپنے پاؤں کھینچ لئے یہ صاحب جب بضد ہوئے تو آپ نے فرمایا بھائی جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی بخشش کا سہارا سمجھ رکھا ہے اور پوری زندگی کا سردار بنا رکھا ہے ان سے رشتہ داری کے دعوے داروں سے پاؤں کیسے دبواؤں؟ یہ فرمایا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ (ایضاً ص:۱۵۴،)

سر پہ سجائی شوق سے تصویر کھینچ کر
یوں تاج تیرے نقشِ قدم کو بنا لیا
چھو کے نبیؐ کے پائے مبارک کی رفعتیں
غارِ حرا نے اپنا مقدر جگا لیا

☆ع روئے دل را جانبِ دلدار کُن

کبھی کبھی تو یہ مقدس تعلق غلبہ حال کی کیفیت طاری کر دیتا اور وہ دیوانگی پر اتر آتے میرے محسن اور بزرگ مولانا طفیل احمد جالندھری نے بتایا کہ ایک بار جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں آپنے فخرِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیاری فقر و فاقہ اور سادگی کے

موضوع پر تقریر کی جب فارغ ہو کر مہمان خانہ میں تشریف لائے تو انہیں شیشہ کے گلاس میں پانی پیش کیا گیا رو پڑے اور فرمانے لگے ''میرے لئے مٹی کا پیالہ لاؤ آج تو یہ غلام اپنے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر پانی پئے گا قلندر کے ان الفاظ میں کیا جادو بھرا تھا تمام حاضرین پر گریہ طاری ہو گیا

ہاتھ آ جائے اگر خاک تیرے نقشِ قدم کی
سر پہ کبھی رکھیں، کبھی آنکھوں سے لگائیں

☆ پھر ماہِ طیبہ کے جلووں نے گھیرا ہے مجھے:۔

جن دنوں وہ دسمبر، جنوری ۱۹۶۹ء میں نشتر ہسپتال ملتان میں مثانہ کی غدود کے آپریشن کے بعد زیرِ علاج تھے اور راقم السوانح (پروفیسر نور محمد) ان کی خدمت کی سعادت پا رہا تھا ایک دن مجھے کہنے لگے ''جب ڈاکٹر مجھے آپریشن تھیٹر میں لے گئے تو میری طبعیت سخت گھبرائی اور موت کے ڈر سے میری کیفیت یہ ہوگئی جیسے میرے جسم میں کانٹے چبھو دیے گئے ہوں جب ڈاکٹروں نے مجھے لٹایا تو میں نے کلمہ طیبہ کا ورد کرنا شروع کر دیا کہ بس اب تو کریم آقا کی حاضری کا وقت آ ہی گیا معاً میرا خیال نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس اور گنبدِ خضراء کی طرف چلا گیا اللہ پاک نے وہ محویت عطا فرمائی کہ ڈاکٹروں نے میرا پیٹ چاک کر کے سی بھی دیا اور مجھے معمولی تکلیف کا احساس بھی نہ ہوا یہ آپ سے محبت کی کرشمہ سازی تھی۔

ترے اسمِ گرامی کا وظیفہ راحتِ جاں ہے
سکونِ قلب! ترے ذکرِ عنبر بار کی باتیں

(بے شک محبت بہت سی مشکل گھاٹیوں کو آسان کر دیتی ہے اور محبوب کا پاکیزہ تخیل جب دل و دماغ میں سما جاتا ہے تو یقیناً پرواز کی بلندی حاصل ہو جاتی ہے)۔

☆ اس میں مبارک شہر کی خوشبو بسی ہے:۔

آپ کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن نے راقم کو بتایا کہ جس دن وہ اس دارِ فانی سے رحلتِ سفر باندھ رہے تھے اس دن آپ نے جدائی سے تھوڑی دیر پہلے انہیں بلایا اور کہا ''وہ رومال جو میں مدینہ منورہ سے لایا تھا وہ میرے تکیہ پر پھیلا دو تا کہ اسے اپنی آنکھوں سے لگاؤں اور انہیں ٹھنڈا کروں اپنے رخسار اس سے رگڑوں اور سکون حاصل کروں اس رومال میں میرے سردار ﷺ کے مبارک شہر کی خوشبو بسی ہوئی ہے فراق کا وقت ہے پھر یہ وصال نصیب ہو نہ ہو

ع اے گل بتو خورسندم کہ تو بوئے کسے داری

مولانا عزیز الرحمٰن کہتے ہیں کہ چونکہ ان پر خاص وجدان کی کیفیت طاری تھی میں نے فوراً وہ رومال نکال کر ان کے تکیہ پر پھیلا دیا اور انہوں نے اس پر اپنی آنکھیں بچھا دیں

اس دورِ سکوں سوز میں تسکیں نہ ملے گی
کیفِ دل و جاں ذکرِ پیمبر سے ملے گا

(سوانح مولانا محمد علی جالندھری، ص:۱۵۴ تا ۱۵۷، از پروفیسر نور محمد)

☆☆

داعیٔ اسلام ،مبلّغِ دین ،نوائے حق

حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی

رحمۃ اللہ علیہ

﴿آپ ان علماءِ حق میں سے تھے جن کا علم وفضل ، زہد وتقویٰ اور خلوص وللّٰہیت مسلّم تھی ، آپ اپنے دور کے عظیم محدث اور محقق فقیہہ تھے اور مایہ ناز خطیب بھی ، اٹاوہ شہر کے ایک علمی گھرانے میں 1915ء میں آپ کی ولادت ہوئی ، آپ کا شجرہ نسب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے ، بچپن ہی سے حضرت اقدس تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر نگرانی تعلیم شروع کی اور پھر آپ ہی کے ارشاد پر مظاہر العلوم سہار نپور میں داخل ہوئے ، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ آپ پر خصوصی شفقت رکھتے تھے ، بعد ازاں دار العلوم دیو بند میں پڑھتے رہے اور 1937ء میں فراغت پائی ، پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس کے دستور کی ترتیب وتشکیل میں بھی مؤثر خدمات سرانجام دیں ،

ریڈیو پاکستان پر بھی بے لوث درسِ قرآن جیسی خدمات بھی آپ کی زندگی کا حصہ ہیں ، خطابت میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص ملکہ انہیں عطا فرمایا تھا دلوں پر اثر چھوڑنے والی باتیں آپ بہت مؤثر پیرائے میں کرتے جس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوتا تھا اپنے پرائے سبھی آپ کے معترف تھے 11 اپریل 1980ء بروز جمعۃ المبارک آپ کا انتقال ہوا ، اللہ ان کی قبر کو رحمت سے بھر دے ، آمین﴾

☆ مومن تو عاشق ہوتا ہے دیوانہ ہوتا ہے :۔

’’ہر قوم کو اپنے پیغمبر سے اپنے رسول سے محبت ہوتی ہے ہمیں اور آپ کو بھی محبت ہے اور میرے خیال میں تو یہ کہنا کہ ہمیں اور آپ کو محبت ہے . بہت کمزور سی بات ہے کیونکہ مومن صرف محبت نہیں کرتا بلکہ مومن تو عاشق ہوتا ہے دیوانہ ہوتا ہے اپنے نبی ﷺ اور پیغمبر کا ۔سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں نے ایسی ہی محبت کی جیسے کوئی دیوانہ اور جیسے کوئی

عاشق اپنے محبوب سے محبت کرتا ہے ہمارے اور آپ کے دل لبریز ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے، ایک مومن اور ایک مسلماں درحقیقت عاشق ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کا، جب ہم اور آپ دیوانے ہیں اور عاشق ہیں حضور کے اور ہمیں فخر ہے تو ہماری اس دیوانگی اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم سرکارِ دو عالم ﷺ کو یاد کریں ہم ان کی اداؤں کا تذکرہ کریں ہم ان کی زندگی کا ذکر کریں ہم ان کے کمالات کو یاد کریں.... ہمیں آپ کے ذکر میں لذت آتی ہے جس طرح ایک عاشق کو اپنے محبوب کے ذکر میں لذت آتی ہے۔

سوہنے دی گل بات نہ مکے — کردے رہیے، رات نہ مکے
پڑھ دا رہواں نعت نبی دی — نعت نہ مکے، رات نہ مکے
روضے تے جا کے نظارے ویکھاں — عمر لنگھے تے، ملاقات نہ مکے

اور ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے کہ یہ سیرت کے جلسے اور محفلیں منعقد کر کے اپنے پیغمبر سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں ذکرِ نبی ﷺ سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں سکینہ نازل ہوتی ہے اور وہ شہر اور بستی عام آفتوں اور مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمادیتے ہیں جہاں سرکارِ دو عالم ﷺ کا تذکرہ بیان کیا جارہا ہو اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس جگہ آپ کا ذکرِ مبارک کیا جاتا ہے وہاں پر اللہ کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔(۱)

☆ اصل عشقِ رسول ﷺ:۔

نبی ﷺ سے عقیدت ومحبت کا لازمی نتیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق اور اطاعت وپیروی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنے رسول ﷺ کی سی پیروی چاہتے

ہیں یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب مومن کا دل سرکارِ دو عالم ﷺ کے عشق و محبت سے لبریز ہو اور اصل عشقِ رسول ﷺ، اسوۂ رسول کے تابع ہے۔(۲)

☆ درود پڑھنے والوں میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے:۔

مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ اقدس سے بے پناہ محبت تھی وہ درود پاک بہت کثرت سے پڑھتے تھے اور درود تنجینا مولانا کا سب سے محبوب درود تھا اور یہ درود ان کا شب و روز کا معمول تھا اور وہ اپنے بچوں اور متعلقین کو بھی اس کے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔

ایک بزرگ اور عارف باللہ نے مولٰنا کے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا اور ان کی خیریت دریافت کی تو مولانا مرحوم نے ان بزرگ سے کہا الحمد للہ! کہ میرا نام حضورِ اقدس ﷺ پر درود پڑھنے والوں کی فہرست میں لکھ لیا گیا ہے۔(۳)

نہ ہو قناعت شعار گل چیں، اسی سے قائم ہے شان تیری
وفورِ گل ہے اگر چمن میں، تو اور دامن دراز ہو جا

☆ عشق و محبت میں ڈوب کر:۔

اپنے حبیب ﷺ کے اس عاشق کو قدرت نے خداداد مقبولیت سے سرفراز فرمایا تھا ہر ایک ان کا معترف نظر آتا تھا مولانا کوثر نیازی صاحب فرماتے ہیں: ”خطابت میں مولانا کا اسلوب بڑا منفرد اور جداگانہ تھا، قرآن کریم پڑھنا شروع کرتے تو جی چاہتا کہ بس پڑھتے ہی رہیں ویسے تو ہر موضوع پر بولتے تھے مگر سیرت النبی ﷺ کا بیان ان کا دل پسند موضوع اور ایک لحاظ سے ان کی زندگی کا عشق تھا سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں ان کا بیان خاص طور پر دلکش اور نرالا ہوتا تھا وہ آقائے نامدار ﷺ کے عشق و محبت میں ڈوب کر بیان فرماتے تھے

.....یہاں تک کہ ذکرِ حبیب ﷺ کرتے کرتے یہ عاشقِ رسول واصل بحق ہوئے اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی ،..ع..یہ اس کی دین ہے جسے چاہے پروردگار دے ۔(۴)

......(پیراگراف: ۱ تا ۴] حیاتِ احتشام صفحہ،۱۸۰،۱۷۹)

اے دل! تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سوایسا زیاں نہیں

--------◈--------

میرے بچے کو حضور ﷺ کی آبرو پر قربان کردو

1953ء کی تحریک میں ایک روز مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ، جامع مسجد کچہری بازار (فیصل آباد) میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک بے انتہاء مجمع سے مخاطب تھے۔حکومتِ پاکستان کی جانب سے قادیانیوں کے تحفظ کے خلاف وہ اس بھپرے ہوئے مجمع سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بیان فرمار ہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے الفت اور قادیانی نظریات سے نفرت دلا رہے تھے۔ان کا انداز نرالا تھا، زبان عشق نبوت سے آشنا تھا اور دل حضور صلی اللہ وسلم کی محبت میں لبریز۔

ختم نبوت کے تحفظ کے لئے انہوں نے لوگوں کو یوں جھنجھوڑا کہ مسجد کی سیڑھیوں پر کھڑی ایک خاتون محبتِ نبوی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آگے بڑھی اور اور اپنی گود سے چھوٹا سا بچہ اٹھا کر مولانا کی جانب اچھال دیا اور پنجابی میں یہ کہا: مولوی صاحب! میرے پاس ایک یہی سرمایہ ہے اسے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو پر قربان کر دیجئے۔

سارا مجمع اس وقت دھاڑیں مار مار کر رونے لگا خود مولانا نے روتے ہوئے کہا: بی بی ! سب سے پہلے گولی ختم نبوت کی خاطر تاج محمود کے سینے سے گزرے گی اور پھر میرے اس بچے (قدموں میں بیٹھے ہوئے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے صاحبزادہ طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے سینے سے، پھر اس مجمع میں بیٹھے تمام افراد گولیاں کھائیں گے اور جب یہ سب قربان ہو جائیں تو اپنے بچے کو تو اس وقت لے آنا اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان کر دینا، یہ کہا اور وہ بچہ اس عورت کے حوالے کر دیا۔(شاہراہِ عشق کے مسافر، صفحہ:20)

عشق کو دنیا کھیل نہ سمجھے کام ہے مشکل نام ہے آساں

فضیلت مآب، شیخ الحدیث

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

امیر مجلس تحفظ ختم نبوة پاکستان

﴿ نامور محقق، عالم وفقیہہ، محدثِ عصر، ادیب وشاعر، ہمہ جہت صلاحیتوں کے مالک تھے، 1906ء بنور نامی گاؤں میں پیدا ہوئے جو کہ پشاور میں واقع ہے ابتدائی تعلیم کے بعد مختلف علوم وفنون کی تعلیم دار العلوم دیو بند میں حضرت کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی وغیرہ اساتذہ سے حاصل کی، ختم نبوت کی تحریک میں قیادت کا آپ نے حق ادا کیا اور تحریک کو جو کامیابی اللہ تعالیٰ نے عطا کی وہ آپ کی مخلصانہ کاوشوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا واضح ثمر تھا،

بینات نامی ایک مجلہ بھی آپ کی سرپرستی وادارت میں جاری ہوا جو کہ آج تک بحمد اللہ جاری ہے درجنوں تصانیف میں جامع ترمذی کی شرح بزبانِ عربی، چار جلدوں میں اعلاء السنن اور مزید چند عربی تصنیفات سرِ فہرست ہیں، حضرت اقدس مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد یوسف بنوری، علامہ محمد انور کشمیری کے علم کے صحیح حامل ہیں، عشق رسول اور اتباع سنت آپ کی زندگی کا گراں بہا سرمایہ تھا، پیر کے روز اکتوبر 1977ء میں آپ کی وفات ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کی بیش از بیش خدمات کو شرفِ قبول بخشے اور ان کے نقش قدم پر ہمیں چلائے، آمین ﴾

☆ مدینہ طیبہ میں زیارت واعتکاف :۔

......حضرت بنوری علیہ الرحمۃ کا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور کا نامِ نامی آتا، آنکھیں پرنم ہو جاتیں، مدینہ طیبہ میں زیارت واعتکاف کے موقعہ پر اس محبت وعشق کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا مسجدِ نبوی اور مواجہہ شریف کا احترام واکرام واجلال طبعیتِ ثانیہ بن چکا تھا کئی بار خواب میں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ توبہ وانابت وخوف وخشیت سے سرشار تھے، ڈرنے والا دل، رونے والی آنکھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی تھی۔ (ماہنامہ بینات، حضرت بنوری نمبر، جنوری فروری ۷۸ء، صفحہ: ۱۴۹)

☆......عشقِ رسول مقبول ﷺ:۔

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اکابر علماءِ دیو بند کا طرۂ امتیاز اور حاصلِ زندگی ہے ،حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی عملی زندگی سراپا معمورۂ عشقِ رسول تھی ،سنت ان کے ہر عمل کا ہدف تھی اور عشقِ رسول ان کی زندگی کی سب سے قیمتی متاع تھی۔

آپ کو بڑی چاہت اور شوق ولگن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مسجد نبوی میں اعتکاف کی سعادت عطا فرمائی، جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب آپ کے ہمراہ تھے وہ راوی ہیں کہ مسجدِ نبوی میں اعتکاف کے دوران افطار اور سحری میں قسم قسم کے کھانے آتے تھے اول اول میں نے کھانے میں کچھ تکلف کیا۔حضرت بنوری نے اس کو کچھ محسوس کرلیا،مجھ سے علیحدگی میں فرمایا: تنزیل الرحمٰن !اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے اور ہم یہاں آتے تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہوتے ،آج آنحضرت ﷺ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں تو یہ خادمانِ رسول ﷺ جو مدینۃ النبی کے ساکن ہیں ہماری میزبانی کرتے ہیں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں اور یہ سب خادمانِ رسول ہیں تم کھانے پینے میں تکلف نہ کیا کرو رغبت سے کھایا کرو۔مولانا بنوری رحمہٗ اللہ تعالیٰ کا سمجھانے کا وہ پیار ومحبت بھرا انداز جب یاد آتا ہے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں......حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جذبہ اُطاعتِ رسول اور اکرامِ ضیافت دیکھ کر مجھے عارفی مرحوم یاد آگئے......ارشاد فرماتے ہیں

؎ یہی جی چاہتا ہے اب تو دنیائے تعلق میں
نہ ہو تیرے سوا کوئی جہاں تک بھی نظر آئے

☆عاشق کی آنکھوں کا سرمہ:۔

......عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خاک

پاک محفوظ رکھی تھی، ساتھ ہی چراغ میں جلنے والا تیل، اور بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا اور خانۂ خدا کے چھت کی لکڑی، نیز جس ملفوف میں یہ قیمتی اشیار محفوظ کر رکھی تھیں اس پر یہ وصیت تحریر فرما رکھی تھی کہ اس خاکِ پاک کو میری آنکھوں کا سرمہ، تیل کو کفن کا عطر، غلافِ کعبہ کو کفن کی زینت اور خانہ خدا کے چھت کی لکڑی کو قبر میں رکھ دیا جائے۔ الحمد للہ سب وصیتوں پر حسبِ ہدایت عمل کیا گیا۔ (ماہنامہ بینات، حضرت بنوری نمبر، جنوری فروری ۷۸ء، ص:۶۸)

صبا سے کیوں نہ رو رو کر کہوں میں حالِ دل اپنا
یہی قاصد ہوا کرتی ہے اکثر کوئے جاناں کو

☆ شرفِ صحابیت کی ایک لازوال تعبیر اور بے مثال تحریر:۔

اندازِ محبت سے بھرپور تحریر، جس میں عالمانہ رنگ کے ساتھ عاشقانہ رنگ بھی نمایاں طور پر موجود ہے اور جذب وانبساط کی کیفیات واضح تر ہیں، سبحان اللہ! فرماتے ہیں: تم ہوا پر اڑ لو، آسمان پر پہنچ جاؤ، سو بار مر کر جی لو، مگر تم سے صحابی تو نہیں بنا جا سکے گا۔

☆...... تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے جس نے جمالِ جہاں آرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہوگا۔

☆...... وہ کان کہاں سے لاؤ گے جو کلماتِ نبوت سے مشرف ہوئے۔

☆...... ہاں وہ دل کہاں سے لاؤ گے جو انفاسِ مسیحائی محمدی سے زندہ ہوئے۔

☆...... وہ دماغ کہاں سے لاؤ گے جو انوارِ قدس سے منور ہوئے۔

☆...... تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤ گے جو ایک بار بشرۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مَس ہوئے اور ساری عُمر ان کی بوئے عنبرین نہیں گئی۔

☆...... تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤ گے جو معیتِ محمدی میں آبلہ پا ہوئے۔

☆...... تم وہ زماں کہاں سے لاؤ گے جب آسماں زمین پر اتر آیا تھا۔

☆......تم وہ مکان کہاں سے لاؤ گے جہاں سیادتِ کونین جلوہ آرا تھی۔

☆......تم وہ محفل کہاں سے لاؤ گے جہاں سعادتِ دارین کی شرابِ طہور کے جام بھر بھر دیے جاتے ہوں گے اور تشنہ کامانِ محبت هَل مِنْ مَّزِيْد کا نعرۂ مستانہ لگا رہے تھے۔

☆......تم وہ منظر کہاں سے لاؤ گے جو کَاَنِّي اَرَى اللهَ عَيَانا کا کیف پیدا کرتا ہے۔

☆......تم وہ مجلس کہاں سے لاؤ گے جہاں كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْر کا سماں بندھ جاتا تھا۔

☆......تم وہ صدر نشینِ بختِ رسالت کہاں سے لاؤ گے جس کی طرف هٰذَا الْاَبْيَض الْمُتَّكِئ سے اشارے کئے جاتے تھے۔

☆......تم وہ شمیمِ عنبر کہاں سے لاؤ گے جو دیدارِ محبوب میں خوابِ نیمِ شب کو حرام کر دیتی تھی۔

☆......تم وہ ایمان کہاں سے لاؤ گے جو ساری دنیا کو تج کر کے حاصل کیا جاتا تھا۔

☆......تم وہ اعمال کہاں سے لاؤ گے جو آئینہ محمدی سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے۔

☆......تم وہ رنگ کہاں سے لاؤ گے جو صِبْغَةَ الله کی بھٹی میں دیا جاتا تھا۔

☆......تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤ گے جو دیکھنے والوں کو نیم بسمل بنا دیتی تھیں۔

☆......تم وہ نماز کہاں سے لاؤ گے جس کے امام، نبیوں کے امام تھے۔

☆......تم قدسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے جس کے سردار، رسولوں کے سردار تھے۔

(عصمتِ انبیاء: مصنفہ: حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی، سردار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے، دیدار کا عالم کیا ہو گا

☆ یہ مبارک راتیں اور مسجد نبوی:۔

مجھے وہ وقت کبھی نہیں بھول سکتا کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتکف تھے گھٹنوں میں درد کی تکلیف کا سب لوگوں کو علم تھا

اتفاق سے اس مرض کے ایک اسپیشلسٹ ڈاکٹر جو غالباً فیصل آباد کے تھے مدینہ منورہ پہنچ گئے، کسی نے ان سے مولانا کی بیماری کا ذکر کیا تو وہ مولاناؒ کے پاس جائے اعتکاف میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت میں اس کا علاج گھٹنے میں ایک خاص انجکشن لگا کر کرتا ہوں اور فائدہ ہوتا ہے چاہتا ہوں کہ آپ کو بھی لگاؤں۔ فرمایا: بہت اچھا، ڈاکٹر صاحب نے بری محنت سے انجکشن لگایا اور عرض کیا کہ ضروری ہے کہ ایک دو دن آپ نماز بیٹھ کر ادا کریں کھڑے ہو کر پڑھنے سے فائدہ زائل ہو جائے گا۔

آپ اس پر خاموش رہے لیکن جب عشاء کی جماعت کھڑی ہوئی تو آپ بھی کھڑے ہو گئے اور نہ صرف یہ کہ فرض نماز بلکہ اس کے بعد تراویح، جن میں کئی پارے پڑھے گئے، پھر تہجد جس میں تین پارے ہوئے، سب میں اول سے آخر تک کھڑے رہے فرض و نفل سب نمازیں کھڑے ہو کر ادا فرمائیں۔

ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت باوجود ڈاکٹر کے منع کرنے کے آپ نے رات بھر سب نمازیں کھڑے ہو کر ادا فرمائیں ایسا کیوں ہوا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے انجکشن سے مجھے درد میں سکون محسوس ہوا لہٰذا دل میں آیا کہ کیوں نہ اس سکون سے روحانی فائدہ اٹھایا جائے عشرۂ اخیرہ کی یہ مبارک راتیں اور پھر مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، میں ہمیشہ ہمیشہ یہ تھوڑی ہی مل سکتی ہیں۔ میں جسمانی راحت کی خاطر کیسے ان روحانی فیوض و برکات سے محروم ہو جاؤں، اللہ مالک ہے اگر صحت نصیب ہوئی تو مل جائے گی۔ (اقراڈائجسٹ، جون جولائی ۸۸ء، صفحہ:۱۱۹)

یا الٰہی جسم میں جب تک ہماری جان رہے
تجھ پہ صدقے، تیرے محبوب پہ قربان رہے

☆ مدینہ منورہ میں کیفیت :۔

مدینہ منورہ میں تو عجب ہی کیفیت ہوتی ، مسجد نبوی میں بہت زیادہ ادب کا خیال فرماتے عموماً معمول یہ تھا کہ ہر نماز کے وقت سے پہلے ہی حرم میں تشریف لے جاتے اور خاص کر عصر سے عشاء کا وقت تو حرم میں ہی گذارتے ، مواجہہ شریف میں سلام عرض کر کے سامنے ہی بائیں جانب صفِ اول میں بیٹھ جاتے اور یہ سارا وقت عبادت ، تلاوت ، ذکر اور درود شریف میں گذرتا اور کسی سے بات کرنا پسند نہ فرماتے ۔(۱)

یہ خاک مقدس ہے گلابوں کی جبین سے
آہستہ قدم رکھنا مدینہ ہے مدینہ

☆ ......روضۂ اقدس پر پہلی حاضری :۔

جب آپ نے پہلی بار روضۂ اقدس پر حاضری دی تو اپنے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ۱۷۴ ابیات کا طویل قصیدہ ، فصیح و بلیغ عربی زبان میں بنا کر ساتھ لے گئے اور روضۂ اقدس پر اسے پڑھا اور اس کے بعد جب مصر تشریف لے گئے تو مصر کے اسلامی ''مجلّہ الاسلام'' ۱۸ رجب ۱۳۵۷ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا اس قصیدہ کا عنوان تھا شذرات الادب فی مدح سید العجم والعرب اور مدیر مجلّہ نے اس پر یہ عبارت لکھی جس کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ یہ قصیدہ شیخ محمد یوسف بنوری [رحمۃ اللہ علیہ] کا ہے جنہوں نے اسے ہندوستان میں لکھا اور حجازِ مقدس میں مسجدِ نبوی کے اندر روضۂ اقدس پر اسے پڑھا...... آج ہم اسے شکریہ کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ۔(۲)

((۱)،(۲)، اقرا ڈائجسٹ ، جولائی ۸۸، ص:۱۲۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عاشقِ حبیبِ کبریا، شیدائے کلامِ مصطفےٰ ﷺ

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی

رحمۃ اللہ علیہ

﴿ آپ 11 رمضان المبارک 1315ھ میں پیدا ہوئے، آپ کا تعلق کاندھلہ سے تھا سارا تعلیمی سفر بالعموم مظاہر العلوم سہارنپور سے طے کیا، شیخ الحدیث مدرسہ سہارنپور، مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی کے آپ فرزند تھے اور بانی سلسلۂ دعوت وتبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ کے بھتیجے، روحانیت میں آپ کے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ہیں آپ ہی سے شیخ الحدیث کا لقب پایا اور خلافت بھی ملی، حضرت سہارنپوری کی وفات کے بعد حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور ان سے بھی خلافت عطا ہوئی، آپ ایک سچے عاشق رسول، اور فدائے مدینہ تھے اواخر عمر میں مدینہ طیبہ میں ہی سکونت اختیار کرلی آپ کی بہت سی تصانیف اور بے مثال خدمات ہیں جنہیں بھلایا نہیں جاسکتا، اوجز المسالک شرح موطأ امام مالک آپ کی ایک عظیم خدمتِ حدیث ہے، جو کہ حدیث اور صاحب حدیث ﷺ سے محبت وعقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کی جلالتِ شان دیکھئے کہ جامعہ مظاہر العلوم میں نصف صدی، کلام الرسول یعنی احادیث مطہرہ کی تدریس کرتے رہے اور عشق ومحبت کے مزے لوٹتے رہے، پچاس برس کا یہ عرصہ حضور ﷺ کی بے پناہ محبت اور دین کے احیاء کی محنت میں گزرا۔

گدا بن کے میں تیرے سنگِ در پہ جب سے آبیٹھا سلامی کو پہنچتے ہیں شہِ مسند نشیں میری

بلاشبہ کلامِ نبی ﷺ سے محبت، دراصل آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت ہی کی وجہ سے تھی اور آقائے کون ومکاں کے ارشادات وفرامین سے یہ لازوال محبت اللہ کی عطاءِ خاص تھی، اور عشق ومستی، کیف وسرور اور الفت وشیفتگی کا سفر مسلسل جاری رہا اور...... زہے نصیب...... پچیس مرتبہ تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف پڑھانے کا شرف وافتخار بخشا، اور اعمالِ صالحہ کے فضائل پر جو لازوال محنت آپ نے فرمائی اور اسے اللہ تعالیٰ نے جو شرفِ قبولیت عطا فرمایا وہ اظہر من الشمس ہے ﴾

انتہائی محبت سے تذکرۂ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بڑی محبت کے ساتھ حضور شافع یوم النشور

ﷺ کا حلیہ مبارکہ بیان فرمایا ہے اور یہ آپ کا پسندیدہ عمل تھا جیسا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے نواسے کا ایک شوق، رحمتِ کائنات ﷺ کا حلیہ بیان کر کے لطف ولذتِ ایمانی حاصل کرنے کا تھا۔ (شمائل ترمذی)

خوشا چشم کہ دید آں روئے زیبا
خوشا دل کہ دارد خیالِ محمد ﷺ

صحابی کا یہ عمل واشتیاق واہتمام کیوں؟ اس لئے کہ محبوب کے خدوخال کا خیال محبت کا تقاضا بھی ہے اور محبت کی زیادتی کا ذریعہ بھی ہے اور محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوِ ایمان ہے اور اتباعِ سنت میں معین بھی ہے۔ جس سے انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ☆

تمہید:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوش رو نہ ہو، تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سب نبیوں میں صورت میں سب سے زیادہ حسین اور آواز میں سب سے زیادہ احسن تھے۔ (شمائل ترمذی)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... کہ ہر شخص یہ اعتقاد رکھنے کا مکلّف ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک جن اوصافِ جمیلہ کے ساتھ متصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا۔ (شیم الحبیب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زلیخا کی سہیلیاں اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے دلوں کو کاٹ لیتیں۔ (شرح شمائل)

حلیہ مبارک کے متعلق جو شمائل ترمذی میں احادیث آئی ہیں ان میں سے صرف چہرۂ انور کے متعلق چند اوصاف کو لکھا جاتا ہے تا کہ ذہن میں جمانا اور بیک وقت تصور

میں لانا آسان ہو چونکہ حسن اور خوبروئی میں ایک مستانہ خوشبو اور رعب بھی ہوتا ہے لہٰذا اس تصور کے بعد اللہ تعالیٰ کے پیارے پر اللہ کا دُلار یعنی درود وسلام کا نذرانہ ادب ومحبت سے لبریز ہو کر پیش کیا جائے۔ آپ کے جمال کی پوری تصویر کشی تو محال ہے

مقصد ہے ذکرِ خیر ترا، ورنہ شاعری!
تیرے بیانِ حسن کے قابل ہی کب ہوئی ہے

لیکن ہمت اور وسعت کے موافق چہرۂ انور کے جمال جہاں آرا کے متعلق حضرات صحابہ کرام سے جو کچھ منقول ہے، اس کا حاصل یہ ہے......

☆ چہرۂ انور کا جمال جہاں آراء:۔

☆......(۱) سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی شاندار تھے آپ کا قد میانہ تھا لیکن مجمع میں آپ سب سے زیادہ بلند معلوم ہوتے تھے۔

☆......(۲) عظیم المرتبت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک ماہِ بدر کی طرح چمکتا تھا یہ حسن اور خوبروئی اس طرح سے تھی کہ گورے گورے رنگ کے اندر کچھ سرخی دمکتی تھی جس سے کمال درجہ ملاحت پیدا ہوگئی تھی اور رخسار مبارک نہایت شفاف ہموار اور سبک تھے۔

☆......(۳) ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کانوں کی لو تک تھے اور سر کے بیچ میں مانگ نکلی رہتی تھی اور بال ہلکی سی پیچیدگی لئے ہوئے ہوتے تھے یعنی بل دار۔

☆......(۴) فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کشادہ تھی اور ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے دونوں ابرو کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی (آپ کو دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے کبھی غصہ نہ آتا تھا البتہ اگر کوئی امرِ دین اور حق سے تجاوز کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا یہاں تک کہ آپ اس کا انتقام نہ لے لیں لیکن اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے نہ

اس کا انتقام لیتے)

☆......(۵) محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بڑی اور خوش رنگ تھیں جب کہ پتلی نہایت سیاہ اور ان کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے اور پلکیں دراز تھیں۔

☆......(۶) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی مبارک پر ایک چمک اور نور تھا جس کی وجہ سے بنی مبارک بلند نظر آتی تھی۔

☆......(۷) رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک موزونیت کے ساتھ فراخ تھا اور دندان مبارک باریک آبدار تھے اور سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل بھی تھا جن سے تکلم اور تبسم کے وقت ایک نور سا نکلتا تھا۔

☆......(۸) آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک بھر پور اور گنجان بالوں کی تھی

☆......(۹) امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک ایسی پتلی اور خوبصورت تھی جیسے کسی بہت موزوں تصویر کی گردن تراشی گئی ہو، صفائی اور چمک میں چاندی جیسی تھی۔

☆......(۱۰) حضرت علی رضی اللہ فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ نبیوں کے ختم کرنے والے تھے (شمائل ترمذی) نیز آپ نے خود فرمایا میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

نمایاں حسنِ یوسف میں سفیدی تھی صباحت تھی
یہاں سرخی تھی گلگوں رنگ تھا جسمیں ملاحت تھی
کشادہ اور نورانی مبارک پاک پیشانی
کہ جس سے عاریت شمس وقمر نے لی ہے تابانی
سیہ گنجان گیسو جس پہ صدقے ہوں دل و دیدہ
ذرا مائل بہ خم بالکل نہ سیدھے ہی نہ پیچیدہ

زنانِ مصر کی واں وہ گئی تھیں انگلیاں کٹ کر
یہاں قربان کر ڈالے ہیں مردانِ عرب نے سر

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ بقدر حسنہٖ وجمالہٖ

(ماخوذ و مستفاد از فضائل درود شریف)

☆ادب ومحبت، تعظیم وتوقیر اور مدح وثناء:۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ومحبت، تعظیم وتوقیر اور مدح وثناء بھی واجب ہے اور یہ ایسا واجب ہے کہ جس پر سارے دین کا قیام ہے کیونکہ احترام اور تعظیم کے نہ ہونے سے رسالت کے احکام ساقط ہوجاتے ہیں اور دین باطل ہو جاتا ہے اور ظاہری اعمال میں یعنی عبادات میں، شکل وصورت میں، معاشرت، معیشت میں اور اخلاق میں اتباعِ سنت اس کی علامت اور محبت کی سچائی کی تصدیق ہے ورنہ نفاق اور محض حظِ نفس ہے۔

ذکرِ نبی ﷺ کی کثرت سے محبت اور محبت سے قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت وشفاعت نصیب ہوگی اور زیادتیٔ محبت سے اتباعِ سنت کی توفیق ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبوبیت حاصل ہوگی محبت واتباعِ سنت، وجوبِ شرعی ہے تو اس کے ذرائع بھی اسی درجہ میں مطلوب ہوئے۔(**العطور المجموعة**، ص ۳۸)

☆زیارتِ روضۂ حبیب ﷺ کے بارے میں:۔

اور اسی مسجد میں ایک ایسا حصہ ہے جس کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ فرمایا گیا روضة من ریاض الجنة وہی ذاتِ اقدس اس شہر میں آرام فرما ہے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ جو زمین کا حصہ حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے ملا ہوا ہے وہ ساری دنیا کی زمین سے افضل ہے۔

؎ عرش پر گر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے
جس میں محوِ خواب ہے کون ومکاں کا تاجدار

بلکہ ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے (عرش سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ مکان سے بے نیاز ہے اور زمین کے اس حصہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک موجود ہے)

لہٰذا زیارت کا شوق ایمان ومحبت کا تقاضا ہے کہ حج کر کے گناہوں سے پاک ہوکر اللہ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو بھی جانا چاہئے کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بالاجماع اعظم قربات اور افضل طاعات سے ہے اور ترقیٔ درجات کے لئے سب وسائل سے بڑا وسیلہ ہے، بعض علماء نے اہلِ وسعت کے لئے قریب واجب لکھا ہے۔(العمدہ شرح زبدہ ص۵۴،بحوالہ فضائل حج)

؎ اک دل اور ایک جان کا ہدیہ غلط غلط
قربان دوجہاں تری موجِ خرام پر

☆ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے:۔

محبوب العارفین حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ حکایاتِ صحابہ میں فرماتے ہیں:
محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دل میں بس جانے کے بعد محبوب کو ہر چیز پر غالب کر دیتی ہے نہ اس کے سامنے ننگ وناموس کوئی چیز ہے نہ عزت وشرافت کوئی شے ہے (اگر ایسا نہیں ہے تو وہ سچی محبت نہیں کہلا سکتی) حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف سے اور اپنے محبوب کے وسیلہ سے اپنی اور اپنے پاک رسول ﷺ کی محبت عطا فرمائے تو ہر عبادت میں لذت ہے اور ہر تکلیف میں راحت ہے''(العمدہ شرح زبدہ ،ص:۶۱)

؎ جام پہ جام لائے جا،شانِ کرم دکھائے جا

پیاس مری بڑھائے جا، روز نئی پلائے جا
دیکھ یہ راہِ عشق ہے ہوتی ہے بس یونہی یہ طے
سینہ پہ تیر کھائے جا، آگے قدم بڑھائے جا

☆ محبت کرنا ان سے سیکھیں، تذکارِ صحابہؓ:۔

آؤ ہم محبت کریں اور محبت کرنا ان سے سیکھیں جن کو خدا نے خود اپنے پیارے کی محبت وصحبت کے لئے چن لیا تھا یہ بھی یادرہے کہ محبت ہی ادب وتوقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع واطاعت پر آمادہ کرتی ہے تعظیم وہی تعظیم ہے جس کا منشاء محبت ہو اور اکرام وہی اکرام ہے جس کا مبدأ محبت ہو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلُقا ولا مسستُ خزًا ولا حریرا ولا شیئا کان اَلْیَنُ من کفّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممتُ مِسکا قطّ ولا عِطرا کان اطیب من عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکل مبارک میں بھی سب سے زیادہ خوبصورت تھے میں نے ریشم کا دبیز یا باریک کپڑا یا کوئی اور شئے ایسی نہیں چھوئی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو میں نے کبھی کوئی کستوری یا کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبو والا ہو۔

منیاں سورج وی گھٹ نئیں روشنائی توں
پر سوہنے مصطفیٰ جئی روشنائی کتھے

جیہڑی آپ دے مکھ دی صفائی ہے سی
دسو چن دے وچ اوہ صفائی کتھے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے کسی شخص نے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار جیسا چمکیلا تھا تو بول اٹھے لا بل کان مثل الشمس و القمر نہیں نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ تو آفتاب و ماہتاب جیسا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَزْھَرَ اللّون کأنّ عرقہ اللؤلؤ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید روشن تھا۔ پسینہ کی بوند حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ایسی نظر آتی جیسے موتی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ گویا ہیں:۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل کر گھر کو چلے تو بچوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کو پیار کرتے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتے تھے میرے رخسار پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا، میرے ٹھنڈک سی پڑ گئی اور ایسی خوشبو آئی گویا وہ ہاتھ ابھی عطر دان سے نکالا گیا تھا (صحیحین)

قسمت سے اک روز گلے مل لئے تھے وہ
خوشبو بسی ہوئی ہے ابھی تک نفس نفس

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کہ مَن راٰہ بدیھۃ ھابہٗ و مَن خالطہٗ معرفۃ احبّہٗ

فیقول ناعتۂ لم ار قبلہٗ و لا بعدہٗ مثلہٗ جوکوئی یکا یک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آجاتا وہ دہل جاتا، جو پہچان کر آبیٹھتا وہ شیدا ہو جاتا دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا بعد میں نہیں دیکھا۔

حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ ہیں (رضی اللہ عنہا)

ان سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے پوتے نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان فرمایئے انہوں نے فرمایالو رأیت الشمس طالعۃ اگر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

چاندنی رات تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم حُلہ حُمراء اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ ڈالتا تھا فـاِذا هـو اَحسـنُ عـنـدی مـن القمر بالآخر میں نے تو یہی سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاند سے زیادہ خوش نما اور خوبصورت ہیں اس روایت میں لفظ عندی عجیب طور پر لذتِ دید اور ذوقِ نظارہ کو ظاہر کر رہا ہے۔ (باقی احمد پوری نے اپنے ایک شعری مجموعے میں ایک غزل لکھی ہے اس کے احساس جانے کیا تھے میں نے اسے جب پڑھا تو اس کا ہر ایک مصرعہ احساسِ محبتِ حضور (ﷺ) کا روپ دھار گیا اور میرے من کی آواز نکلا۔ ملاحظہ فرمایئے:

کوئی منظر حسین نہیں لگتا
اب تو یہ دل کہیں نہیں لگتا
چاند کے پاس جا کے دیکھ لیا
چاند تجھ سا حسیں نہیں لگتا

جس میں ان کا نہ ذکر ہو باقی
شعر وہ دل نشیں نہیں لگتا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے گیا تھا فلما استبینت وجهه عرفت ان وجهه ليس بوجه كذاب مجھے تو چہرہ مبارک نظر آتے ہی عرفان ہو گیا کہ یہ چہرۂ تاباں کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

؎ حسنِ بے مثال ویکھ کے، آمنہ دا لال ویکھ کے
حسیناں دے تے مان ٹُٹ گئے، سوہنے دا جمال ویکھ کے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر کے بال کاٹ رہا تھا صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے گرد حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے اور مقصد صرف یہ تھا کہ جو بال آپ کے سر مبارک سے گریں تو کسی نہ کسی کے ہاتھ آ جائیں (مسلم)

؎ دتی آپ دی زلف نوں جیہڑی قدر رب نے
شب قدر وی اوہ قدر پائی کتھے

حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ آپ کبھی کبھی دوپہر کو ان کے گھر سوتے بستر چمڑے کا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا پسینے کی بوندوں کو جمع کر لیتیں اور شیشی میں بہ احتیاط رکھ لیتیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا اس کا کیا کرو گی؟ تو انہوں

نے جواب میں کہا: عرقک نجعلہٗ فی طیبنا وھو من اطیب الطیب حضور آپ کا پسینہ مبارک ہم اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں اور اس کی شان تو یہ ہے کہ یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر ہے (متفق علیہ)

مشک و عنبر کیا کروں اے دوست خوشبو کیلئے
مجھ کو رخسارِ محمد ﷺ کا پسینہ چاہئے

حضرت عبید اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی:...... کہ حضور آپ مجھے اہل و مال سے زیادہ پیارے ہیں جب آپ مجھے یاد آتے ہیں تو میں گھر میں ٹک نہیں سکتا، آتا ہوں اور آپ کو دیکھ کر سکون حاصل کر لیتا ہوں مگر جنت میں تو آپ فردوسِ بریں میں انبیاء کے ساتھ بلند درجہ پر ہوں گے میں حضور کا دیدار کیسے پا سکوں گا۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی اور اس کے قلب کو سکوں عطا ہوا۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین
انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین
والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا

ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے

کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آتے تو حضور ﷺ ہی کی جانب تاک لگائے دیکھتے رہتے نبی کریم ﷺ نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ وہ بولے میں سمجھتا ہوں کہ دنیا ہی میں اس دیدار کی بہار لوٹ لوں آخرت میں حضور کے مقامِ رفیعہ تک تو ہماری رسائی بھی نہ ہوگی اس واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ بالا نازل فرمائی اور نبی کریم ﷺ نے صاف فرما دیا (بروایتِ انس رضی اللہ عنہ) مَن احبّنی کان معی فی الجنۃ جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

جنگِ احد کا ذکر ہے کہ ایک عورت کا بیٹا، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے تھے وہ مدینہ سے نکل کر میدانِ جنگ میں آئی اس نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ بحمد اللہ خیریت سے ہیں بولی نہیں، مجھے دکھا دو اور پھر جب اس نے آپ کو دیکھ لیا اور اس کی نگاہ چہرۂ اقدس پر پڑی تو وہ گرمیٔ عشق سے بول اٹھی كل مصيبة بعدك جلل آپ زندہ ہیں تو ہر مصیبت چھوٹی اور قابلِ برداشت ہے۔

عبد الله ابن ابی رئیس المنافقین تھا لیکن!

اس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ صاحبِ ایمان اور حضور ﷺ کے سچے جانثار تھے جب والد نے حضور کی ذات کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات کہے تو یہ خدمتِ رسول میں حاضر ہوئے اور عرض کی لو شئت لاتيث بر أسه اگر حضور چاہیں تو میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر پیش کر دوں۔ لیکن حضور علیہ السلام نے اجازت نہ دی۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

بیت المقدس کی فتح کے بعد ملک شام میں قیام پذیر ہو گئے تھے ایک دن ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی ارشاد فرمایا:۔ بلال! یہ کیا جفا ہے کہ میری زیارت کے لئے نہیں آتے۔ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھلی...... تو نہائت غمگین اور افسردہ ہوئے فوراً اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور روتے ہوئے روضۂ مبارک پر حاضری دی ۔ بعد ازاں حضرت حسن اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما آپ کے آنے کی خبر سن کر تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کہنے کی فرمائش کی یہ ان سے مل کر لپٹ گئے اور صاحبزادوں کی تعمیلِ ارشاد میں اذان کہی، اذانِ بلالی کی آواز سن کر دورِ نبی ﷺ کی یاد تازہ ہو گئی۔ (العطور المجموعة ،ص ۲۲۵ تا ۲۳۲،مجملاً)

نوائے عشق ہے کوچے میں ترے، صحرا میں نہیں
سبھی مانگتے ہیں توشہ تری اطاعت کا، تنہا میں نہیں

♠... مقصود اگر چہ یہ ہے کہ صحابہ کے نقشِ قدم کو مشعلِ راہ بنا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کی حقیقت تک پہنچا جائے اور حتی الوسع اسی مقصد کو پانے کی سعی اور کاوش کی جائے لیکن... وفاداری کا جو حق جماعتِ صحابہ نے ادا کیا ہے دنیا اسے پڑھ اور سن ہی سکتی ہے ان جیسے کمالِ وہبی وعطائی کو پالینا تو رہتی دنیا کے انسانوں کا حصہ نہیں۔ وہ جو تلواروں کو اپنے جسم پر روک لیتے تھے مگر حضور ﷺ کے جسمِ اطہر پر نہ پڑنے دیتے تھے۔

؎ دعویٰ کرتا ہے وہ کیا عشق میں جانبازی کا
دل کو زخموں سے جو گھائل نہیں ہونے دیتا

☆......کاش کہ مستی زبانے داشتے:۔

اور وہی تھے جو خود کی کڑیاں نکالنے کے لئے اپنے دانت قربان کر دیتے تھے وہ جنہیں سمندروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر گھوڑے ڈال دینے میں کوئی باک محسوس نہیں ہوتی تھی۔ اور ہاں وہی تو تھے تلوار حضور کے جسم پر آتی دیکھ کر خود کو حضور پر جھکا دیتے تھے اپنا جسم کٹوا کر عشق والفت اور محبت وایمان کے نت نئے باب رقم کر دیتے تھے اور ہاں یہ انہی کا حصہ تھا کہ زخموں سے چور اور بے ہوشی سے جب ہوش آتا اور گھر والے پوچھتے کیا حال ہے؟ تو جواب ہوتا کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ وہ جو اپنی نوخیز جوانیاں اور رشکِ قمر چہرے، وسیع وعریض کھجوروں انگوروں کے باغات سب رشتے ناطے خلائق سے تمام علائق یکسر یہ کہتے ہوئے منقطع کر لیتے تھے... عشق اول.. عشق آخر.. عشق کل، اور شرابِ دید سے جب ان کی پیاس اور بڑھ جاتی تو گویا وہ کہہ دیتے ع تیری غلامی کے صدقے ہزار آزادی..

مولائے روم نے کیا خوب کہا ہے......

کاش کے مستی زبانے داشتے　　تازمستاں پردہا برداشتے

(کاش! مستیٔ عشق کی زبان ہوتی کہ وہ عاشقوں کی کیفیت سے پردے اٹھا دیتی)

ابو الکلام آزاد نے بھی ان کی رگِ عشق کی دل سوزی کو جامۂ بیان عطا کیا ہے بقولے ع کہنے لگا وہ عشق و مستی کا راز دار :۔

''دنیا میں انسانوں کے کسی گروہ نے کسی انسان کے ساتھ اپنے سارے دل اور اپنی ساری روح سے ایسا عشق نہیں کیا ہوگا جیسا کہ صحابہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راہِ حق میں کیا انہوں نے اس محبت کی راہ میں وہ سب کچھ قربان کر دیا جو انسان کر سکتا ہے اور پھر اس راہ سے انہوں نے سب کچھ پایا جو انسانوں کی کوئی جماعت پا سکتی ہے'' (عبقات [مقدمہ] مؤلفہ علامہ خالد محمود مدظلہ، جلد۲، صفحہ ۳۰)

☆ حضورِ پاک کے نام مبارک سے عشق ایسا کہ اگر کوئی عبارتِ حدیث پڑھتے ہوئے صاف صاف درود شریف نہ پڑھے اور جلدی سے پڑھ جائے تو فوراً غصہ آ جاتا اور فرماتے کہ اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ تم لوگ بھی درود شریف پڑھ لیا کرو۔ مگر قاریٔ حدیث کے علاوہ پڑھنے والوں کے ہونٹ ہلتے دکھائی نہ دیے تو ناراض ہو کر فرمایا: کہ اب ہم ہر دفعہ نام مبارک پر سب کے سب بآوازِ بلند درود شریف پڑھا کریں گے ۔

دو چار روز گزرنے پر فرمایا: زور سے پڑھنا ضروری نہیں، البتہ آہستہ آواز سے ہر دفعہ پڑھ لیا کرو پھر آہستہ سے پڑھا جانے لگا ورنہ دو چار روز تک پورا دار الحدیث آپ کا نام نامی اسم گرامی آنے پر ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کی آواز سے گونج جاتا تھا۔

(ہفت روزہ ختم نبوۃ، ملتان)

☆ دیرینہ تمنا، کوچہ محبوب میں قیام:۔

سید ابوالحسن علی ندوی آپ کی سوانح لکھتے ہوئے بابِ ششم: ''مدینہ طیبہ کا مستقل قیام، طیبہ کے لیل ونہار'' کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔

''حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ کی مدۃ العمر کی تمنا تھی کہ مدینہ طیبہ جا کر رختِ سفر کھول دیں اور جن کی سنت وشریعت اور حدیث کی ساری عمر خدمت کی اور ان کے دامن سے وابستہ رہے، انہیں کے قدموں میں بقیہ زندگی گزار دیں۔ ان کے محبوب شیخ ومرشد (مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی بھی یہی آرزو وکوشش تھی اللہ نے ان کو کامیاب کیا اب جبکہ ضعف بصارت اور مختلف قسم کی معذوریوں کی وجہ سے درس وتدریس اور براہِ راست مطالعہ اور تصنیف کا موقع بھی نہیں رہا تھا، اس تمنا میں مزید شدت وقوت پیدا ہوگئی۔ بالآخر ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ (۲۳ اپریل ۱۹۷۳ء) کو اس نیت سے حجاز کے لئے روانہ ہو گئے۔ گویا بقول اقبال.....

بایں پیری راہِ یثرب گرفتم.....نوا خواں از سرور عاشقانہ
چو آں مرغے کہ در صحرا سرِ شام.....کشاید پَر بفکرِ آشیانہ

یہ وہی سفر تھا جس کے بعد مستقل قیام ہوا اور شیخ نے ہجرت کی نیت فرمائی۔

اے خوشا قسمت کہ ہجرت ہوگئی اس کی قبول
تا ابد سوئے گا عاشق زیرِ دامانِ رسول ﷺ
خوابگاہِ عشق ہوگی سبز گنبد کے قریب
میٹھی نیند آئے گی اصحابِ محمدؐ کے قریب
حشر تک جب بھی مدینہ میں ہوا لہرائے گی
بوئے زلفِ مصطفےٰ اس کی لحد میں آئے گی

درد مندوں کی دوا ہے عشقِ محبوبِ خدا
کاش مل جائے مجھے بھی عشقِ نورِ مصطفےٰ ﷺ

(سوانح حضرت مولانا محمد زکریاؒ، صفحہ ۱۳۹)

☆ جنازہ مسجدِ نبوی میں رکھا گیا:۔

آہ! شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ !...... کون ان باتوں کو سمجھے، امام الانبیاء ،محبوبِ کبریا، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں جن لوگوں کا مقام ہے ان کے عشق کی قدر بھی کی جاتی ہے۔ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھارہ سال تک مدینے کی گلیوں میں بیٹھ کر موت کا انتظار کیا، مدینے میں موت آئی جنازہ وہاں سے گزرا جہاں سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ گزرا تھا جنازہ وہاں سے گزرا جہاں سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ گزرا تھا کسی کا جنازہ گراؤنڈ میں ہوا کسی کا جنازہ پارک میں ہوا کسی کا جنازہ جنازہ گاہ میں ہوا شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جنازہ مسجدِ نبوی میں رکھا گیا (سبحان اللہ) وہاں کی حکومت والوں نے جنت البقیع میں قبر بنائی، جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو حیران ہو گئے لوگ کبھی قبر کو دیکھتے تھے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتے تھے گویا اللہ تعالیٰ نے ایسا فیصلہ فرمایا۔

اے زکریا ! ساری زندگی میرے محبوب کریم کی حدیث پڑھائی تبلیغی جماعت کی سرپرستی فرمائی فضائل کی کتابیں لکھیں ، ہزاروں نہیں کروڑوں بے نمازی ، نمازی بن گئے ،کروڑوں بے دین ، دین دار بن گئے ، آجا! میں تجھے نوازدوں ، خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا کے قدموں میں جگہ مل گئی ایک طرف سیدہ زینب ہیں دوسری طرف سیدہ رقیہ ہیں ادھر سیدہ ام کلثوم [رضی اللہ عنہن] ہیں ، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اپنی رضا سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں میں قبر کی جگہ دیدی ۔ سبحان اللہ ، (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے ، آمین

(مجموعہ خطباتِ اکابر، ص: ۱۵۷)

جامع العلوم والفنون، حکیم الاسلام

حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ

سابق مہتمم دار العلوم دیوبند

﴿ آپ ۱۳۱۵ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے آپ نسبی طور پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے آپ کے والد ماجد حضرت مولانا حافظ محمد احمد قاسمی رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال دار العلوم دیوبند کے مہتمم اور اسی دوران چار سال ریاست حیدر آباد دکن عدالت عالیہ کے مفتی بھی رہے آپ کے دادا مولانا قاسم نانوتوی تھے ۱۳۴۱ھ میں دار العلوم کی تدریس کے زمانہ میں ہی آپ کو دار العلوم کا نائب مہتمم بنادیا گیا پھر ۱۳۴۸ھ میں باقاعدہ مہتمم مقرر کیا گیا۔ اور پھر آخر وقت تک اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہے فنِ خطابت اور قوت گویائی کا خداداد ملکہ رکھتے تھے حقائق اسرارِ شریعت کھولنا اور تخلیق ایجادِ مضامین آپ کا خاص حصہ رہا ﴾

☆ گنبدِ خضریٰ سے محبت کی اصل وجہ:۔

ذکرِ حبیب ﷺ میں آپ کا محبت بھرا انداز، بیان کی چاشنی اور ایمان کی حلاوت ملاحظہ فرمایئے ''چونکہ آپ کو محبت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو گنبدِ خضریٰ بھی محبوب ہوگا اس کی زیارت کو آپ عبادت سمجھتے ہیں ۔اور سمجھتے ہیں کہ ایک آنکھ گنبد پر پڑ جائے تو دنیا و آخرت کی سعادت مل جائے وہ کیوں؟ اس لئے کہ گنبدِ خضریٰ خود محبوب نہیں بلکہ اس میں جو آرام فرما ہیں اصل میں وہ محبوب ہیں چونکہ اس گنبد کی نسبت آپ سے ہے اس لئے یہ بھی محبوب ہوگیا گنبد تو پھر قریب ہے شہرِ مدینہ سے محبت ہے شعراء کو دیکھو تو مدینہ کی تعریف کرتے ہیں اور نعتیہ کلام میں مدینہ کے فضائل بیان کرتے ہیں مدینہ تو صرف ایک شہر ہے جیسے ہمارے یہاں شہر ہیں یہ شہر زیادہ خوب صورت ہے وہ شہر اتنا بھی خوبصورت نہیں مگر پھر بھی محبت ہے اصل میں محبت ہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس وجہ سے گنبدِ خضریٰ بھی محبوب

ہوا، اوراس محبت کی وجہ سے مسجد نبوی محبوب ہوئی، اسی محبت کی وجہ سے مدینہ بھی محبوب ہوا۔ تو سلسلہ بہ سلسلہ ہر چیز تک محبت پہنچ جاتی ہے۔

وما حُبّ الدّیار شغفن قلبی
ولکن حُبّ من نزل الدّیارا

(ان گھروں کی محبت نے میرے دل کو فریفتہ نہیں کیا ہاں مگران گھروں میں رہنے والوں کی محبت نے مجھے گھائل کر رکھا ہے)

آپ بیت اللہ شریف کی ایک ایک اینٹ کو چومتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ بیت اللہ کے مقام پر تجلیٔ ربانی اتری ہوئی ہے اصل محبت اللہ تعالیٰ سے ہے چونکہ بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کی تجلی گاہ ہے۔ اس لئے اس سے محبت ہوگئی ہے اور اس لئے اس کی اینٹ اینٹ سے محبت ہوگئی ہے۔ اور جب خانہ کعبہ محبوب ہوا تو پوری مسجدِ حرام بھی محبوب ہوگئی۔ اور اس کی محبت ظاہر ہوئی اس طرح پر کہ آپ اس کی عظمت کرتے ہیں اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں جب مسجد حرام محبوب ہوئی تو مکہ بھی محبوب بن گیا کہ وہ شہر پناہ ہے مسجد حرام کی، لہٰذا وہ شہر بھی محبوب بن گیا اور چونکہ حجاز میں ہے تو ہم حجازِ مقدس کہتے ہیں۔ اور جب حجاز سے محبت ہوگئی تو جتنے اس کے باشندے ہیں ان سب سے محبت ہوگئی یہ پڑوسی ہے اس کا لہٰذا یہ بھی محبوب ہے۔

تو جب آدمی کے دل میں محبت آتی ہے تو صرف محبوب ہی محبوب نہیں رہتا بلکہ محبوب کی ساری ادائیں محبوب بن جاتی ہیں چال ڈھال بھی محبوب، لباس بھی محبوب، کھانے کا طرز بھی محبوب رہن سہن کا طرز بھی محبوب، وہ تمام چیزیں محبوب بن جاتی ہیں جو محبوب کی پسندیدہ اور محبوب ہوتی ہیں۔"

لولاک لما، عنوان ترا، فرمانِ خدا فرمان ترا
پیغامِ خدا فرمان ترا، ایمانِ خدا ایمان ترا
تیری محبت دین مرا، اور دین تیرا آئین مرا

ہر لفظ پہ تیرے یقین مرا، عرفانِ خدا عرفان ترا

☆ ایمان ومحبت کے آثار وعلامات

''علامت اس کی یہ ہے کہ ایک طرف تو ہے اولاد کی محبت، ایک طرف اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جب ٹکرا جائیں تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اختیار کرے اولاد کی محبت کو چھوڑ دے یہ علامت ہوگی کہ واقعی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت موجود ہے اگر آدمی نے اولاد کی محبت کو اختیار کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو چھوڑ دیا تو کہا جائے گا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں بلکہ اولاد سے محبت ہے تو ٹکراؤ کے وقت پتہ چلتا ہے کہ کون سی محبت غالب ہے۔

مثلاً آپ لحاف میں آرام سے پڑے ہوئے ہیں بڑی خوشگوار نیند آرہی ہے اچانک مؤذن نے آواز دی حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح دوڑو نماز کی طرف! دوڑو کامیابی کی طرف! آپ نے اس پر لبیک نہیں کہا تو کہا جائے گا کہ نفس کی محبت غالب ہے اور اگر آرام چھوڑ کر کھڑے ہو گئے وضو کیا مسجد چلے گئے نماز پڑھی تو کہا جائے گا کہ محبتِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم غالب ہے تو ٹکراؤ کے وقت آدمی جدھر مائل ہوتا ہے اسی طرف کی محبت کا حکم لگا دیا جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ میری محبت اولاد، ماں باپ وغیرہ سب کی محبت پر غالب نہ ہو جائے۔ کہ جب ماں باپ کی محبت میری محبت سے ٹکرائے تو مجھے اختیار کرو ماں باپ کو چھوڑ دو اور جب میری محبت اولاد کی محبت سے ٹکرا جائے تو میری محبت اختیار کرو اولاد کی محبت کو چھوڑ دو۔

مرکزِ آرزو، مقصدِ زندگی!
نورِ قلب ونظر، کوئے خیر البشرؐ

یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اتنی غالب تھی کہ آپ نے جب ہجرت فرمائی تو صحابہ نے بھی اسی محبت کی خاطر وطن چھوڑا، گھر بار چھوڑا، عزیز واقارب چھوڑے، جائیدادیں چھوڑیں، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولئے۔ مکہ میں ساری تجارتیں ترک کیں اور مدینہ میں غربت کی زندگی اختیار کی ان کو کس چیز نے مجبور کیا؟ یہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی تو تھی اس محبت کی وجہ سے عیش وآرام کا سارا ساز وسامان ترک کیا، مفلس وقلاش رہنا گوارا کیا، مگر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا گوارا نہ کیا'' (خطبات حکیم الاسلام)

انسان تھا عظیم مگر اس قدر نہ تھا ٭ جتنا عظیم آپ سے انسان ہوگیا
جو کچھ کہا ہے آپ نے اے فخرِ کائنات ٭ وہ میری جان ہوگیا ایمان ہوگیا

☆ اتباعِ سنت محبت ہی کا اثر ہے:۔

''محبوب کی محبت کی وجہ سے اتباع سنت کا مسئلہ سامنے آتا ہے کیونکہ یہ محبت کا اثر ہے اگر محبت ہے تو اتباعِ سنت اختیار کرے گا ورنہ نہیں۔ محبت ہی آمادہ کرتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنے پر، کہ جس طرح آپ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اس طرح بیٹھ کر کھانا کھائے، جس طرح آپ آرام فرماتے تھے اسی ڈھنگ سے آرام ہو، اسی ڈھنگ سے معاملہ کرو، جس ڈھنگ سے آپ دشمنوں سے برتاؤ کرتے تھے وہی ڈھنگ تم بھی اختیار کرو، ان چیزوں سے اتباعِ سنت کا جذبہ غالب ہوجائے گا اگر محبتِ نبوی کا جذبہ غالب ہے تو بدعات سے نفرت ہوجائے گی سنت کی پیروی سے محبت ہوگی۔ کیونکہ محبوب کی ذات محبوب ہے اور جب ذات محبوب ہے تو ذات کی ادائیں بھی محبوب ہوں گی، آپ کا طرزِ سلام وکلام بھی محبوب ہوگا ہر چیز محبت کے نیچے آتی چلی جائے گی''۔ (خطبات حکیم الاسلام)

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست

می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

(ترجمہ: محبوب نے میری گردن میں زنجیر ڈال دی ہے جدھر اس کا جی چاہے لے جائے)

☆ محبت ہی سے ایمان بنتا اور بڑھتا ہے :۔

''اصلی چیز محبت ہے پھر محبت سے ایمان بنتا ہے اور ایمان ہی کی وجہ سے اعمال ہاتھ پاؤں پر آتے ہیں اور انسان کی زندگی بنتی ہے محبت ہی سے سارا کام چلتا ہے آدمی اس محبت میں مصائب بھی جھیلتا ہے تکلیفیں بھی اٹھاتا ہے مگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب ہے تو پرواہ نہیں ہوتی کسی چیز کی۔ اہل اللہ جیل خانے میں بھی گئے مگر انہیں پرواتک نہیں ہوئی کیونکہ تعلق مع اللہ قوی ہے فقر و فاقہ آیا مگر انہیں پرواتک بھی نہیں۔ اس لئے کہ دل میں تعلق موجود ہے قلب مطمئن ہے اور اگر دل کو تعلق اللہ سے نہ ہو تو وہ انسان ہمیشہ ڈانواں ڈول رہے گا ہمیشہ پریشان رہے گا چاہے لاکھوں کا مالک ہو مگر دل خالی ہے تعلق سے، ہمیشہ اس پریشانی اور پراگندگی میں رہے گا......تو محبت اصل ایمان اور اصلِ اسلام ہے اور...ع...در محبت تلخ ہا شیریں بود...محبت میں تلخیاں بھی شیریں بن جاتی ہیں کیونکہ آدمی کا دھیان محبوب کی طرف رہتا ہے تلخیوں کی طرف نہیں رہتا اس لئے وہ شیریں ہو جاتی ہیں اور محبوب کی ہر ادا محبوب بن جاتی ہے'' (خطبات حکیم الاسلام)

ذرّے تھے راہِ شوق میں ماہتاب و آفتاب
اللہ رے یہ شان رسالت مآب کی
تیرہ دلوں میں نور، تجلی لحد میں ہے
کس کس جگہ ہے روشنی اس آفتاب کی

☆☆☆☆☆☆

امام الزّاہدین والعارفین

قاضی محمد زاهد الحسینی

رحمة الله علیه

☆مدینے کا سارا جہاں محترم ہے:۔

سبحان اللہ کس شیفتگی اور والہانہ عقیدت سے آپ نے اپنی کتاب میں مدینہ طیبہ کا ذکر کیا ہے وہاں کی آب وہوا، اور ادھر کی ساری اشیاء کیسی پیاری ہیں کتنی پاکیزہ ہیں روح کو بھاتی ہیں اور دل ودماغ کے لطف وسرور کا باعث ہیں، دیدہ ودل فرشِ راہ کرتے ہوئے آپ بھی پڑھیئے اور دل میں محبتِ نبی ﷺ کو جگہ دیجئے......

''مدینہ منورہ کا چپہ چپہ، انوارِ رحمت اور برکات سے پُر ہے اس کی ساری فضا پودے، پہاڑ، پانی، مٹی، گرد وغبار، غرضیکہ ہر چیز ایک عظیم شرف سے مشرف ہے یہی وہ مقام رفیع ہے جس میں رحمتِ دو عالَم، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال حیاتِ دنیاوی کے گزارے اور اب چودہ سو سال سے آپ کا روضۂ اطہر، انوارِ الٰہیہ اور برکاتِ سرمدیہ کا مہبط بنا ہوا ہے، اس لئے ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔''مدینہ منورہ حاضری دینے والا دربارِ سیدِ دو عالَم صلی اللہ علیہ وسلم، مسجدِ نبوی، جنت البقیع، اور شہداء کی قبور (میدانِ احد وغیرہ میں) اور دوسرے تمام مقاماتِ متبرکہ کی زیارت کرے یہ اس کے لئے اجر وثواب کا ذریعہ بن جائے گا'' (رحمتِ کائنات، ص: 451، بحوالہ: مرقاۃ، ج6، ص:87)

دل ہو کہ میری جان مدینے کی ہواؤ

سب تم پہ ہیں قربان مدینے کی ہواؤ

☆ جمالِ رحمتِ دوعالم سے مشرف :۔

اپنی کتاب رحمتِ کائنات کے آغاز میں لکھتے ہیں: ربیع الاول ۱۳۷۷ھ مطابق نومبر ۱۹۵۷ء ایبٹ آباد اپنے سکونتی مکان میں شام کا کھانا کھا کر قبل از نمازِ عشاء چارپائی پر لیٹا ہوا تھا کہ بَیْنَ النَّوْمِ وَ الْیَقْظَۃِ (نیم خوابی) کی حالت میں جمالِ رحمتِ دوعالم سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا تمہارے مضمون کو میں نئی ترتیب دے رہا ہوں تا کہ اس کو انبیاء علیہم السلام کی مجلس میں پیش کروں۔

آراستہ ہے مدحِ پیمبر ؐ سے ہر ورق !
کیوں کر نہ پُرکشش ہو تری زیست کی کتاب

(مذکورۃ الصدر ایسی کتابِ سیرت ہے کہ جس کے بارے میں حضرت مولانا خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کتاب کا ہر ہر حرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مؤلف کے عشق و محبت کا ترجمان نظر آتا ہے، مطالعہ سے احقر اپنے قلب میں بھی محبتِ نبوی ﷺ میں ترقی اور اضافہ محسوس کرتا ہے حضرت کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تلمیذِ رشید حضرت مولانا محمد انوری نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد فرمایا: میں اس کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا دوپہر کا وقت تھا، قیلولہ کیا تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ چند صحابہ کی زیارت سے شرفیابی ہوئی، زہے نصیب ...... یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی کتاب ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' کی بابت علماء نے فرمایا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران اللہ تعالیٰ اپنے حبیب، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب فرما دیتے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔)

☆ کمالِ ادب اسی میں ہے :۔

حضرت اپنی کتاب مذکور صفحہ ۴۶۱ پر رقم طراز ہیں: کہ احقر کو اللہ تعالیٰ نے جب بھی یہ سعادت بخشی ہے سلام عرض کرنے کے بعد سید دوعالم ﷺ کے مبارک قدموں کی طرف بیٹھ گیا اور وہاں سے بہت کچھ پایا الحمد للہ۔ احقر نے اپنے اس طرزِ عمل کی بنیاد سیدِ دوعالم ﷺ کے اس ارشاد پر رکھی ہے جس میں سید دوعالم ﷺ کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو

اپنی جوتیاں دے کر یہ فرمانا ہے کہ جو کلمہ پڑھنے والا ملے اس کو جنت کی بشارت دیدو اسی طرح سید دو عالم ﷺ کے ایک ارشاد کا ترجمہ یہ ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے تو رحمتِ کائنات سید دو عالم ﷺ کے قدموں میں کیا کچھ نہیں ملے گا؟ ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے کمالِ ادب اسی میں ہے۔

کسی کو کبر کہ وہ ہے مصاحبِ سلطاں !
مجھے یہ فخر کہ میں ہوں گدائے کوئے رسولؐ

☆ زیارت کے لئے بے تاب :۔

صفحہ ۴۳۷ پر آقائے کون ومکان حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ طابہ طِیبہ طَیبہ کے بارے میں انتہائی عقیدت کے ساتھ لکھتے ہیں:۔ ساری زمین پر صرف ایک ہی ایسی بستی ہے جس کی طرف کرۂ ارض پر رہنے والے مسلمانوں کے دل ہر وقت مشتاق رہتے ہیں ان کا دل ہر وقت اس بستی کی زیارت کے لئے بے تاب رہتا ہے وہ مالی اور بدنی تکالیف اٹھا کر بھی اس کی زیارت کے لئے آنا سعادت اور بڑی برکت سمجھتے ہیں اور وہ مدینہ منوّرہ ہے جہاں سید دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہجرت فرمائی اور اسی مبارک بستی میں قرآنِ عزیز کا کچھ حصہ نازل ہوا، وہیں سے جان نثاروں نے ہر قسم کی قربانی دے کر پرچمِ اسلام کو بلند کیا ہے اسی بستی سے قرآنی معارف اور انوارِ احادیث ہمیشہ جاری رہنے والے چشمے پھوٹے، اسی بستی کے لئے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ سے بھی دو چند کتوں کے نزول کی دعا مستجاب فرمائی ہے۔

ان کی نظر کے فیض سے خار بھی پھول ہو گئے
ان کے قدم سے مل گیا خاک کو عرش کا مقام

☆سیدِ دو عالم ﷺ کی شانِ رفیع:۔

جس قدر فتنے پہلے زمانے میں اٹھے یا اب اٹھ رہے ہیں ان سب کی مذموم جدوجہد کا مدعا سید دو عالم ﷺ کی شانِ رفیع کو گھٹانا ہوتا ہے خواہ وہ فتنہ بظاہر صحابہ کرام پر تنقید کی شکل میں ہو یا علمائے سلف کے خلاف بدگمانی پھیلانے کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہو یا ختمِ نبوت کے خلاف ہو یا شانِ رسالت کی بشری اور نبوی تقسیم اور تفریق کی صورت میں، یہ سب کے سب فتنے دراصل شانِ سید دو عالم ﷺ کی شانِ رفیع کو گھٹانے کی مذموم سعی کرتے ہیں جس ذات عالی کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا سے فرمائے اور جس کے لئے وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا تاجِ رفیع مخصوص فرمائے اس کی شان کو کوئی نہیں گھٹا سکتا البتہ ایسے بدبخت دونوں جہانوں میں ذلت کا شکار ہو جاتے ہیں اور اپنے زعمِ باطل میں کیے ہوئے نیک اعمال ان کے ملیامیٹ ہو جاتے ہیں۔ (رحمتِ کائنات ص:۴۰۴)

☆ تاکہ رسولِ کریم ﷺ سے محبت زیادہ ہو:۔

دار العلوم دیوبند کے نصاب میں قصیدہ برءالداء (قصیدہ بردہ) کا پڑھانا بھی داخل ہے مگر اس لحاظ سے نہیں کہ یہ ایک بلند پایہ علمی اور ادبی کتاب ہے اور اس کے پڑھنے سے عربی زبان اور عربی ادب میں مہارت پیدا ہو سکتی ہے بلکہ جیسا کہ مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ:۔اس قصیدہ کا داخلِ نصاب فرمانا اس لئے ہے کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت زیادہ ہو۔ (ملفوظات)

کہ شاید از درشؑ آمد، کہ شاید در حضورشؑ شد
گہے پائے ہوا بوسم، گہے دستِ صبا گیرم

زیارتِ حرمین شریفین کی دعا:۔

ایک مرید نے حج بیت اللہ کے لئے دعا کرائی اللہ تعالیٰ نے یوں قبول فرمائی کہ اس کو سات بارِ حج بیت اللہ اور زیارتِ بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت عطا کی۔حضرت رحمۂ اللہ کی دعاؤں میں بڑا اثر تھا تڑپ تھی سوز وگداز تھا،عشق رسالت سے آپ کا سینہ معمور تھا ،آپ کے مریدوں کو کئی کئی بار زیارتِ حرمین نصیب ہوئی ،عقائد درست ہو گئے ،قرآن وحدیث سے محبت پیدا ہوگئی ،چہرے سنت الانبیاء علیہم السلام کے نور سے منور ہو گئے۔(چراغِ محمد ﷺ ،ص:547،)

☆......☆......☆

-------------﴿مذکورہ کتاب رحمتِ کائنات سے ایک شذرہ﴾----------------

دریائے دجلہ کے کنارے سیدنا حضرت عبداللہ بن جابر اور سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں دریا مزارات کو کاٹتا ہوا بالکل ان مزارات کی جڑ میں پہنچ گیا اور خیال تھا کہ چند روز میں یہ قبورِ مقدسہ دریا بُرد ہو جائیں گی ، اس واسطے حکومتِ عراق نے تجویز کیا کہ ان اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک نعشیں قبور سے کھود کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے احاطہ میں دفن کر دی جائیں مجھ (سید لطافت حسین) کو خبر ذرا دیر سے ملی لیکن الحمدللہ ان اصحابِ کبار کے جنازوں میں شرکت اور کندھا دینے کا موقع اچھی طرح مل گیا،تقریباً آٹھ دس ہزار آدمی تھے میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہاں میں سیاہ کار اور کہاں یہ اصحابِ کبارِ رسول اللہ (ﷺ) کے جنازوں کی شرکت ، جو سماں اس وقت تھا وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے لیکن اس واقعہ نے میرے دل میں ایک گونہ تسکین پیدا کر دی ،اللہ کریم بحرمت ان بزرگوں کے ہم سب کی عافیت بخیر فرمائے ،جس وقت ان اصحاب کے جنازے حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے سامنے رکھے گئے ایک ضعیف قاری صاحب نے سورۃ الانبیاء کا رکوع ان الذین سبقت لہم منا الحسنٰی الخ بڑی رقت سے پڑھنا شروع کیا،قرأت کی موزونیت ،قبر سے نکلے ہوئے جنازوں کی موجودگی ،اور خلق کی آہ وبکا نے قیامت کا نمونہ برپا کر دیا تھا بہت سے آدمی روتے روتے بے ہوش گئے اصحاب کے جسد ،تیرہ سو برس گزرنے کے بعد بھی صحیح سالم تھے ،کفن ہاتھ لگانے سے بوسیدہ ہوتا تھا،ایک کی ڈاڑھی سفید تھی اور ایک کی سیاہ ،(اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو اور منور فرمائے ،اور برکاتِ نبوت سے ہمیں بھی حظِ وافر عنایت کرے،آمین)

(رحمتِ کائنات ،ص: 74،بحوالہ صدق لکھنؤ،11 ستمبر 1944)

شیخ الحدیث، ناطقِ حق

حضرت مولانا عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

﴿ بانی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ﴾

﴿ ۷ رمحرم الحرام ۱۳۲۷ھ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں پیدا ہوئے مقامی طور پر ابتدائی تعلیم حاصل کر لینے کے بعد ہندوستان تشریف لے گئے اور میرٹھ وامروہہ کے مدارس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور 1352 ھ میں حضرت سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث شریف پڑھا، فراغت کے بعد وہیں مدرسی اختیار کر لی، حضرت مفتی محمد شفیع، اور مولانا رسول خان رحمہما اللہ تعالیٰ ان کے اساتذہ میں شامل ہیں، شعبان کی چھٹیاں گزارنے پاکستان آئے اور پھر تقسیم ہند کی وجہ سے دوبارہ وہاں نہ جاسکے اور بس اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی بنیاد رکھی، 70ء کے انتخابات میں آپ نے حصہ لیا اور بحیثیت ممبر قومی اسمبلی کامیاب ہوکر اسمبلی میں حق کی ترجمانی فرمائی، کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے، اللہ تعالیٰ بہشت بریں میں جگہ نصیب فرمائے، آمین ﴾

☆ حضور ﷺ کے عشق ومحبت کی سچی تصویر:۔

''بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیوبند'' کی تقریظ میں لکھتے ہیں:۔

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ پاک سے دنیا ومافیہا کی ہر چیز سے زیادہ عشق ومحبت رکھنا ایمان کی روح ہے اور اسی پر آخرت کی نجات اور دارین کی سرخروئی کا دارومدار ہے۔ ہمارے حضرات اکابر دیوبند قدست اسرارھم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کی سچی تصویر تھے کیونکہ محبت وہی مقبول اور مثمر برکات ہے جو محب کی پوری زندگی کو محبوب کے سانچہ میں ڈھال کے اور اس کا ہر ہر لحظہ ہر حرکت اور ہر قدم محبوب کی اطاعت، تابعداری اور اتباع میں گزرے اس دور میں ہمارے اکابر سے بڑھ کر اور کوئی عاشق اس معیار پر پورا نہیں

اتر سکتا ان کی پوری زندگی محبوب کی اتباع اور دنیا کو ان کے راستہ پر لگانے میں گزری۔

کسی کو کبر کہ وہ ہے مصاحبِ سلطاں !
مجھے یہ فخر کہ میں ہوں گدائے کوئے رسول ﷺ

وہ سراپائے سوز تھے مگر ہوش وخرد کا رشتہ سنبھالے تھا ان کا رُواں رُواں عشق میں سرشار تھا مگر دل کے ساتھ عقل اور جذب کے ساتھ شریعت کا نازک تعلق پوری طرح ملحوظ تھا جامِ شریعت اور سندانِ عشق دونوں کو حدودِ شریعت میں نباہنا ہر کسی کے بس کا کام نہ تھا ہمارے اکابر دیوبند نے عشق کی لَو روشن کی اور اسی روشنی میں اتباعِ سنت اور اطاعتِ اسوۂ حسنہ کے روح پرور اور ایمان آفریں نمونوں سے دلوں کی دنیا کو روشن کیا۔

☆☆☆☆☆

سالارِ قافلہ تحفظِ ختم نبوت

خواجۂ خواجگاں مخدومِ زماں

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

﴿ آپ کی ولادت مبارک 1920ء میں اپنے آبائی گاؤں موضع ڈنگ کندیاں ضلع میانوالی میں ہوئی، والد ماجد حضرت خواجہ عمر صاحب کاشتکار تھے اور حضرت خواجہ سراج الدین موسیٰ زئی شریف والوں سے بیعت تھے۔ بچپن ہی سے حضرت شیخ ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ارشاد قرآنی تعلیم اور علم الصرف، علم النحو وغیرہ حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ قدس سرہٗ سے پڑھیں اور بعد ازاں دارالعلوم عزیزیہ بھیرہ میں متوسط عربیہ کی کتب پڑھیں اور پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) تشریف لے گئے، 1362ء میں دارالعلوم دیوبند میں حضرت شیخ الادب ،شیخ الحدیث مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ حدیث وتفسیر مکمل کیا۔ حضرت خواجہ ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی ہی میں حضرت اقدس مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمہٗ اللہ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے اس جہان فانی سے 1360ء میں کوچ کر گئے، اپنی زندگی کے سولہ برس حضرت خواجہ صاحب مدظلہٗ العالی نے اپنے شیخ حضرت اقدس مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمہٗ اللہ کی خدمت میں گزارے اور سلوک کے منازل بحسن وخوبی مکمل فرمائے، اس دوران خانقاہ کی خدمت کے دوران کچھ اوقات مدرسہ سعدیہ کے طلباء کو اسباق بھی پڑھاتے رہے۔ ۲۷ رشوال ۱۳۷۶ھ مطابق 7 جون 1956ء بروز جمعرات حضرت اقدس مولانا عبداللہ لدھیانوی رحمہٗ اللہ کا انتقال ہوا اور اس کے بعد سے آپ مسند نشین خلافت ہوئے اور تا حال حق خلافت ادا کر رہے ہیں، علماء وعوام اور ہر خاص وعام کو باطنی علوم اور تزکیۂ قلوب سے آراستہ فرما رہے ہیں، اللہ کریم آپ کا سایہ ہم پر تا دیر قائم رکھے اور علومِ باطنی کی برکات سے ہم سب کو نوازے، آمین ﴾

☆ ذکرِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم:۔

ایک عظیم رتبہ کے حامل اور مسندِ ولایت کے عظیم تاجدار ہیں جنہیں حُبِّ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا حظِ وافر قدرت نے عطا کیا ہے عشاق کے امام ہیں اور آقائے کون

ومکاں کے سچے غلام ہیں۔آپ کے بارے میں ایک زندہ تالیف ''میرے خلیل''، صفحہ ۵۷ پر مرقوم ہے:''عشقِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلا زینہ ہے معرفتِ خداوندی کا۔محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا سینہ بھرا ہوا ہے مجلس میں جب بھی کسی نے نعتِ رسول ﷺ آپ کے سامنے پڑھی یک دم پوری توجہ سننے کے لئے کرتے ہیں ذکرِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اکثر آنسوؤں کے موتی آپ کی آنکھوں میں تیرتے دیکھے ہیں آنسو اس سلیقہ سے صاف کرتے ہیں کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہونے دیتے۔''

؎ مجھ سے تنہائی میں آنسو نہیں روکے جاتے
میرے چہرے پہ ہنسی حلقۂ یاراں تک ہے

''مدینہ شریف کی قدم بوسی کے لئے بے قرار رہتے ہیں آپ ہر سال حج پر جاتے ہیں کوشش یہی ہوا کرتی ہے کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری پہلے ہو حج کا احرام اکثر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی باندھتے ہیں سامان کی خریداری بھی مدینہ شریف سے ہی کرتے ہیں۔حضرت خواجۂ عالم مدظلہ العالی ہمہ وقت حرمین شریفین کی زیارت کے لئے تیار رہتے ہیں۔احقر نے تو یہ بھی دیکھا کہ خانقاہ شریف سفر سے واپس آئے ہیں خانقاہ شریف میں حرمین شریفین کے سفر کی اطلاع آئی ہوئی ہے تو آدھ گھنٹہ بعد ہی آپ سفر پر روانگی کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔''

☆ فنائیتِ رسول ﷺ :۔

''احقر درویش نے ایک روز عالم واقع میں یہ دیکھا کہ ایک باغ نہایت ہی حسین و جمیل ہے سیدِ دو عالم رحمت رحمۃ للعالمین ﷺ باغ میں کھڑے ہوئے مسکرا رہے ہیں نبیٔ رحمت، جانِ دو عالم ﷺ اپنے اس گناہ آلود امتی کو مٹھائی عطا فرماتے ہیں حقیر امتی مٹھائی کھانے کے بعد دوبارہ جو دیکھتا ہے تو باغ میں میرے خلیل خواجۂ جہاں مدظلہ مسکرا رہے ہیں

فقیر حقیر اس واقع سے یہ سمجھا کہ مرشدِ برحق کو فنائیتِ رسول ﷺ کامل واکمل نصیب ہے''
(صفحہ ۵۸)

☆ حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق ومستی کی :۔

''ایک دن خواجہٗ جہاں مدظلہٗ العالے کا یہ حقیر درویش مسجد نبوی ﷺ میں بعد نمازِ عصر مراقب ہوا۔ یہ مشاہدہ ہوا کہ حضرت سید الابرار علیہ افضل التحیۃ والسلام تشریف فرما ہیں جناب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجودِ اقدس بہت بڑا ہے اولیاء اللہ دست بستہ گول دائرہ میں سامنے بیٹھے ہیں حضرت خواجہ مخدوم ومرشد دامت برکاتہم کو حبیبِ خدا محبوبِ رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف بالکل متصل جگہ ملی ہوئی ہے یہ نظارہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔

اس واقعہ سے یہ اخذ کیا کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں آپ کو کامل حضوری نصیب ہے۔ آپ کو یہ سب کچھ سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ سعدیہ کے شیوخ کی توجہات سے نصیب ہوا ہے۔ سلسلہ نقش بندیہ مجددیہ کے سرخیل، امام وپیشوا یار غار، خلیفہٗ رسول ﷺ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آقائے دوجہاں نے سیدنا صدیق اکبر کے متعلق ارشاد فرمایا ہے [اللہ پاک نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے میں نے وہ سب ابوبکر کے سینہ میں اتار دیا ہے] وہی صدیقی فیض ہی سینہ بہ سینہ آپ تک کامل آیا ہے نسبت اتحادی کے کامل واکمل امین ہیں۔

محفل میں ہر کسی کی نظر مجھ پہ جم گئی
میں کس کی نظر کا عکسِ نظر لے کے آ گیا

درود شریف سے محبت :۔

سید سلمان گیلانی نے ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء تلہ گنگ میں ایک جگہ محفل حمد ونعت میں یہ

واقعہ سنایا: کہ حضرت اقدس خواجۂ خواجگان مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم کے ساتھ سالِ گذشتہ مدینہ طیبہ کی حاضری میں رفاقت رہی اس دوران ایک موقعہ پر آپ روضہ اطہر کے سامنے بیٹھے تھے کہ میں نے عرض کیا حضرت کوئی خاص وظیفہ ارشاد فرما دیجئے کہ مدینہ طیبہ کی بار بار حاضری ہوتی رہے......

تو آپ نے فرمایا درود شریف پڑھا کریں۔ میں نے عرض کیا: حضرت فلاں فلاں کام ہو جائیں کوئی خاص عمل بتلا دیجئے آپ نے فرمایا درود شریف پڑھا کریں۔ پھر میں نے عرض کیا: حضور! دل بڑا پریشاں ہے کچھ ارشاد فرما دیجئے! اس بار بھی آپ نے وہی بات دوہرا دی اور فرمایا درود شریف پڑھا کریں۔

☆ گیلانی صاحب نے بتایا: اس یادگار موقعہ پر مدینہ منورہ ہی میں صفحۂ دل پر چند اشعار کا ورود ہوا بعد میں جو صفحہ قرطاس کی زینت بنے اور کئی محافل میں وہ سنا بھی چکے ہیں۔ آپ بھی کتاب کے آخری باب، جامِ کوثر میں یہ مبارک اشعار ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

تذکار الائمہ ،استاذ المحدثین

جبالِ فقر واستغناء ،حافظ الحدیث ، ولی کامل ، مستجاب الدعوات ،

حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

﴿جمعۃ المبارک ،محرم الحرام 1324ھ میں درخواست تحصیل خانپور میں متولد ہوئے گیارہ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور دینی علوم کی تحصیل میں مشغول ہو گئے ،اور اٹھارہ سال کی عمر میں دورۂ حدیث بھی مکمل کر لیا ،فراغت کے بعد حضرت اقدس مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور سلوک کی تکمیل کی ، یہاں تک کہ حضرت نے اپنی دستارِ مبارک آپ کے سر پر رکھ دی ،آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے آپ کے معتقدین بھی لاکھوں سے متجاوز ہیں جمعیت علماء اسلام کے سرپرست بھی رہے اور ہمیشہ اتباع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور خدمتِ قرآن وحدیث میں مصروف رہے اور ہمیشہ دینِ حق کی آواز بلند کرتے رہے ،رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ ﴾

عشق کا رنگ :۔

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی وعظ تھی ،اٹھتے بیٹھتے ،چلتے پھرتے ، سوتے جاگتے ،مصافحہ کرتے کھانا کھاتے ،مولانا کی زبان پر قال اللہ ،قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رہتا تھا اور مرحوم ایک خاص سوز اور کیفیت سے کہ جس میں دردِ دل شامل ہوتا تھا ماحول اور وقت کے مطابق حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے رہتے تھے جن لوگوں نے آپ کو سنا ،دیکھا پرکھا ان سب کا یہ متفقہ فیصلہ اور فتویٰ ہے کہ حدیثِ رسول اللہ ﷺ سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا اور پہلے دور میں ان جیسے لوگ بہت سے گذرے ہیں لیکن اس دور میں صبح وشام ،دن اور رات اس فکر کو عام کرنے والا آپ سے بڑھ کر نہیں دیکھا گیا۔

اس کام کی لذت دلِ عشاق سے پوچھو
جان آگئی تن میں جو لیا نامِ محمدؐ

ہزاروں نہیں، لاکھوں لوگوں نے آپ کو جلسوں میں تقریر کرتے سنا جس سوز اور درد سے آپ مسلسل حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے اس کی مثال ملنا مشکل تھی۔ تقریر کے بعد دعا مانگنے لگتے تو اس میں یہ جذبہ پھر ابھر آتا اور وہ دعا آدھ پون گھنٹہ کی تقریر بن جاتی جس میں بیسیوں احادیث پڑھ دی جاتیں۔ یہ شعر اکثر جگہ لکھا اور پڑھا جاتا ہے لیکن حدیثِ رسول کے بارے میں یہ صحیح معنوں میں آپ پر صادق آتا ہے:

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الّا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم

حضرت مولانا ان معدودے چند لوگوں میں سے تھے کہ جن کی ساری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزری آپ کی مجلس میں سوائے دین کے کوئی اور بات نہیں سنی گئی۔ (واردات ومشاہدات، ملخصاً، صفحہ:454)

☆ گنبدِ خضریٰ کے سامنے بیٹھتا ہوں تو حدیث کی سمجھ آجاتی ہے

آپ ہر وقت عشق رسول میں سرشار رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ کے عقدے حل نہ ہوں تو میں بیت اللہ شریف کے سامنے جا بیٹھ جاتا ہوں تو حل ہو جاتے ہیں اور جب احادیثِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطالب سمجھ میں نہ آئیں تو گنبدِ خضریٰ کے سامنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ آجاتی ہے۔ (ماہنامہ تجلیاتِ حبیب، اکتوبر ۱۹۹۴ء)

تیرے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی، نہ صاحبِ کشّاف

نبی ﷺ کے عاشق علماء:۔

علماءِ دیوبند کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے جو فراوانی عطا

کی اس کی مثال ملنا مشکل ہے وہ بلند بانگ دعووں سے نہیں بلکہ حقیقت میں اتباعِ حبیب سے مزین ہے، آہ اور واہ کی تابع نہیں بلکہ رضائے رب اور منشاءِ خداوندی کے تابع ہوتی ہے، صرف اقوال وگفتار کی نہیں بلکہ اطاعتِ رسول کے عملی اظہار کا نمونہ ہوتی ہے۔

عاشقِ سیدِ دو عالم ﷺ، حافظ الحدیث، حضرت درخواستی جب مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیثِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس شروع کرتے ہیں تو ایک مصری اٹھ کر کہتا ہے:

یا اهل المدینة ! مارأیتم اباهریرة ،فهذا ابو هریرة

اے مدینہ والو! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تم نے نہیں دیکھا، لیکن آج حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے اس غلام کی شان دیکھ لو، جس طرح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ آنکھیں بند کر کے (یعنی زبانی احادیث سنانے والے، حافظ الحدیث) حدیث پڑھا کرتے تھے اس طرح یہ بھی حدیث پڑھتے ہیں

قد خرجت منکم النعمة و ذهبت عند العجم

دیکھو یہ نعمت تم عربیوں سے نکل کر عجمیوں میں چلی گئی ہے۔ (خطبات دین پوری، جلد 3، ص: 132)

☆ سکونتِ مدینہ کا ارادہ اور فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:۔

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ محبتِ نبوی کے جذبات میں پاکستان چھوڑنے اور مدینہ میں جا کر سکونت اپنانے کے ارادے سے کراچی پہنچ گئے، رات کو وہاں سوئے ہوئے تھے کہ خواب میں امام الانبیاء، سید الرسل، محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ انہیں پاکستان میں رہ کر ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کام کرنے کا ارشاد فرما رہے ہیں صبح ہوئی تو اپنا ارادہ سکونتِ مدینہ کا بدل دیا اور تحفظِ ختمِ نبوت کا کام مزید تیزی اور سرگرمی سے کرنے لگ گئے۔ (از: مولانا محمد علی جالندھری، شاہراہِ عشق کے مسافر، ص: 71)

آپ کی وفات ۲۷/ اگست ۱۹۹۴ء ۱۴۱۵ھ میں ہوئی، خان پور کے نواح، دین پور

میں امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی رحمہٗ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق پر کروڑوں رحمتیں نثار کرے، آمین

ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

☆☆☆☆
☆☆
☆

++ ﴿صفاتِ نبوت اور اوصافِ عظمت کی ایک جھلک﴾ ++

وہ شاہِ امم، وہ سراپا جود و کرم، وہ ماہِ فضل و کمال، وہ سراپا حسن و جمال کہ

- ...... جن کو اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے پہلے پیدا فرمایا مگر سب سے آخر میں مبعوث فرمایا
- ...... جنہوں نے یوم اَلَست میں سب سے پہلے ''بلیٰ'' کا آوازہ بلند فرمایا
- ...... جن کی مدد و نصرت کی گواہی عالمِ ارواح میں انبیائے کرام سے لی گئی
- ...... جن کی آمد کی خوشخبری ہر الہامی کتاب میں دی گئی
- ...... جن کے پنگھوڑے کو فرشتے ہلایا کرتے تھے
- ...... جن کے نورِ ولادت نے دنیا کو جگمگا دیا
- ...... جن کے حسن و جمال کا تذکرہ قرآن مجید میں آیا
- ...... جن کے لعاب مبارک نے کڑوے پانی کو میٹھا کر دیا
- ...... جن کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے
- ...... جن کی چشمِ مبارک اگر محوِ خواب ہوتی تو بھی دل مبارک بیدار رہتا تھا
- ...... جن کا مبارک پسینہ مشک و عنبر سے بھی بڑھ کر خوشبودار تھا
- ...... جن کے جسمِ اطہر پر مکھی بھی نہ بیٹھتی تھی
- ...... جن کی ولادت باسعادت پر شیاطین کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا
- ...... جن کا قرین اور موکل جن بھی مسلمان ہو گیا
- ...... جن پر درود و سلام بھیجنا امت پر واجب کر دیا گیا
- ...... جن کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا
- ...... جن کے سر پر نُصِرْتُ بِالرُّعْب کا تاج سجایا گیا
- ...... جن کو ورفعنا لک ذکرک کا مژدہ سنایا گیا
- ...... جن کا مرقد مبارک عرشِ معلّٰی سے بھی افضل ہے
- ...... جن کے مرقد مبارک پر موکل فرشتہ امت کا درود و سلام پہنچاتا ہے
- ...... جن کے حجرہ اور منبر کا درمیانی حصہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

- ......جن کو قیامت کے دن مقام محمود عطا کیا جائے گا
- ......جن کو حوضِ کوثر کا والی بنایا گیا
- ......جن کی امت قیامت کے دن سب امتوں سے زیادہ ہوگی
- ......جن سے دین کی تبلیغ پر قیامت کے دن گواہی طلب نہ کی جائے گی
- ......جن پر نازل ہونے والی کتاب جنت میں بھی پڑھی جائے گی
- ......جن کی زبان عربی اہل جنت کی زبان بنادی جائے گی
- ......جن کے خیر مقدم کے لئے کائنات کو دلہن کی طرح سجایا گیا۔ بقولِ شخصے......

==============

کتابِ فطرت کے سرورق پر جو نامِ احمدؐ رقم نہ ہوتا
تو نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا، وجودِ لوحِ قلم نہ ہوتا
زمیں نہ ہوتی فلک نہ ہوتا، عرب نہ ہوتا عجم نہ ہوتا
یہ محفلِ کن فکاں نہ ہوتی اگر وہ شاہِ امم نہ ہوتا

☆☆☆☆☆☆

حاکم عادل ،قائد حریت وانقلاب

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ

رحمۃً واسعۃً

﴿حضرت مفتی صاحب مردِ درویش اور سچے عاشق رسول تھے ،آپ 1909ء، موضع عبدالخیل ،علاقہ پنیالہ، ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے مقامی سکول میں میٹرک کیا ساتھ ہی اپنے والد ماجد سے دینی تعلیم کے بارے استفادہ کرتے رہے ، بعد ازاں ہندوستان کا سفر کیا جہاں آپ مراد آباد ، دہلی ، اور دیگر مدارس میں پڑھتے رہے اور 1941ء میں سندِ فراغت حاصل کر کے وطن واپس لوٹے ،تقریباً چار سال عیسیٰ خیل میں تدریس کرتے رہے بعدہٗ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں تدریسی خدمات سرانجام دیں ،حدیث پڑھاتے رہے اور افتاء کا کام بھی آپ ہی کے سپرد تھا ،آپ ملکی سیاست میں گہری دلچسپی سے حصہ لیتے تھے، 1953 کی تحریکِ ختمِ نبوت میں آپ نے نمایاں طور پر حصہ لیا اور ایک سال تک اسیر بھی رہے ،کئی بار اپنے حلقہ سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہوئے ، یکم مئی ،1972ء میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے ،اس دوران نفاذِ شریعت کے سلسلے میں بہت سی مثالی خدمات سرانجام دیں ،کئی ماہ بعد احتجاجاً مستعفی ہو گئے ،1974ء میں دیگر علماء کی سربراہی کرتے ہوئے پارلیمنٹ میں قادیانیوں کے بارے ایسے وقیع اور ناقابل تردید دلائل کی بوچھاڑ کی کہ تمام ممبران تائید پر مجبور ہو گئے اور یوں مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا گیا ،آپ کو حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت بھی عطا فرمائی تھی ،یقیناً آپ ایک صاحبِ بصیرت عالم اور انتہائی مدبر سیاستدان تھے ،حج پر جانے سے ایک روز قبل 14 اکتوبر 1980ء میں آپ نے انتقال فرمایا ،رحمۃ اللہ علیہ﴾

☆......بھلا وہ بھی کوئی محدث ہے جسے زیارت نہ ہو:۔

مدت سے تقاضا تھا شرف تلمذ حاصل ہو جائے۔ جہاں علمی بصیرت میں اضافہ ہوگا وہاں صحبت کے شب و روز بھی میسر آئیں گے ،علیم بذات الصدور نے وقت مقرر فرمایا اس قلندر کی ایک جھلک نصیب ہوئی دل تڑپ رہا تھا جس کیلئے نگاہیں بے تاب تھیں ، ملک کی مشہور عظیم دینی درسگاہ جامعہ قاسم العلوم میں داخلہ لیا ،انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ، بے قراری

سکون میں تبدیل ہوئی، مشتاق نگاہوں نے محبوب متاع کا جلوہ دیکھا۔ ۱۳۹۵ھ میں مسند تدریس پر یوں تو بے شمار حضرات اساتذہ تھے مفسرین بھی محدثین بھی، بحرالجور حضرت العلامہ مولانا شریف صاحب کشمیری ایسے جید لائق محققین بھی اس قطار میں معقول ومنقول کا دوشالہ اور تفقہ فی الدین کا تاج سر پہ سجائے نظر آرہے تھے مگر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کوششوں اور دعاؤں کا ثمر مرد درویش حضرت مفتی محمود احمد صاحبؒ کی صورت میں درسگاہ عالیہ دورہ حدیث شریف میں نمودار ہوا

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آگیا تو ساری بہاروں پہ چھا گیا

ذات اللہ کی حمد وستائش صلوٰۃ الرسول ﷺ کے بعد گویا ہوئے تو محسوس ہوا گویا سمندر اپنی موجوں میں گم ہے، دریا میں طغیانی بپا ہے، علم وحکمت کے موتی بکھیرے جارہے ہیں، چمنستان قرآن وحدیث کے پھول تقسیم کئے جارہے ہیں اور خوشبو ایسی جو رنگت سے کہیں بہتر۔

اور یہ سب کچھ کتاب الایمان (بخاری شریف) کے ضمن میں بانٹا جارہا تھا، ہر سوالی تخی کی اس عطا پر سر دھن رہا تھا۔ جہاں علمی، روحانی، ذوقی ولسانی جاذبیت ہر طالب صادق کے دل و دماغ میں جگہ کررہی تھی وہاں خوبصورت بارعب گول چہرہ، شربتی نگاہیں، پیشانی مبارک میں غور وفکر کی لکیریں مرکز توجہ تھیں، آبدار موتیوں جیسے دانتوں پر مسکراہٹ صاحب درد کیلئے تسلی ثابت ہورہی تھی، نگاہ عاطفت دائیں پھیری تو مرجھائے ہوئے پھولوں میں تازگی آگئی بائیں پھری تو اداس چہروں پر رونقیں آگئیں۔

سب کے دل دھڑکنے لگے، مشتاق نگاہوں نے توجہ کی، یوں گویا ہوئے عزیز ساتھیو! ہمارے اکابر کا طریق رہا ہے کہ جس کے اظہار میں ریاکاری کی بو آئے اس سے

اجتناب ضروری ہے، ممکن ہے میرا کچھ کہنا ریا کاری پر محمول ہوگا، پھر کیا تھا کہرام مچ گیا، دل بے قرار ہو گئے شیخ کے اس اشارہ پر تَرَحَّمْنَا یَاشیخ ! کی صدائیں بلند ہوئیں محدث کبیرؒ نے نگاہ عاطف جو گھمائی مرکزِ توجہ بن گئے فرمانے لگے بھائی آخر ہم بھی تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خوشہ چین ہیں بھلا وہ بھی کوئی محدث ہے جسے حدیث والے کی زیارت نصیب نہ ہو۔ اس جملہ کا اظہار تھا کہ سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوئیں وہ ہمیشہ کے لئے دل ودماغ میں جاگزیں ہو گئے آج تک حضرت کا جملہ کانوں میں گونج رہا ہے۔

(ہفت روزہ ترجمانِ اسلام، مفتی محمود نمبر، اپریل ۱۹۸۱ء)

سیاحِ حرمین، بے مثل اسلامی سکالر و مبلّغ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

رحمة الله عليه

﴿تعارف: دنیائے اسلام کے مشہور عالم دین، مفکر، مصنف، محقق، آپ 1914ء میں پیدا ہوئے آپ مولانا حکیم سید عبدالحی کے فرزند ہیں جو نزہۃ الخواطر کے مصنف ہیں جو برعظیم پاک و ہند کے علماء اور مشاہیر اسلام کا ایک ہزار سالہ تزکرہ ہے۔ آپ نے دارالعلوم ندوہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہیں تفسیر وادب عربی کے استاد کی حیثیت سے ذمہ داری سنبھال لی۔ لکھنو ہی میں مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام قائم کی۔ ان کو ازراہِ محبت علی میاں کہا جاتا تھا۔ اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ کی شوریٰ کے رکن تھے۔ آپ کی عربی اردو میں بہت سی تصانیف بھی ہیں۔﴾

حضور ﷺ سے والہانہ عشق کا اثر:۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک آفاقی شہرت عطا کی تھی بیسیوں علمی وادبی جماعتوں اور حلقوں کے منتظم اور سرپرست وغیرہ تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ عربی ﷺ سے بے پناہ اور والہانہ عشق ومحبت انہیں عطا فرمائی تھی ایک واقعہ ان کا نمونہ کے طور عرض کر دیتا ہوں بالخصوص اس ضمن میں جہاں ہم سے کوتاہی اکثر ہوتی ہے اصلاح کے لئے اسے ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

☆ اعتقاد ومحبت کا تأثر ظاہر ہونے لگتا ہے

''انہیں رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی سے والہانہ محبت وتعلق تھا تقریر سے پہلے جب خطبہ مسنونہ پڑھتے اور آپ ﷺ کا نامِ نامی آتا اور آپ کی رسالت کی شہادت کا کلمہ زبان سے نکلتا تو آواز میں رقت اور ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی اور چہرہ پر بھی اعتقاد ومحبت کا تأثر ظاہر ہونے لگتا تھا جسے سامعین وناظرین محسوس کرتے تھے۔

؎ لذتِ پرواز میں اگر، کہیں کھو جاؤں میں
جس سے محبت ہے مجھے، اس کی گلی میں دیکھنا

رسول اللہ ﷺ سے ان کی محبت و عقیدت کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں ایک بار میں رائے بریلی حاضر ہوا اور کئی دن حضرت ندوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں رہا اس وقت اتفاق سے کوئی کاتب حضرت کے پاس نہ تھا حضرت کو کوئی مضمون املاء کرنا تھا مجھے یہ خدمت سپرد ہوئی۔

مضمون لکھواتے ہوئے آپ نے کسی جملہ میں محمد رسول اللہ ﷺ لکھوایا پھر فرمایا صرف لفظ رسول اللہ لکھ دو (جملہ کے اعتبار سے وہ موزوں لگ رہا ہے) میں نے غلطی سے لفظ محمد پر [کراس] کا نشان بنایا مولانا نے میری یہ غلطی دیکھ لی یا محسوس کر لی اور ان پر عجیب کیفیت طاری ہوئی اور کئی بار کسی قدر تلخ لہجہ میں فرمایا مولوی زکریا! تمہیں ہمت کیسے ہوئی کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کا نام کاٹ دیا پھر یاد دلایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو (حدیبیہ کے صلح نامہ سے) آپ ﷺ کا نام کاٹنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔ آپ نے کیسے ہمت کر لی۔

؎ اگلوں نے بھی دوہرائے ہیں اقوالِ محبت
میں نے بھی وہی بات کہی ہے لہجہ بدل کر

اور ساتھ ہی نصیحت کے طور فرمایا کہ کہ احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے موقع پر آپ کے اسم گرامی کو دائرہ میں کر دیا جاتا ہے

؎ جب تک ہے زمیں پر کوئی میخانہ سلامت
اے پیرِ مغاں کس لئے آئے گی قیامت

(سیرت النبی ﷺ اور غلامانِ محمد ﷺ، خصوصی نمبر ماہنامہ الرشید صفحہ ۱۵۲ مضمون مولانا زکریا سنبھلی)

☆محبت کی صبحِ صادق نمودار ہوئی:۔

......مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۂ اللہ تعالیٰ اپنے ایک مجموعۂ مضامین وخطبات (الطریق الی المدینہ) ''کاروانِ مدینہ'' میں سیرت کا پیغام، امت کے وفود آقا کے حضور میں، غارِ حرا کی روشنی میں، اقبال درِ دولت پر، حضور وسرور ؐ ، حدیثِ مدینہ، اردو فارسی شعراء کا نذرانۂ عقیدت وغیرہ عناوین ایک نئے اچھوتے، اور لاجواب انداز میں پیش کرتے ہیں یہ پیراگراف اس کتاب سے لیا گیا ہے جو یقیناً اپنے انداز میں اعجاز رکھتا ہے۔

......میں جبلِ نور پر چڑھا اور اس کے غار پر جو غارِ حرا کے نام سے مشہور ہے جا کھڑا ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہی جگہ ہے جہاں خداوندِ کریم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری کا شرف عطا فرمایا اور پہلی مرتبہ وحی نازل فرمائی پس (یہ کہنا حق ہے کہ) یہیں سے وہ آفتاب طلوع ہوا جس کی کرنوں نے دنیا پر نور برسایا اور اسے ایک نئی زندگی بخشی، یہ عالم ہر دن ایک نئی صبح کو خوش آمدید کہتا ہے لیکن اکثر وبیشتر نہ اس صبح میں نیا پن ہوتا ہے نہ کوئی ندرت، اور نہ ہر صبح، صبحِ سعادت، ان صبحوں کی آمد سے انسان تو جاگ جاتے ہیں مگر دلوں کی نیند میں ذرا فرق نہیں آتا اور روحوں کی بستی یونہی خوابِ غفلت میں پڑی رہتی ہے کیا شمار ہے ایسے تاریک دنوں کا اور ایسی جھوٹی صبحوں کا، البتہ اس غار سے حقیقی معنی میں صبحِ صادق نمودار ہوئی تھی جس کے نور نے ہر چیز کو چمکایا اور اس کی آمد نے ہر شے کو جگایا اور اسی صبح سے تاریخ کا رُخ مڑا اور زمانہ کا رنگ بدلا۔ اس صبح سے پہلے انسانی زندگی کا فطری بہاؤ کا ہوا تھا اور اس کے ہر دروازہ پر بھاری قفل چڑھے ہوئے تھے

......ایسے وقت میں متمدن دنیا سے الگ تھلگ ایک چھوٹے سے خشک پہاڑ کے اوپر گمنام اور ظاہری اعتبار سے بے حیثیت مقام (غارِ حرا) میں دنیا کا وہ عقدۂ لاینحل حل ہوا جو نہ بڑی بڑی حکومتوں کی راجدھانیوں میں حل ہو سکا نہ عظیم الشان درسگاہوں میں حل ہوا اور نہ

علم وادب کے پُرشکوہ ایوانوں میں حل ہوسکا یہاں پروردگارِ عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی صورت کی گم شدہ کنجی پھر سے انسانیت کو مل گئی۔ یہ کنجی ہے ایمان...... اللہ پر، اس کے رسول پر اور یوم آخرت پر...... اس کنجی سے آپ نے صدیوں کے ان بند قفلوں کو ایک ایک کر کے کھول ڈالا جس کے نتیجے میں حیاتِ انسانی کے ہر ہر شعبے کے دروازے چوپٹ کھل گئے۔ آپ نے جب نبوت کی اس کنجی کو عقل کے قفل پر رکھا تو اس کی ساری گرہیں کھل گئیں اس کی ساری سلوٹیں اور اس کے پیچ وخم دور ہو گئے اسے نشاطِ فکر حاصل ہو گیا اور وہ اس قابل ہو گئی کہ انفس وآفاق میں پھیلی ہوئی خدا کی نشانیوں سے نفع اندوز ہو سکے، اس کائنات میں غور کر کے اس کے خالق کو پا سکے۔ (کاروانِ مدینہ، صفحہ ۳۹ تا ۴۱، ملخصاً)

☆ میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تیری محفل کے بعد:۔

......ایک ایسی تحریر جس کا حرف حرف عشق والفت، احسان مندی اور جذباتِ وفا سے لبریز ہے ......مدینہ کا مسافر اگر ایسا ہی قلب وجگر لے کر وہاں جائے تو یقیناً وہاں کی تربت کا ذرہ ذرہ، ہوا کا ہر جھونکا، پانی کا ہر قطرہ، پہاڑ کا ہر کنکر، الفت وشیفتگی، محبت وقربت کا مظہر دکھائی دے گا اور قلب وجگر ایک ہی صدا کی بازگشت سنے گا......

چھین لے مجھ سے نظر اے جلوۂ خوش روئے دوست
میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تیری محفل کے بعد

''نظر اٹھا کر دیکھئے یہ دونوں طرف پہاڑوں کی قطاریں ہیں کیا عجب ہے کہ ناقۂ نبوی اسی رستہ سے گزرا ہو، یہ فضا کی دلکشی یہ ہوا کی مشک بیزی اسی وجہ سے ہے

منزلِ دوست چوں شود نزدیک　　آتشِ شوق تیز گردد

درود شریف زبان پر جاری ہے دل وفورِ شوق سے امنڈ رہا ہے بھینی بھینی ہوا ہے اور ہلکی ہلکی چاندنی، جس قدر طیبہ قریب ہوتا جا رہا ہے ہوا کی خنکی، پانی کی شیرینی اور ٹھنڈک، لیکن دل کی

گرمی بڑھتی جارہی ہے سینے کوئی کہہ رہا ہے ۔

۔ بادِ صبا جو آج بہت مشک بار ہے
شاید ہوا کے رخ پہ کھلی زلفِ یار ہے
۔ وہ ایک بار ادھر سے گئے مگر اب تک
ہوائے رحمتِ پروردگار آتی ہے

وہ دیکھئے جبلِ احد نظر آرہا ہے ذلك جبل يحبنا ونحبهٗ وہ سوادِ مدینہ کے درخت نظر آرہے ہیں ...... وہ گنبدِ خضریٰ نظر آیا دل کو سنبھالیے اور قدم اٹھایئے یہ لیجئے مدینہ میں داخل ہوئے مسجدِ نبوی کی دیوار کے نیچے نیچے بابِ مجیدی سے گزرتے ہوئے بابِ جبریل پر جا کے رکے حاضری کے شکرانہ میں کچھ صدقہ کیا اور اندر داخل ہوئے، پہلے محرابِ نبوی میں جا کر دوگانہ ادا کیا، گنہ گار آنکھوں کو جگر کے پانی سے غسلِ صحت دیا وضو کرایا پھر بارگاہِ نبوی پر حاضر ہوئے ...... خوب درود وسلام پڑھا اور آپ کے دونوں رفیقوں اور وزیروں کو محبت کا خراج اور عقیدت کا نذرانہ سلام ودعا کی شکل میں پیش کیا ...... اب آپ ہیں اور مسجدِ نبوی، دل کا کوئی ارمان باقی نہ رہ جائے، درود شریف پڑھنے کا اس سے بہتر زمانہ اور اس سے بہتر مقام کون سا ہو سکتا ہے؟ اب بھی شہود وحضور نہ ہو تو پھر کب ہوگا؟

جنت کی کیاری، روضة من رياض الجنّة میں نمازیں پڑھیے، مگر دیکھئے کسی کو تکلیف نہ دیجئے ...... اور یہاں آواز بلند نہ ہو ﴿اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ یہاں دنیا کی باتیں نہ ہوں، دن میں جتنی مرتبہ جی چاہے حاضری دیجئے اور سلام عرض کیجئے آپ کے نصیب کھل گئے، اب کمی کیوں کیجئے مگر ہر بار عظمت وادب اور اشتیاق ومحبت کے ساتھ، دل کی ایک حالت نہیں رہتی وہ بھی سوتا اور جاگتا ہے جاگے تو سمجھئے نصیب جاگے ......

کبھی دبے پاؤں لوگوں کی نظر بچا کر تنہائی میں حاضر ہونے کا جی چاہے گا اس باب میں دل کی فرمائشیں سب پوری کیجئے کوئی حسرت باقی نہ رہے، کبھی صرف آنسوؤں سے زبان کا کام لیجئے کبھی ذوق وشوق کی زبان میں عرض کیجئے، مگر اتنا خیال رکھیے کہ توحید کی حدود سے قدم باہر نہ جائے......

اب ہم مدینہ منورہ میں مقیم ہیں جہاں کی خاکروبی کو اولیاء سلاطین سعادت سمجھتے تھے وہاں آپ ہر وقت حاضر ہیں ایک ایک دن اور ایک گھڑی کو غنیمت سمجھئے، پانچوں نمازیں مسجدِ نبوی میں جماعت کے ساتھ پڑھئے...... آیئے اب جنت البقیع چلیں جو انبیاء علیہم السلام کے مقابر کے بعد صدق واخلاص کا سب سے بڑا مدفن ہے ع ......دفن ہوگا نہ کہیں ایسا خزانہ ہرگز ...... یہاں چپہ چپہ پر ایمان وجہاد اور عشق ومحبت کی تاریخ کندہ ہے ایک ایک ڈھیر میں اسلام دفن ہے......

انہی کے نقشِ قدم کی تلاش ہے مجھ کو
کبھی نہ چھوڑوں گا یارؔی میں جستجوئے رسولؐ

......گنبد خضریٰ پر ایک نظر ڈالئے پھر مدینہ کے اس شہرِ خموشاں کو دیکھئے صدق واخلاص، استقامت ووفا کی اس سے زیادہ روشن مثال کیا ملے گی۔ آیئے بقیع میں اسلام کی خدمت کا عہد کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اسلام ہی کے راستہ پر زندہ رکھے اور اسی کے ساتھ وفاداری میں موت آئے۔ جنت البقیع کا یہی پیغام اور یہی سبق ہے۔

قبا میں بھی حاضری دیجئے یہ وہ بقعۂ نور ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم سے مدینہ سے بھی پہلے مشرف ہوا۔ وہاں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی ہے جس کو لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ کا خطاب ملا۔ محبت وعظمت کے ساتھ حاضر ہو جایئے اس زمین پر نماز پڑھیے۔ پیشانی اس خاک پر رکھئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رِجَالٌ

یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا کے قدموں سے پامال ہوئی ہے۔اس فضا میں سانس لیجئے جس میں وہ انفاسِ قدسی اب بھی بسے ہوئے ہیں......

مدینہ طیبہ سے الفت کا تذکرہ:۔

مدینہ طیبہ کے ذرے ذرے کو محبت وعقیدت کی نگاہ سے دیکھیے تنقید کی نگاہ اور اعتراض کی زبان کے لیے دنیا بھری پڑی ہے زندگی کے چند دن کانٹوں سے الگ پھولوں میں گذر جائیں تو کیا حرج ہے پھر بھی آپ کی نگاہ کہیں رکتی اور اٹکتی ہے تو غور سے کام لیجئے وہ ہماری کوتاہی کے سوا اور کیا ہے ہم نے دین اور دنیا کی خیرات یہیں سے پائی، آدمیت یہیں سے سیکھی۔ان کے بزرگوں نے سمندر اور صحرا عبور کر کے اور پہاڑوں کو طے کر کے دین کا پیغام ہم تک پہنچایا۔ہم نے بھی اپنے فرض کا احساس کبھی کیا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ دین کے احسان کے بدلہ ہم چند سکوں سے ادا کر دیں گے جو ہمارے حجاج اپنی کم نگاہی سے احسان سمجھ کر مدینہ کی گلیوں میں بانٹتے پھرتے ہیں۔

مدینہ دعوتِ دین کی معدن ہے اس دعوت کو اس معدن سے اخذ کیجئے اور اپنے اپنے مسلک کے لئے یہ سوغات لے کر آیئے، کھجوریں، گلاب و پودینہ، خاکِ شفا محبت کی نگاہ میں سب کچھ ہیں مگر اس سرزمین کا اصلی تحفہ اور یہاں کی سب سے بڑی سوغات دعوت اور اسلام کے لئے جدوجہد اور جان دے دینے کا عزم ہے۔مدینہ، مسجدِ نبوی کا چپہ چپہ، بقیع شریف کا ذرّہ ذرّہ اور احد کی ہر ہر کنکری یہی پیغام دیتی ہے مدینہ آکر کوئی یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ اس شہر کی بنیاد دعوت و جہاد پر پڑی تھی۔لیجئے قیام کی مدت ختم ہونے کو آئی ہے......

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

آخری سلام عرض کیا مسجد نبوی پر حسرت کی نگاہ ڈالی اور باہر نکلے محبوب شہر پر محبت کی نگاہ ڈالتے چلے، احد کو ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور مدینہ سے مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے جو لمحہ گذرتا ہے مدینہ آنکھوں سے دور اور مکہ قریب ہوتا جاتا ہے الحمد للہ کہ ہم حرمین کے درمیان ہی ہیں......... صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

(کاروانِ مدینہ، ص: ۱۶۱ تا ۱۷۴ ملخصاً)

☆ جیتے جی جنت کو دیکھنا:۔

...... میں نے بچپن میں جس طرح لوگوں کو جنت اور اس کی نعمتوں کا بڑے شوق شوق سے ذکر کرتے ہوئے سنا اس طرح حجاز اور اس کے دونوں شہروں کا تذکرہ بھی سنا تھا جنت کو حاصل کرنے اور حجاز کو دیکھنے کی تمنا اسی وقت سے میرے دل میں کروٹیں لینے لگی تھی۔

جب میں کچھ بڑا ہوا اور مجھے معلوم ہوا کہ جیتے جی جنت کو دیکھنا ممکن نہیں ہے ہاں حجاز تک رسائی ممکن ہے حجاج کے قافلے برابر آتے جاتے ہیں تو میں نے کہا کہ پھر ایمان کی اس جنت کی سیر کیوں نہ کی جائے دن پر دن گزرتے گئے اور میں بڑھتا گیا، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ اور تاریخِ اسلام کا مطالعہ کیا تو میرا پرانا شوق تازہ ہو گیا، تھپکی دے دے کر سلائی ہوئی تمنائیں جاگ گئیں اور میں دن رات حج و زیارت کی تمنا میں رہنے لگا۔

پھر ایسا ہوا کہ میں اس جگہ آ پہنچا جس کی سرزمین پر نہ تو سبزہ کا فرش ہے اور نہ اس کی گود میں ندیاں کھیلتی ہیں اس کے چاروں طرف جلے ہوئے پہاڑ کھڑے پہرہ دے رہے ہیں لیکن بقول حفیظ ؎

نہ اس میں گھاس اُگتی ہے نہ اس میں پھول کھلتے ہیں
مگر اس سرزمیں سے آسماں بھی جھک کے ملتے ہیں

جب میں نے حسنِ ظاہری سے خالی یہ سرزمین دیکھی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شہر، مناظر سے کتنا تہی دست ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ بھی سوچا کہ اس شہر نے انسانیت اور تمدن پر کتنا بڑا احسان کیا ہے اگر یہ شہر جس کا دامن گلکاریوں سے خالی ہے روئے زمیں پر نہ ہوتا تو دنیا ایک سونے کا پنجرا ہوتی اور انسان محض قیدی!

یہی وہ شہر ہے جس نے انسان کو دنیا کی تنگنائے سے نکال کر وسعتوں سے آشنا کیا انسانیت کو اس کی کھوئی ہوئی سرداری اور چھینی ہوئی آزادی دلائی اسی شہر نے انسانیت پر لدے ہوئے بھاری بوجھوں کو اتارا اس کے طوق وسلاسل کو جدا کیا جو ظالم بادشاہوں اور نادان قانون سازوں نے ڈال رکھے تھے۔

......حج کے بعد میں اپنے شوق کے پروں پر اڑتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف چلا محبت اور وفا کی کشش مجھے مدینہ منورہ کی طرف بے ساختہ کھینچ رہی تھی راستہ کی زحمتوں کو میں رحمت سمجھ رہا تھا اور میری نگاہ کے سامنے اس پہلے مسافر کا نقشہ گھوم رہا تھا جس کا ناقہ اسی رستے سے گیا تھا اور اس راستہ کو اپنی برکتوں سے بھر دیا تھا۔

جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے میں نے مسجدِ نبوی میں دو رکعت نماز ادا کی اور سعادت کے نصیب ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر میں آپ کے سامنے حاضر ہوا میں آپ کے احسانات کے نیچے دبا ہوا تھا جن سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں میں نے آپ درود وسلام پڑھا اور گواہی دی کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام کماحقہٗ پہنچا دیا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی ہوئی امانت کو پورا پورا ادا کر دیا، امت کو سیدھی راہ دکھائی اور اللہ کی راہ میں دمِ واپسیں تک پوری پوری کوشش کی۔

اس کے بعد میں نے آپ کے دونوں محترم دوستوں کو سلام کیا یہ دونوں ایسے دوست ہیں جن سے بڑھ کر مصاحبت کا حق ادا کرنے والا تاریخِ انسانی میں نظر نہیں آتا اور نہ

کوئی ایسا جانشین دکھائی دیتا ہے جس نے ان سے زیادہ اچھی طرح جانشینی کے فرائض کو ادا کیا ہو۔ (کاروانِ مدینہ، ص:۱۷۹ تا ۱۸۲، ملخصاً)

شرابِ محبت پلا دے مجھے　　تو مستانہ اپنا بنا دے مجھے

ترے جلوے کو دیکھ کر جان دوں　　مروں تو ترے فضل سے یوں مروں

رہوں گور میں بھی دیوانہ ترا　　نہ موقوف ہو منہ دکھانا ترا

اٹھوں تو ترے دھیان میں پھر اٹھوں　　غرض عشق ہی میں جیوں اور مروں

(مولانا رؤف احمد مجددیؒ، داداسید ابوالحسن علی ندویؒ)

حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی کے ملفوظات و ارشادات قلم بند کرتے ہوئے سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ رقم طراز ہیں

☆ ورنہ تمہاری آواز حضور ﷺ کی آواز پر بلند ہو جائے گی:۔

''قرآن نے صحابہ کرام کو خطاب کر کے کہا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی　نہ اونچی کرو اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر، کتنا معرکۃ الآرا لحاظ ہے کتنا عظیم المرتبت ادب ہے دیکھو مسلمانو! رسول اللہ ﷺ کی آواز مبارک کے آگے اپنی آواز پست رکھنا۔ یہ حکم وقتی نہ تھا صرف صحابہ کرام کو نہ تھا بلکہ پوری امت کو ہے قیامت تک ہے یہ قرآنی آواز آج بھی اسی طرح آرہی ہے جس طرح اپنے نزول کے وقت سنائی دی تھی

آج یہ آواز ہم کو بتا رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کے آگے اپنی مصلحت نہ ڈھونڈنا، دین میں علل مت تلاش کرنا، بے چون و چرا حکمِ رسول کو ماننا ورنہ تمہاری آواز حضور ﷺ کی آواز پر بلند ہو جائے گی اور ایسے میں۔اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ: کہ اکارت ہو جائیں تمہارے اعمال، اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ صحابہ کرام نے اس،

ادب کو سیکھ لیا تھا اور وہ آوازوں کو حضور ﷺ کے آگے اتنی پست رکھتے تھے کہ گویا مجلس میں ہیں ہی نہیں ظاہراً بھی اور باطناً بھی، یہی وجہ تھی کہ ان کے حالات بدل جاتے تھے۔

(صحبتے بااہلِ دل مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی، صفحہ ۳۴۷)

☆ تیرا نامِ پاک لینے کی سعادت:۔

عشق کی تاثیر ہی الگ ہوتی ہے محبوب کا نام لینے کا لطف ہی جداگانہ ہے اس کے تذکرے میں لذت ہی بے مثل ہے اس کی سوچ ہی بڑی جاں گداز ہے اس کا خیال بھی بڑا دل نواز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہر وقت اسمِ ذات ہی کا ورد کرتا ہے ایک منٹ کے لئے اس کی زبان تھمتی نہیں اور ایک لمحہ بھی اپنے وقت کا ضیاع نہیں کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہوا جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت موسیٰ ہیں تو وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ مجھے عرصہ سے اللہ کے نبی کی زیارت کا اشتیاق تھا خوب ہوا کہ آج دیدار ہو گیا۔ میری عرض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے مناجات اور شرفِ ہم کلامی کا موقع ہو تو یہ دعا کیجئے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مرنے سے پہلے ایک بار اپنا نام لینے کی توفیق دیدے۔ غرض جب حضرت کو باریابی ہوئی اور ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا عرض کیا، خدایا تیرے فلاں بندہ نے مجھ سے یہ خواہش کی کہ میں تجھ سے عرض کروں کہ تیرا نام لینا اسے نصیب ہو جائے فرمایا اچھا اس کی دعا قبول ہوئی اس کو میرا نام لینا نصیب ہو جائے گا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس پلٹ کر آئے اور کہا تمہاری دعا قبول ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کو نام لینا نصیب ہو جائے گا بس اس پر اس نے ایک نعرہ لگایا اور اللہ کا نام لیا اور فوراً جاں بحق تسلیم ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور بارگاہِ الٰہی میں رجوع فرمایا، ارشاد ہوا کہ وہ اسم سے مانوس تو تھا مسمّیٰ تک نہیں پہنچا، تھا اب مسمّیٰ یعنی ذاتِ باری تعالیٰ تک پہنچ گیا

حقیقت یہی ہے کہ پہلے تخلیہ ہوتا ہے اور پھر تحلیہ، پہلے رسمِ محبت اور شناسائی پھر وہ سوزِ جاں اور ذکرِ جاں گداز۔

میں نے ایک کتاب میں منڈی بوٹی کی تعریف دیکھی مصنف نے اس کے فوائد بہت سے گنوائے تھے اسکے کے فوائد گناتے گناتے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جاتی ہے مجھے بہت تعجب ہوا کہ منڈی کو زیارت سے کیا واسطہ؟ کچھ عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ منڈی سے خون کا تصفیہ اور دماغ کا تنقیہ ہو جاتا ہے اور چونکہ معاملہ دماغ کی صفائی کا ہے اگر دماغ صحیح اور ذہن صاف ہو جائے تو پھر زیارت بھی بعید نہیں۔ (صحبتے با اولیاء، صفحہ ۱۲۸)

شوق و محبت کے بغیر کام نہیں چلتا، شوق و محبت کی حالت میں محنت، محنت اور بوجھ، بوجھ معلوم نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں بھی شوق و محبت کی چنگاری رکھی ہے دیکھئے اونٹ بھی حُدی سے متاثر ہوتا ہے اور جب وہ حدی سے مست ہو جاتا ہے تو اس کو شغدف اور سواریوں کا بوجھ معلوم نہیں ہوتا مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے کچھ دیوانگی کی بھی ضرورت ہے اگر سیانا گیا تو فائدہ نہ اٹھایا۔ (صحبتے با اولیاء، صفحہ ۱۱۳)

☆ اے خنک شہرے کہ آنجا دل براست:۔

یہ بالکل فطری اور قدرتی امر ہے کہ ایک مسلمان کو (خاص طور پر وہ جو بہت دور دراز مقام سے آیا ہو) مناسکِ حج کی تکمیل کے بعد اس جگہ کا شوق دامن گیر ہو جو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ہجرت اور آخری آرامگاہ اور اسلام کی آغوشِ رحمت اور جائے پناہ ہے اس کی نگاہیں اس مسجد کے لئے بے قرار ہوں جہاں سے روشنی کی کرنیں اس طرح پھوٹیں کہ سارا عالم اس کی روشنی سے جگمگا اٹھا، جہاں سے ہدائت، علم و روحانیت اور اسلام کی قوت و شوکت کے چشمے جاری ہوئے اور انہوں نے ساری دنیا کو گل گلزار بنا دیا۔

یعنی اس مدینہ کا شوق اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگے جہاں اسلام نے پناہ لی ، جہاں تاریخِ اسلام کی پہلی فصلیں مرتب ہوئیں ، جہاں کی خاک پاک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے آنسو اور خون دونوں سے تر ہے۔ وہ اس مسجد میں نماز ادا کرے جہاں کی ایک رکعت دوسری جگہ کی ہزار رکعت [متفق علیہ] سے بہتر ہے۔

ان جگہوں پر ٹھہر ٹھہر کر اور رک رک کر آگے بڑھے۔ جہاں کبھی سابقین اولین اور شہداء وصدیقین ٹھہرا کرتے تھے یہاں سے صدق واخلاص ، عشق ومحبت اور اسلام کے راستہ میں شجاعت مردانگی اور شہادت کی دولت حاصل کرلے جو یہاں کا سب سے بڑا تحفہ اور قیمتی سوغات ہے اور اپنے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے جن کی دعوت کے طفیل اس کو ظلمتوں سے روشنی میں انسانوں کی غلامی سے اللہ تعالیٰ کی غلامی وبندگی میں ، دنیا کو تنگی سے اس کی کشادگی میں پہنچنا نصیب ہوا اور اس کو پہلی بار ایمان کی حلاوت حاصل ہوئی اور انسان کی قیمت معلوم ہوئی۔ (ارکانِ اربعہ ، سید ابوالحسن علی ندوی ، ص:۳۴۱)

☆ حضور ﷺ کی دعاؤں میں لذتِ محبت الٰہی کا سوال :۔

محبت تاویل سے ناآشنا اور تکان واکتاہٹ سے بیگانہ ہے کیونکہ وہ زخم بھی ہے مرہم بھی ، راہ بھی ہے اور منزل بھی......

عاشقاں را خستگیٔ راہ نیست
عشق خود راہ است وہم خود منزل است

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام سے محبت الٰہیہ کی دعا فرمائی ہے ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِي وَاَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی) اے اللہ! اپنی محبت مجھے پیاری کردے میری جان سے اور میرے گھر سے اور ٹھنڈے میٹھے پانی سے بھی بڑھ کر۔

ایک اور دعا کے الفاظ ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الاَ شْيَاءِ عِنْدِی ،وَاقْطَعْ عَنِّی حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّــوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ،وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَهْلَ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ ، فَاَقْرِرْ عَيْنِی مِنْ عِبَادَتِكَ (كنز العمال)

اے اللہ! اپنی محبت کو میرے لئے تمام چیزوں سے محبوب تر اور اپنے ڈر کو میرے لئے تمام چیزوں سے خوفناک تر بنا دے اور مجھے اپنی ملاقات کا شوق دے کر، دنیا کی حاجات مجھ سے قطع کر دے اور جہاں تو نے دنیا والوں کی آنکھیں ان کی دنیا سے ٹھنڈی کر رکھی ہیں میری آنکھ اپنی عبادت سے ٹھنڈی فرما۔

ایک اور دعا کے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِی حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِی حُبُّهٗ عِنْدَكَ ، اَللّٰهُمَّ فَكَمَا رَزَقْتَنِی مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِی فِيْمَا تُحِبُّ ،اَللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّی مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغاً لِی فِيْمَا تُحِبُّ (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب فرما اور اس شخص کی محبت بھی، جس کی محبت تیرے نزدیک میرے حق میں نافع ہو۔ یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے وہ دیا جو مجھے پسند ہے اسے میرا معین بھی اس کام میں بنا دے جو تجھے پسند ہے، اے اللہ! تو نے جو دور رکھا ہے مجھ سے ان چیزوں کو جو مجھے پسند ہیں تو اسے میرے حق میں ان چیزوں کے لئے موجبِ فراغ بنا دے جو تجھے پسند ہیں۔

لیکن یہ محبت، یہ اطاعت، یہ توفیقِ عبادت، یہ ذکر وشکر کی دولت سب اس کی اعانت وعنایت پر منحصر ہے اس لئے محبوبِ خدا ﷺ نے اپنے ایک محبوب صحابی کو پُر محبت الفاظ میں تاکید فرمائی...... يَا مُعَاذُ ! وَاللّٰهِ لَاُحِبُّكَ ! اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذ ! لَا تَدَعُهُنَّ فِی كُلِّ صَلٰوةٍ اَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ : اے معاذ! واللہ

مجھے تم سے محبت ہے، میں تمہیں تاکید کرتا ہوں یہ دعا کسی نماز میں ترک نہ ہو، اے اللہ! میری اپنے ذکر اپنے شکر اور اپنی اچھی عبادت پر مدد فرما۔

یہ حدیث کی وہ دعائیں ہیں جن میں نبوت کا نور و یقین، انبیاء کا علم و حکمت اور اس معرفت و محبت کی پوری تجلیات ہیں جو انبیاء کی خصوصیت اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتیازِ خاص ہیں جس طرح چہرۂ نبوی پر نظر پڑتے ہی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی طبعِ سلیم نے شہادت دی تھی: وَاللّٰہِ ھٰذَا الْوَجْہُ لَیْسَ بِوَجْہٍ کَذَّاب: بخدا یہ کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ان دعاؤں کو پڑھ کر قلبِ سلیم شہادت دیتا ہے کہ یہ نبی معصوم کے سوا کسی کا کلام نہیں ہو سکتا ۔ عارف رومی نے دونوں کے متعلق شہادت دی ہے۔

در دلِ ہر کس کہ دانش را مزہ است

رُو و آوازِ پیمبر معجزہ است

کمالاتِ نبوت اور علمِ نبوت کی معرفت و شناخت کے لئے جس طرح سیرت کے ابوب اور اعمال و اخلاق و عبادات ہیں اسی طرح ایک دلیلِ نبوت اور معجزۂ نبوی یہ ادعیۂ ماثورہ ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہے وہ امت جس کو نبوت کی وراثت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں دین و دنیا کا خزانہ، غیب کی نعمتوں اور دولتوں کی یہ کنجیاں ملیں اور وہ کتنی بدقسمت ہے اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ (سید ابوالحسن علی ندوی، سیارہ ڈائجسٹ، اکتوبر ۹۸، ص: ۲۲۰)

☆ خانہ کعبہ کی کنجی دیے جانے کا اعزاز:۔

اس شیدائے حبیب ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبول دیکھئے، کہ آپ کو دو دفعہ خانہ کعبہ کی کنجی دی گئی کہ وہ دروازے کا قفل کھولیں، اور جس جس کو چاہیں بلا بلا کر اندر سے زیارت کروائیں، یوں آپ نے اپنے جاننے والے کئی سعادت مندوں کے نام لے لے کر اندر بلایا، اور کئی متوسلین واحباب اس شرف سے ان کی وجہ سے فیض یاب ہوئے (ص:

۲۰۲، عاشقانِ رسول، ارشد)

☆ آپ کی وفات کے دوسرے روز ایک مخلص دوست اور صالح نوجوان نے خواب میں حضرت والا کی زیارت کی اور عرض کیا کہ حضرت اتنی آسانی سے آپ کی روح کیسے نکل گئی فرمایا: حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو غم تھا اس کو اپنانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فضل کا معاملہ فرمایا۔ یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین۔ (۲۲۴، عاشقان رسول، ارشد)

☆☆☆☆☆☆☆☆

امیر ختم نبوت ،سالارِ قافلہ ،شہیدِ حق

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عشقِ رسول کی بدولت :۔

دین کے مبلغ وداعی اور عظیم اسکالر ہونے کے ساتھ ایک سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آپ کی زبان پر آتا آپ پر عجیب وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ،چہرہ مبارک اشک بار ہوجاتا آپ کا وجود عجز ونیاز اور محبت وعقیدت کے پیکر میں ڈھل جاتا اسی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت دورِ حاضر کے بڑے بڑے اکابر کو آپ پر مکمل اعتماد تھا۔ (ماہنامہ بینات ،شہید نمبر ،ص:۲۷۷)

☆......شہرِ محبت اور معمولاتِ محبت :۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران تلاوتِ کلام شریف کے ساتھ کثرت سے درود شریف پڑھنے کا معمول تھا کئی کئی ہزار درود شریف کا روزانہ ورد فرماتے ۔زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزارتے اور آخری پندرہ بیس سال سے آپ کے معمولات میں حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی ،حضرت مولانا سید یوسف بنوری ،حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی ،حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمھم اللہ تعالیٰ کی طرح یہ ہوگیا تھا کہ ماہِ مبارک کے پہلے پندرہ سترہ دن مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں گزارتے اور ایامِ حج میں حج کے لئے بھی تشریف لے جاتے ۔

......ان اسفار میں حضرت شہید کا معمول یہ تھا کہ کراچی سے کئے جانے والے عمرہ اور مدینہ منورہ سے کیا جانے والا عمرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فرماتے ،اس کے بعد اکثر

روزانہ ایک عمرہ ضرور فرماتے۔ رات کے تیسرے پہر اٹھ کر اپنے مکان پر تہجد ادا فرماتے، اس کے بعد ذکر فرماتے۔ مناجاتِ مقبول اور درود شریف کی کتاب ذریعة الوصول الیٰ جناب الرسول ﷺ کی طباعت کے بعد اس کی منزل پڑھتے۔

مدینہ منورہ میں زیادہ وقت مسجد نبوی میں گزرتا اور درود شریف کا معمول کثرت سے ہوتا، آپ پر بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ میں ایک خاص خوف کی سی کیفیت طاری رہتی خاص کر مدینہ منورہ میں آپ بہت زیادہ احترام کا معاملہ فرماتے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ مسجد نبوی میں بہت کم کسی سے گفتگو فرماتے اگر ضروری بات کرنی ہوتی تو دھیمے لہجے میں بات کرتے۔ جو کتاب تصنیف فرما رہے ہوتے اس کے مسودات بھی ساتھ لے جاتے اور صبح آٹھ نو بجے سے ظہر تک تصنیف وتالیف کا کام فرماتے۔ (ماہنامہ بینات، شہید نمبر، ص: ۹۵-۷۹۴)

میرے آقا میں رہوں تیری ثنا میں مصروف!
جب تلک جسم میں جاں، نطق میں گویائی ہے

☆...... قاری اسمٰعیل رشیدی آف برطانیہ رقم طراز ہیں: اس بار آخری سفرِ حج میں تو کچھ رنگ ہی اور تھا ایک دن آپ مسجد نبوی سے اپنے رہائش گاہ کی طرف جاتے ہوئے تسبیح کی ایک دوکان کے پاس رکے اور فرمایا کہ فلاں تسبیح کا معلوم کرو۔ میں نے سعادت سمجھتے ہوئے یہ تسبیح ایک درجن خرید کر پیش کی تو کسی قدر خفگی سے فرمایا میں اتنی ساری کیا کروں گا؟ میری تو موت کی تیاری ہے! بس ایک دانہ چاہئے۔ اللہ اکبر

☆ آپ نے پوچھا نہیں میں کیوں رویا ہوں؟

...... ایک دن مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰة والسلام سے باہر تشریف لائے تو ایک صاحب جو پاکستانی تھے اور وضع قطع سے تعلیم یافتہ اور اچھے خاصے متمول معلوم ہوتے تھے حضرت سے نہایت ادب واکرام سے ملے اور حضرت سے دعا کی درخواست کی

حضرت نے انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیا ہم سب حاضرین بھی رونے لگے حضرت نے تھوڑی دیر بعد ان سے فرمایا: بھائی! آپ نے پوچھا نہیں کہ میں کیوں رویا ہوں؟ اس پر ان صاحب نے عرض کیا ارشاد فرمایئے آپ کیوں روئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بھائی! میں نے جب آپ کے چہرے کو دیکھا تو مجھے اس لئے رونا آیا کہ آپ اس چہرے اور شکل کو لے کر حضور ﷺ کے دربار میں گئے ہوں گے؟ اس سے حضور ﷺ کو کتنی تکلیف پہنچی ہوگی؟ یہ سننا تھا کہ وہ شخص دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور روتے روتے کہنے لگا کہ حضرت! آئندہ کبھی بھی داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دعا کی اور چل دیے۔

(ماہنامہ بینات، شہید نمبر، ص:۳۷۹)

☆ چہرہ محبوب کی سنت سے سجالیجئے:۔

......حکیم العصر، ولیٔ کامل، مرشد العلماء، گلستانِ نبوی ﷺ کے درخشندہ آفتاب ومہتاب، چھوٹی بڑی ۱۰۰ سے زائد کتب کے مؤلف، ناموسِ رسالت کے محافظ، حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عشقِ رسول ﷺ کی انتہاء یہ تھی کہ محبوب ﷺ کی ادا کے خلاف کوئی بات برداشت نہ ہوتی تھی فوراً چہرے پر غصے کے آثار نظر آتے مگر شفیق اتنے کہ منہ پر شفقت کا ہاتھ پھیر کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو سجانے کا کہتے، جو وعدہ کر لیتا اس کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اسے اپنا گرویدہ بنا لیتے اس طرح آپ کی شفقت نے کئی انسانوں کو سنتِ نبوی سے مزین کر دیا۔ (ماہنامہ بینات، شہید نمبر، ص:۴۳۱)

☆ درود شریف کا مبارک عمل:۔

آپ ہمہ وقت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور درود شریف پڑھتے رہتے، زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہ فرماتے یعنی کوئی لمحہ ایسا نہ ہوتا کہ ذکرِ الٰہی آپ کی زبان پر نہ ہو اور کثرت

درود شریف کے مبارک عمل کو امتِ مسلمہ میں باقی رکھنے اور جاری رکھنے کے لئے آپ لکھتے ہیں:۔

"ایک مدت سے اس ناکارہ کی آرزو تھی کہ درود شریف پر ایک رسالہ تصنیف کروں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ تک رسائی کا ذریعہ بناؤں، لیکن اس خیال سے شرم آتی تھی کہ اس موضوع پر اکابر کے بہترین رسائل موجود ہیں خصوصاً حافظ سخاویؒ کا رسالہ [قول البدیع فی الصلوٰۃ علیٰ الحبیب الشفیع ﷺ] اور ہمارے شیخ برکۃ العصر قطب العالم حضرت الحاج الحافظ الحجۃ مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہٗ کا رسالہ......

[**فضائل درود شریف**] اپنے موضوع پر عدیم النظیر ہیں۔"

آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم العصرؒ کی تمنا پوری فرمادی کہ آپ کو الشیخ العلامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا درود شریف پر فارسی رسالہ ملا جس کو آپ نے ترجمہ وفوائد کے ساتھ مزین ومرتب فرما کرامتِ مرحومہ کیلئے بہت ہی بہترین اور مبارک وظیفہ کے طور پر تیار فرما کر لاکھوں بندگانِ خدا کو درود وسلام پڑھنے کا موقع مہیا فرمایا اور امت پر احسان فرمایا۔ اس مبارک مجموعے کا نام **ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسول ﷺ** ہے اس رسالہ کے ابتدائیہ میں حضرت لدھیانوی تحریر فرماتے ہیں کہ:۔"اس مبارک رسالہ میں بکھرے ہوئے موتی، درود شریف، اکٹھے ایک مجموعہ میں کردیے......تاکہ ایک چھوٹا سائز تیار ہوجائے پھر فرمایا کہ احباب کی فرمائش پر میں ہر درود شریف کا ترجمہ الگ نمبر لگا کر شائع کیا ہے"

یہ چھوٹا سا درود شریف کا نفیس ترین مجموعہ تیار فرمایا مگر اس کے ساتھ ہی احباب کی خواہش کا پاس کرتے ہوئے اسے مناجاتِ مقبول کی طرح سات منزلوں پر تقسیم فرمادیا

(ماہنامہ بینات، شہید نمبر، ص:۲۸۹)

شغل درود بھی ہے عجب شغلِ خوشگوار
جتنا تھا رنج وغم میرا سب دور ہو گیا
اک دم نظر جو گنبدِ خضرا پہ جا پڑی
سارے سفر کا رنج وتعب دور ہو گیا

☆ سنتِ نبوی کی تاثیر اور مٹھاس:۔

مولانا ظفر احمد قادری مدظلہ اپنے مضمون عاشقِ رسول ﷺ میں لکھتے ہیں:۔

حضرت اقدس کو سنتِ نبوی ﷺ سے عشق تھا اور ایسا عشق کہ سنت پر عمل کے علاوہ کوئی عمل پسند ہی نہیں تھا۔ سنتِ نبوی کی تاثیر اور مٹھاس حضرت اقدس کے ریشہ ریشہ میں رچ بس چکی تھی حضرت اقدس اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول کا زندہ جاوید مصداق تھے۔ آپ شکل وصورت، خوراک وپوشاک، اکل وشرب میں معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت اہمیت دیتے تھے اگر کسی کی شکل اسلامی نہ ہوتی اسے ضرور تنبیہ فرماتے تھے۔ (ایضاً ص:۲۹۰)

☆ ...... مگر سنت سے پیار نہ چھوڑا:۔

حضرت والا کے سنتِ نبوی سے عشق کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے تقریباً ۱۵ سال تک باقاعدگی کے ساتھ لوکی کا سالن استعمال کیا، لوکی کے سالن کے علاوہ کچھ استعمال نہیں فرماتے تھے یہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس لئے کہ لوکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ سبزی تھی اس سنت پر عمل کرنے کے لئے ایک عرصہ تک لوکی کو استعمال کیا لیکن بعد میں ڈاکٹروں کے مشورہ پر اس کا استعمال ترک کر دیا کیونکہ ڈاکٹروں نے کہا: مسلسل لوکی استعمال کرنے کی وجہ سے جسم کی تاثیر حد سے زیادہ ٹھنڈی ہو گئی ہے لہٰذا اب مزید استعمال نہ کریں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت والا کے اندر کتنی استقامت اور سنتِ نبوی

سے عشق ومحبت تھی۔ کہ صحت داؤ پر لگا دی مگر سنت سے پیار نہ چھوڑا، سبحان اللہ۔

(ماہنامہ بینات، شہید نمبر، ص: ۳۵۵)

ع......دلے دارم پُر از جذباتِ عشقِ احمدِ مرسل:۔

مولانا شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دین کے مبلغ وداعی اور عظیم اسکالر ہونے کے ساتھ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ بھی تھے جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آپ کی زبان پر آتا آپ پر عجیب وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی، چہرہ مبارک اشک بار ہو جاتا آپ کا وجود عجز ونیاز اور محبت وعقیدت کے پیکر میں ڈھل جاتا۔ جن حضرات نے مولانا کا آخری دیدار کیا وہ گواہی دیں گے کہ چہرے پر طمانیت اور عجب تبسم، شفاعتِ خداوندی کا ثبوت دے رہا تھا۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ شہادت سے ایک ہفتہ قبل جہاد کی برکات کا نظارہ کرنے کے لئے افغانستان تشریف لے گئے تھے ......ایک محاذ پر آپ نے کلاشنکوف چلانے کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: ہم لوگ اب تک تو قلم کا جہاد کرتے رہے ہیں آج اصل جہاد میں بھی شریک ہو گئے ہیں۔ حضرت جب وطن واپس لوٹے تو ایک انٹرویو کے دوران شہادت کی دعا مانگی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور تیسرے روز آپ شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے۔ (ماہنامہ بینات، شہید نمبر، ص: ۸۲۷ [بحوالہ ماہنامہ لولاک])

غازۂ حُسن یا رنگِ عشق:۔

جب آپ کو شہید کیا گیا تو آپ کا خون قدرتی طور پر ڈاڑھی پر اس طرح سے لگ گیا جیسے دانستہ حنا بندی کی جاتی ہے اور ڈاڑھی کو حسن دیا جاتا ہے، جس سے چہرے کا حسن اور بڑھ گیا، نورانیت بڑھ گئی، مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں: اسے قدرتِ الٰہی کا کرشمہ کہئے یا

حضرت کی محبوبیت کا راز! کہ حنا بندی میں تکوینی طور پر اس کا بھی خیال رکھا گیا کہ غازہ حسن ملتے ہوئے صرف آپ کی داڑھی مبارک کو خون سے رنگین کیا گیا لیکن آپ کے رخِ زیبا پر خون کا ایک قطرہ تک نہیں آنے دیا گیا کہ کہیں حُسنِ محبوبیت میں فرق نہ آجائے۔ (عاشقانِ رسول ص: ۲۵۰)

☆☆☆

﴿مدح رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سارى صديوں پر جو بھارى ہے وہ لمحہ ملتا
کاش! سرکارِ دو عالم کا زمانہ ملتا
آپ کو دیکھتا مکّے سے ہجرت کرتے
آپ کا نقشِ قدم، آپ کا رستہ ملتا
آپ کو دیکھتا طائف میں دعائیں دیتے
یوں مرے صبر و تحمل کو سلیقہ ملتا
آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھتا
آپ کے قدموں کے پیچھے مجھے سجدہ ملتا
حشر تک میری غلامی یونہی قائم رہتی
میری ہر نسل کو فخریؔ! یہی ورثہ ملتا

ماہرِ فلکیات و روحانیات، شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا شیخ محمد موسیٰ روحانی بازی

رحمۃ اللہ علیہ

﴿ایک گراں قدر علمی حیثیت کے حامل تھے آپ کو قرآن مقدس کی تفسیر اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف عشق کی حد تک تھا۔ جامعہ اشرفیہ میں اپنے دور کی آپ عظیم علمی وعلمی، جلالی و جمالی شخصیت تھے دورۂ حدیث شریف کے اسباق میں سے سنن ترمذی آپ پڑھایا کرتے تھے، طلباء کی بہت زیادہ آؤ بھگت، اور عزت وحوصلہ افزائی کرتے، کبھی مدینہ طیبہ کی کھجوریں طلباء میں تقسیم کی جارہی ہیں کبھی زمزم پلا کر آدابِ محبت سکھائے جاتے تھے۔
درسِ حدیث کے عجیب والہانہ انداز کے ساتھ ساتھ دیگر مذکورہ اشغال کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق وعقیدت کے جام پلائے جاتے تھے اور راقم کو ابھی تک وہ محافل یاد ہیں کہ شبِ جمعہ میں بعد عشاء آپ کے مکان میں طلباءِ دورۂ حدیث جاتے اور وہاں تربیت کی باتیں آپ بتاتے اور پھر نعتِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا دور چلتا مجھے آج بھی نہیں بھولتا کہ آپ کی آنکھیں اس وقت ذکرِ حبیب سے خوب آنسو بہاتیں اور عَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ کا نمونہ بن جاتیں۔﴾

''رزقِ حلال اور غیبی معاشِ اولیاء'' نامی آپ کی کتاب کے شروع میں آپ کے حالات درج ہیں۔ صفحہ ۲ تا ۱۶ اختصاراً ملاحظہ فرمایئے:۔ ''حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو عند اللہ جو مقام مرتبہ حاصل تھا اور اس سلسلے میں آپ کو جن کرامتوں اور خصائص سے اللہ تعالیٰ نے نوازا اس پر ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے ذیل میں اختصاراً ایک دو واقعات ذکر کئے جاتے ہیں......

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی قبر مبارک سے جنت کی خوشبو:۔

تدفین کے بعد حضرت شیخ الحدیث کی قبر اطہر کی مٹی سے خوشبو آنا شروع ہوگئی جس نے پورے میانی قبرستان کو معطر کر دیا۔ دور دور تک فضا انتہائی تیز خوشبو سے مہکنے لگی اور یہ خبر

جنگل کی آگ کی طرح ہر طرف پھیل گئی۔لوگوں کا ایک ہجوم تھا جو اس ولی اللہ کی قبر پر حاضری دینے کے لئے امڈ پڑا، ملک کے کونے کونے سے لوگ پہنچنے لگے اور تبرکاً مٹی اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے۔قبر پر مٹی کم ہونے لگتی تو اور مٹی ڈال دی جاتی چند ہی منٹوں میں وہ مٹی بھی اسی طرح خوشبو سے مہکنے لگتی۔عجیب بات یہ تھی کہ اگر ایک ہی جگہ سے دس آدمی مٹی اٹھاتے تو ہر شخص کی اٹھائی ہوئی مٹی کی خوشبو جدا جدا ہوتی۔

قیامِ مدینہ کا ایک عجیب واقعہ:۔

آپ کے جانشین مولانا محمد زبیر صاحب رقم طراز ہیں: اس زمین پر عرشِ بریں کے آخری نمائندہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت شیخ کی محبت وعقیدت عشق کی آخری دہلیز پر تھی درسِ حدیث میں یا گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر فرماتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی آنکھیں پرنم ہو جاتیں اور آواز حلق میں رہ جاتی ۔

لکھتے ہیں ایک مرتبہ حضرت شیخ بمعہ اہل وعیال حج کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔حج کے بعد چند روز مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ تعالٰی (جو کہ تبلیغی جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے، کامل ولی اللہ تھے اور سالہا سال تک مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے) کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو آپ کی بمعہ اہل خانہ اپنی مدینہ منورہ والی رہائش گاہ پر دعوت کی۔

دعوت کے دوران والدِ محترم ،مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی (جو کہ مدینہ منورہ ہی کا رہائشی تھا) آیا، اس نے جب حضرت شیخ کو اس مجلس میں تشریف فرما دیکھا تو انہیں سلام کر کے مؤدبانہ انداز میں ان کے قریب بیٹھ گیا اور عرض کیا حضرت میں آپ سے معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ مجھے معاف فرما دیں.

والد ماجد رحمۃ اللہ نے فرمایا: بھائی کیا ہوا؟ میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں، نہ کبھی آپ سے ملاقات

ہوئی ہے تو کس بات پر معاف فرمادوں؟ وہ شخص پھر کہنے لگا کہ بس حضرت آپ مجھے معاف کردیں۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی وجہ تو بتلاؤ؟ وہ شخص کہنے لگا: کہ جب تک آپ معاف نہیں فرمائیں گے میں بتلانہیں سکتا۔ تو اپنے مخصوص لب ولہجہ میں حضرت والد صاحب نے فرمایا اچھا بھئی معاف کیا، اب بتلاؤ کیا بات ہے؟ وہ کہنے لگا حضرت میری رہائش مدینہ منورہ میں ہی ہے میں اپنے رفقاء اور ساتھیوں سے اکثر آپ کا نام اور آپ کے علم وفضل کے واقعات سنتا رہتا تھا چنانچہ میرے دل میں آپ کی زیارت وملاقات کا شوق پیدا ہوا اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمنا بڑھتی گئی مگر کبھی زیارت کا شرف حاصل نہ ہوسکا۔

اتفاق سے چند دن قبل آپ مسجد نبوی میں نوافل میں مشغول تھے کہ میرے ایک ساتھی نے مجھے اشارے سے بتلایا کہ یہ ہیں مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی، جن کے بارے میں تم اکثر پوچھتے رہتے ہو۔ میں نے چونکہ اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہیں تھا اس لئے میرے ذہن میں آپ کے بارے میں ایک تصور قائم تھا کہ پھٹا پرانا لباس ہوگا، دنیا کا کچھ پتا نہیں ہوگا تو جب میں نے نوافل پڑھتے ہوئے آپ کا حلیہ اور وجاہت دیکھی (حضرت شیخ رحمہٗ اللہ کا لباس سادہ مگر باوقار ہوتا تھا، سفید لمبا جبہ پہنتے، شلوار ٹخنوں سے بالشت بھر اونچی ہوتی، سر پر سفید پگڑی باندھتے اور پگڑی کے اوپر عربی انداز میں سفید رومال ڈال لیتے مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے علمی جلال کے ساتھ ساتھ ظاہری جمال اور رعب بھی بے انتہاء بخشا تھا نسبتاً دراز قامت بھی تھے اس لئے اس سادہ سے لباس میں بھی آپ کی وجاہت وشان کسی بادشاہِ وقت سے کم معلوم نہ ہوتی اور آپ کو نہ جاننے والے بھی آپ کی شخصیت سے انتہائی مرعوب ہوکر ادب سے ایک طرف ہوجاتے۔)

تو میرے ذہن میں جو پھٹے پرانے لباس کا تصور تھا وہ ٹوٹ گیا اور میرے دل میں آپ کے بارے میں کچھ بدگمانی پیدا ہوگئی چنانچہ میں آپ سے ملے بغیر ہی واپس لوٹ گیا۔ اسی رات کو خواب میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی غصے میں ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوگئی کہ آپ ناراض دکھائی دے رہے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میرے موسیٰ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو، فوراً میرے مدینے سے نکل جاؤ''

میں خوف سے کانپ گیا فوراً معافی چاہی فرمایا ''تو آپ نے فرمایا: جب تک ہمارا موسیٰ معاف نہیں کرے گا میں بھی معاف نہیں کروں گا''۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بیدار ہوگیا اور اس دن سے میں مسلسل آپ کو تلاش کر رہا ہوں مگر آپ کی جائے قیام کا پتہ نہیں لگا سکا آج آپ کے یہاں آنے کی خبر ملی تو معافی مانگنے کے لئے حاضر ہوگیا ہوں۔ حضرت شیخ نے جب یہ واقعہ سنا تو پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔

☆ الفتِ نبی اور درود شریف پر عظیم محنت:۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری دلوں میں سلگانے کے لئے، الفتِ حبیب سے قلبِ مسلم کو آشنا کرنے کے لئے آپ کی کتاب ''**البرکات المکیة فی الصلوٰت النبویة**'' بہت لاجواب کتاب ہے جو کہ عشقِ رسالت مآب کا ایک شاہکار نمونہ ہے۔ جس میں آنحضرت ختمی مرتبت پر درود وسلام کے حسین گلدستوں کے ساتھ آقا علیہ السلام کے آٹھ سو پانچ اسماءِ مبارکہ قرآن وحدیث اور سابقہ کتبِ سماویہ اور صُحفِ الٰہیہ سے آپ نے جمع فرمائے ہیں یہ ایک عظیم الشان اور فرید المثال خدمت ہے۔ نیز ہفتہ کے دنوں کی مناسبت سے اس کی منزلیں بھی آپ نے ترتیب دی ہیں تا کہ عشاق اس کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کر سکیں۔

حضرت شیخ سے ترمذی شریف پڑھنے کی سعادت اللہ رب العزت نے مجھے بھی نصیب فرمائی ہے تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی آپ گہرا اثر رکھتے تھے۔ دوران سبق ایک روز آپ کو خلافِ معمول کچھ اونگھ سی آگئی تھوڑی دیر بعد سر اٹھایا تو فرمایا: بھئی مولانا! جن کی حدیث پڑھا رہا ہوں ابھی ابھی اللہ نے مسجد نبوی میں ان کی زیارت سے شرفیاب فرمادیا ہے۔ **اللہ اکبر کبیرا۔**

عموماً جمعرات کو آپ کے گھر میں طلباء خدمت کے لئے اکٹھے ہوتے، کچھ سعادت مند آپ کی خدمت بھی کرتے، سر کی مالش، پاؤں کے تلووں کو دبانا اور مَلنا، پنڈلیوں کو دبانا۔ بحمد اللہ راقم کو بھی آپ کے پاؤں دبانے کی سعادت کئی بار نصیب ہوئی، پھر آپ قہوہ بھی پلاتے اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرماتے کہ بھئی میں حدیث کے طالب علموں کے لئے یہ قہوہ اور پتی، خاص مدینہ طیبہ کی منگواتا ہوں، بھئی اس میں بڑی برکات ہوتی ہیں اور بڑے انوارات ہوتے ہیں۔ کچھ طلباء اچھی آواز والے تھے ان سے نعت بھی سنتے اور خاموش بیٹھے خوب روتے رہتے، یا بسا اوقات اپنے کمرے میں آویزاں مسجد نبوی کی ایک بہت بڑی فریم شدہ تصویر کو حسرت سے دیکھتے۔

مدینہ کی بہاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
اسی کے لالہ زاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے
وہ مکہ ہو، مدینہ ہو، کہ شہرِ قدس کی گلیاں
عقیدت کے دیاروں سے سکونِ قلب ملتا ہے

اللہ تعالیٰ اس عاشق زار کی قبرِ مشکبار پر نزولِ رحمت فرمائے اور لمحہ لمحہ، کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور صد ہزار بار آپ کے درجات بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

نعتِ حسین

کاش ہم بھی رُخِ مصطفیٰ دیکھتے
جلوہ افروز نورِ خدا دیکھتے

چاند جیسے ہو ستاروں کے درمیاں
یوں صحابہ میں بدر الدجیٰ دیکھتے

جاں نثارانِ صدیق وفاروق سے
نیز عثمان اور مرتضیٰ دیکھتے

جنگ کرتے ہوئے جورِ کفار سے
راہِ ایمان میں جاں کو فدا دیکھتے

نذر کرتے رہِ حق میں سب مال وزر
رو برو دولتِ دوسرا دیکھتے

چلتے آقا کے نقشِ قدم پر جو ہم
اوجِ اسلام بے انتہاء دیکھتے

خاک پائے نبی ؐ ڈال کر آنکھ میں
راز قدرت کے سب برملا دیکھتے

اے مبارکؔ ! پڑتی جو نبی ؐ کی نظر
پھر تو مٹی کو سونا بنا دیکھتے

﴿ مبارک بقاپوری ﴾

صاحب التاثیر خطیب و مبلغ

حضرت مولانا عبد الشکور دین پوری

رحمۃ اللہ علیہ

﴿تعارف: آپ کی ولادت باسعادت 1931ء میں خانپور شہر کے قریب قصبہ دین پور میں ہوئی، جو شہر کہ علم و عرفان کا مرکز اور تحریکِ آزادی میں اہلِ حق کی توجہات کا محور رہا ہے، ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی، حضرت سندھی سے گلستان کا دوسرا باب پڑھا اور شیخ الاسلام حضرت مدنی سے منیۃ المصلی کا سبق تبرکاً پڑھا، 1953ء میں دورۂ حدیث شریف جامعہ قاسم العلوم گھوٹکی (سندھ) سے کیا اور اسی سال تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں سکھر جیل میں کئی ماہ تک گرفتار بھی رہے 1954ء میں حضرت درخواستی رحمۃ اللہ سے دورہ تفسیر پڑھا، 1965ء میں پہلی مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی، بحمد اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف میں 40 اور مسجد نبوی میں 25 تقاریر کرنے کا شرف بھی اللہ تعالیٰ نے عطا کیا، 14 اگست 1987ء بعد نمازِ جمعہ وفات پائی، اور حضرت درخواستی نے جنازہ پڑھایا اور دین پور شریف کے تاریخی قبرستان میں مدفون ہوئے، رحمۃ اللہ علیہ۔﴾

وہ حسین و دلنشین اور ماہ جبین نبی ﷺ :۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے عجیب دل عطا فرمایا تھا، حق گو اور بے باک خطیب تھے، ہر وقت حُبِّ رسولِ مقبول ﷺ سے سرشار رہتے تھے اور بات میں عجیب لطافت اور تاثیر ہوا کرتی تھی، جو براہِ راست دلوں میں شہد سی حلاوت گھول دیتی تھی، دورانِ تقریر خداداد سلیقے سے قافیہ بندی فرماتے تو لوگ جھوم جھوم جاتے تھے، ان کی شان ولیوں جیسی تھی، عجیب دل ربا عالم تھے مدینہ طیبہ، مسجد نبوی میں بھی پچیس بار تقریر کرنے کا موقع ملا، فرماتے تھے میں نے مسجد نبوی میں تقریر کے دوران بھی کہا تھا آج بھی کہتا ہوں، حضور ﷺ کا ارشاد ہے، دین پوری کو یاد ہے غُبَارُ الْمَدِیْنَۃِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ، مدینہ کے غبار میں بھی ہر بیماری کی شفا موجود ہے۔

خطاب کا ایک پیارا لہجہ:

ساری کائنات میں حسین، دلنشین، ماہ جبین، نازنین، بہترین، بالیقین، صاحبِ جمال، صاحب کمال، آمنہ کا لال، محبوبِ ذوالجلال، آؤ میں ان کے دروازے کا پتہ بتاؤں جو سب سے حسین ہیں، کوئی کسی کا محبوب ہے کوئی کسی کا، وہ خدا کے محبوب ہیں، سبحان اللہ (خطبات دین پوری، جلد 3، ص 118)

☆......حسینوں میں احسن:۔

ہم نبی کو امام ہی نہیں بلکہ امام الانبیاء مانتے ہیں، ہم محمد کریم ﷺ کو افضل الانبیاء مانتے ہیں، ہم نبی کو شریفوں میں اشرف، حسینوں میں احسن، جمیلوں میں اجمل، کاملوں میں اکمل اور رسولوں میں افضل مانتے ہیں، کہہ دو سبحان اللہ...... آقا کی گلیاں بھی حسین ہیں، مدینے کے پہاڑ بھی حسین ہیں، ذرا آپ جا کر دیکھیں خدا کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ایسے معلوم ہوتی ہے کہ فرشتوں نے اسے تعمیر کیا ہو۔ (خطبات دین پوری، جلد 3، ص: 165)

☆ دین پوری سے موتی لے لو:۔

بیت اللہ پر نگاہ ہو، بیت اللہ کا طواف ہو، ہاتھ میں کعبے کا غلاف ہو، دل صاف ہو، پھر کیوں نہ گناہ معاف ہوں، بیت اللہ کا جلال ہو، پھر جلال میں کمال ہو، پھر فضل ذوالجلال ہو، پھر کیوں نہ رحمت سے مالا مال ہو، اللہ ہمیں بیت اللہ شریف میں نماز نصیب فرمائے، آمین، (خطبات دین پوری، جلد 3، ص: 165)

☆ زلفِ نبی ﷺ کی عظمتِ شان:۔

لوگو! زمین و آسمان کے چودہ طبق کاغذ بن جائیں، سمندر سیاہی بن جائیں، درخت قلمیں بن جائیں، زمین و آسمان کے تمام جن انسان فرشتے لکھنے بیٹھیں۔ ہمارا عقیدہ

یہ ہے کہ زمین و آسمان پُر ہو جائیں گے، سمندر خشک ہو جائیں گے، قلمیں گھس کر ختم ہو جائیں گی، لکھنے والے تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے، یاد رکھو! قیامت بپا ہو سکتی ہے مگر مصطفیٰ کریم ﷺ کی زلف کے ایک بال کی بھی شان ختم نہیں ہو سکتی (نامور خطباء کے خطیبانہ شہ پارے صفحہ ۱۲۷)

دتی آپ دی زلف نوں جیہڑی قدر رب نے
شبِ قدر وی اوہ قدر پائی کتھے

جو نبی ﷺ کا حُب دار ہے:۔

ایک جگہ تقریر کے دوران ارشاد فرمایا: دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق رسول ﷺ عطا فرمائے، ہماری رفتار میں، گفتار میں، کردار میں، افکار میں، لیل ونہار میں، عادات میں، تاثرات میں، جذبات میں، خیالات میں، واقعات میں، دن رات میں، حالات میں، ہر بات میں، افعال میں، اقوال میں، چال میں، خیال میں، ہر حال میں، خدا، حضور ﷺ کی تابعداری عطا فرمائے۔ میرا عقیدہ ہے کہ جو نبی پاک ﷺ کا تابعدار ہے وہ گرچہ دعویٰ نہ کرے حُب دار ہے۔ جو حُب دار ہے، اس کا بیڑہ پار ہے. جو پیغمبر کا غلام تابعدار نہیں لاکھ دعویٰ کرے وہ حُب دار نہیں، حُب دار نہیں تو بیڑہ پار نہیں، اس جیسا کوئی خوار نہیں. اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ ﷺ کی غلامی عطا فرمائے۔ آمین. (نامور خطباء کے خطیبانہ شہ پارے صفحہ ۱۳۱)

مداح ہوں میں اس شہِ عالی جناب کا ۔۔۔ درباں ہے جبریلِ امیں جس کے باب کا
روئے نبی کا جلوۂ انوار دیکھ کر ۔۔۔ خجلت سے رنگ زرد ہوا ماہتاب کا

نبی ﷺ کے جانثار:۔

من دفن فی مدینتی فھو من جاری ۔ ایک حدیث میں آتا ہے...... کہ جنت البقیع سے ستر ہزار آدمی اٹھیں گے جن کا چہرہ چودھویں کے چاند سے زیادہ چمکے گا، خدا مصطفیٰ

(ﷺ) سے پوچھیں گے کہ محبوبِ مکرم یہ کون لوگ ہیں، ستر ہزار کی قطار، فرمائیں گے تابعدار، جانثار، جنہوں نے گھر بار کو، کاروبار کو، اہل وعیال کو تن من دھن کو چھوڑ کر، سب سے تعلق توڑ کر، مجھ سے تعلق جوڑ کر میری مسجد میں نماز ادا کی اور کفن پہن کر جنت البقیع میں دفن ہو گئے تھے خدا کی قسم حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جئتَ هؤلاء ما حساب علیهم، محبوب جو تیرے سائے میں سو گئے میں ان سے بھی حساب نہیں لوں گا۔ (خطبات دین پوری، جلد 3، ص:227)

☆ نبی ﷺ کی مسکراہٹ کو جنت مانتا ہوں:۔

عشقِ نبی میں ڈوبے ہوئے یہ الفاظ اور پُر تاثیر جملے ذوقِ قلب ونظر سے ملاحظہ کیجئے:

ہم حضرت محمد ﷺ کے پسینے کو کستوری سے بھی افضل مانتے ہیں، میں نبی کے اشارہ کو معجزہ مانتا ہوں، محمد کے چہرے کو جنت کی ضمانت مانتا ہوں، ان کی گفتگو کو حدیث مانتا ہوں، پیغمبر کی دعا کو مقبول مانتا ہوں، پیغمبر کے قدم کو سنت مانتا ہوں، نبی کے عمل کو شریعت مانتا ہوں، نبی کی مسکراہٹ کو جنت مانتا ہوں، محمد مصطفیٰ ﷺ کے شہر کو مدینہ منورہ مانتا ہوں، نبی کی جائے ولادت کو مکہ مکرمہ مانتا ہوں، پیغمبر کے پسینے کو کستوری سے زیادہ معطر مانتا ہوں، جبرائیل سے زیادہ محمد کریم ﷺ کو مطہر مانتا ہوں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

(نامور خطباء کے خطیبانہ شہ پارے صفحہ ۳۳۱)

؎ مشک وعنبر کیا کروں اے دوست خوشبو کیلئے
مجھ کو رخسارِ محمد ﷺ کا پسینہ چاہئے

☆ لوح وقلم اور جنت ایک طرف......

میرا اور میرے علماء کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ترازو بنائے، ایک پلڑے میں سجاد،

عُبّاد، زُھّاد، اقطاب، اخیار، ابدال، علماء، صلحاء، اتقیاء، اصفیاء، اولیاء، جن و ملک، حور و فلک، چودہ طبق، عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت، کعبہ رکھ دے۔ ایک طرف محمد کریم ﷺ کو بٹھا دے، ترازو کو اٹھا دے، دین پور کے علماء کا عقیدہ ہے کہ ساری کائنات کی شان کم ہے اور حضرت محمد ﷺ کی شان بلند ہے۔ (نامور خطباء کے خطیبانہ شہ پارے، صفحہ ۱۳۴)

خاکِ طیبہ از دو عالم خوش تر است

اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

☆ اب عرش و فرش میں نبوت حضور ﷺ کی ہے:۔

مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہ چاند میں، ستاروں میں، کسی جزیرے میں، یا زحل میں، مشتری میں، عطارد یا مریخ میں، اگر کہیں بھی کوئی مخلوق رہتی ہے تو وہ بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اسلام اس کو بھی محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا قبول کرنا پڑے گا اب عرش و فرش میں نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے

اس لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے لئے معراج کی رات آپ کو اللہ تعالیٰ نے امام بنایا، کہ محبوب ! تمام انبیاء کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اب شریعت صرف آپ کی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر پھرایا کہ جہاں تک میری خدائی ہو گی محبوبم! وہاں تک تیری مصطفائی ہوگی۔

(خطاب؛ مولانا عبدالشکور دین پوری ؒ، شاہراہِ عشق کے مسافر ص: 108)

☆ یہ قاتل نہیں محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق ہے:۔

کرونڈی، ضلع نواب شاہ، تحصیل پڈعیدن سے پندرہ میل دور ایک بستی کا نام ہے وہاں کے عبدالحق نامی ایک زمیندار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی لوگ جمع تھے پولیس بھی تھی مسلمان کہتے رہے کہ یہ گستاخ معافی مانگے لیکن پولیس نے بات آئی گئی

کرادی، مسلمان وقتی طور پر اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے، انہیں میں وہاں کی بلوچ فیملی سے تعلق رکھنے والے حاجی مانک بھی تھے وہ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد جب میں گھر گیا تو میرے گھر کا سارا نقشہ بدلا ہوا تھا میری بچیاں رو رہی تھیں میری بیوی کا رخ ایک طرف تھا میں نے پانی مانگا، بیوی نے نہ دیا،

پھر بیوی نے کمرے میں جا کر اندر سے کنڈی لگالی اور کہنے لگی، مانک! تیری سفید داڑھی ہے، اسی سال تو حج کر کے آیا ہے تو گنبدِ خضریٰ پر تو روتا تھا آج تو نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق توہین آمیز یہ جملہ سنا، اور بے غیرت تو زندہ واپس آ گیا، تو بھی حضرت محمد ﷺ کا امتی ہے؟ میں تیری بیوی نہیں ہوں، مجھے اجازت دے دے میں میکے جا رہی ہوں، یہ بیٹیاں، تیری بیٹیاں نہیں ہیں میں اس بے غیرت کو اپنا خاوند نہیں بناتی، میری بیٹیاں تجھے ابا نہیں کہیں گی، اور محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہ بات سن کر تو زندہ لوٹ آیا، مر کیوں نہیں گیا۔

حاجی مانک کہتا ہے کہ اس جملے نے میرے اندر محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کی سپرٹ بھر دی، مجھے کرنٹ سا لگا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا سارا نقشہ میرے سامنے آ گیا، آقا کی محبت نے جوش مارا، میں پھر بے خود ہو گیا، میں نے کلہاڑی اٹھائی اور اس مرزائی عبدالحق کی طرف چل پڑا، آج میں آپ کو یہ واقعہ سنا کر آپ کا ایمان تازہ کر رہا ہوں، اس کی عمر پچاس برس ہے، چہرہ حسین، سرخ، منہ پر نور ٹپکتا ہے میں کرونڈی میں جب تقریر کے لئے جاتا ہوں تو وہ صدارت کرتا ہے، میں اس کا ماتھا چومتا ہوں، وہ کہتا ہے مجھے بیسیوں دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے، سبحان اللہ

کہتا ہے: میں نے کلہاڑی ہاتھ میں لی اور دل میں فیصلہ کر لیا کہ آج یا مصطفیٰ کا گستاخ زندہ بچے گا یا محمدِ عربی ﷺ کا عاشق جان دے دے گا، میں گیا اور اس پر وار کرنا شروع

کر دیے میں نے اس کے سینے پر کلہاڑیاں ماریں، میں زور سے وہاں کہتا رہا کہ اس سینے میں نبی کا کینہ ہے، پھر میں نے دماغ پر کلہاڑی ماری، میں نے کہا تیرا دماغ خراب تھا، پھر میں نے زبان کو پکڑ کر کلہاڑی سے کاٹا میں نے کہا یہ بھونکتی تھی پھر میں نے انگلی کو لکڑی پر رکھ کر کاٹا میں نے کہا جب تو نے گستاخی کی تھی انگلی مدینے کی طرف اٹھائی میں اس کتے کی انگلی کاٹ دوں گا جو محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرے۔

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے، کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

میرے کپڑے اس کے خون سے تر بتر ہو گئے، مجھے پلید خون سے، مرتد کے خون سے گھن آرہی تھی، بدبو آرہی تھی لیکن میں سیدھا تھانے چلا گیا، تھانے دار نے مجھے دیکھا سر پر پگڑی نہیں، ہاتھ میں کلہاڑی ہے، کپڑے خون سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ تھانیدار مجھے جانتا تھا میں شریف آدمیوں میں شمار ہوتا تھا میں کبھی کبھی مسجد میں اذان بھی دیتا تھا، تھانیدار نے کہا مانک خیر تو ہے؟ کیا ہوا؟ میں نے کہا: کل جس مرتد نے گستاخی کی تھی آج الحمد للہ وہ زبان خاموش ہو چکی ہے اس کے خون کو وہاں کتے چاٹ رہے ہیں، مجھے ہتھکڑی لگاؤ، مجھے گرفتار کرو، تھانیدار کانپنے لگا رونے لگا، اپنی ٹوپی اتار کر میرے قدموں میں ڈال دی، کہنے لگا آج اگر تجھے گرفتار کیا تو کل میں محمد ﷺ کی شفاعت سے محروم ہو جاؤں گا۔

پولیس والے دوڑ دوڑ کر حاجی مانک کے لئے دودھ لا رہے تھے رو رہے تھے کہتے تھے ہم سے وہ کارنامہ نہ ہو سکا جو ایک بوڑھے نے کر دیا ہے، حاجی مانک! تجھے مجرم کہیں یا محمدِ مصطفیٰ ﷺ کا عاشق کہیں، ہم تجھے ہتھکڑی لگا کر کل محمد ﷺ کے سامنے شرمندہ ہو جائیں؟

میں حکومت کو پیٹی اتار کر دے دوں گا مگر میں تجھے گرفتار کر کے محمد عربی ﷺ کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں گا۔ میں اوپر اطلاع دیتا ہوں، مانک تو میرا مہمان ہے، قاتل نہیں یہ تو محمد مصطفیٰ ﷺ کا عاشق ودیوانہ ہے۔

موضع کرونڈی جا کر آپ تصدیق کریں بات غلط ہو تو مجھے منبر سے اتار دیں، اس کو دور سے دیکھ کر آپ پہچان لیں گے، اس بستی میں کوئی اتنا حسین نہیں ہے، خدا کی قسم یوں محسوس ہوتا ہے جیسے چہرے سے خون ٹپکتا ہے ستر سال عمر ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ابھی حوضِ کوثر سے پانی پی کر نکلا ہے۔ سبحان اللہ۔ (خطباتِ دین پوری، ملخصاً)

نبی ﷺ کے عاشق علماء:۔

علماءِ دیو بند کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے جو فراوانی عطا کی اس کی مثال ملنا مشکل ہے وہ بلند بانگ دعووں سے نہیں بلکہ حقیقت میں اتباعِ حبیب سے مزین ہے، آہ اور واہ کی تابع نہیں بلکہ رضائے رب اور منشاءِ خداوندی کے تابع ہوتی ہے، صرف اقوال وگفتار کی نہیں بلکہ اطاعتِ رسول کے عملی اظہار کا نمونہ ہوتی ہے

☆...... حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ جب پھانسی کی کوٹھری میں تھے اس کے بعد لدھے رام کی کچہری میں گئے اس نے شرمندہ ہو کر اپنا بیان واپس لیا، تو حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کیس ختم ہو گیا آپ جیل سے باہر آئے تو رو رہے تھے کسی نے پوچھا: حضرت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں تو تیاری کر چکا تھا کہ موت شہادت کی آئے گی اور میں پھانسی کے تختے پہ چڑھ کے پھندے کی رسی کو چوم لوں گا، فرماتے ہیں: جیل میں ادھر میری آنکھ بند ہوتی تھی اُدھر محمدِ عربی ﷺ کی زیارت ہو جایا کرتی تھی۔

(خطباتِ دین پوری، جلد 3، ص:226)

۞۞۞

واعظِ خوش الحان

صاحبِ تاثیر مقرر، عاشقِ سید الانبیاء ﷺ

حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی، رحمۃ اللہ علیہ

﴿حضرت قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خداداد بصیرت دے رکھی تھی، گو ظاہری طور پر نابینا تھے لیکن یقیناً دل بینا رکھتے تھے، عجیب تقریر ہوتی تھی، پُر تاثیر ہوتی تھی، اور بہت ہی دل پذیر ہوتی تھی، ہر کوئی سنتا تھا، سر دُھنتا تھا، اور صداقتوں کے موتی چنتا تھا، اللہ اللہ کیا عاشقِ رسول (ﷺ) تھے، ہر خاص و عام میں مقبول تھے، دیکھنے والوں سے زیادہ دیکھتے تھے گرچہ بصارت نہ تھی مگر بصیرت ضرور تھی، اللہ تعالیٰ جس سے کام لینا چاہے اس کے لیے کیا مشکل ہے، ان کی پاکیزہ صفت اہلیہ انہیں یوں مطالعہ کروایا کرتی تھی کہ مطلوبہ کتاب پڑھ کر سنا دیتیں اور آپ اپنے ذہن دماغ کا حصہ بنا لیتے اور پھر عشق میں ڈوبی زبان میں ملک بھر میں اپنی تقاریر میں سنایا کرتے، اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور رحمتوں کی ہر دم بارش فرمائے۔ آمین﴾

☆ شہر مدینہ اور اہل مدینہ کا مقام:۔

رسولِ خدا کا دیار اللہ اللہ مدینے کی دلکش بہار اللہ اللہ
دیارِ نبی پہ تصدق دل و جاں ہیں صدر شکِ گل اس کے خار اللہ اللہ

اپنے خطابِ لاجواب میں فرماتے ہیں: مدینہ، مدینہ ہے آج بھی تجربہ کے طور پر کہتا ہوں خدا کی قسم جو مدینے کی ہوا میں خوشبو ہے وہ مشک وعنبر میں نہیں وہ کستوری اور زعفران میں نہیں، جو ہوا گنبدِ خضریٰ سے ٹکرا کر آتی ہے اس میں نرالی خوشبو اور نرالی مسرت ہے، سبحان اللہ۔ میرا [مدینہ کی] کھجور منڈی میں جانا ہوا تو میں نے ایک پرانے عرب سے پوچھا کہ یہ حاجی لوگ مٹھی بھر بھر کے کھجوریں اٹھاتے ہیں کھاتے ہیں تم انہیں منع کیوں نہیں کرتے؟

ہمارے ہاں کوئی ایک دانہ بھی اٹھا کر کھائے ان شاء اللہ ٹھکانے لگا دیں گے۔ وہ رو

دیا اور کہنے لگا مولانا! آج بھی اگر کوئی کسی حاجی کو جھڑک دے دھمکا دے ڈانٹ دے رات کو خواب میں مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوتا ہے تو حضور فرماتے ہیں چلا جا میرا مدینہ چھوڑ کر تو نے میرے مہمان کو کیوں ڈانٹا ہے

☆یَا حَاجِی ! اُنْظُرْ اِلَی الْمَدِیْنَۃ !

عاشق نبی کریم ﷺ اور عاشقِ مدینہ کی صدا سنیے، فرماتے ہیں: مدینہ جاتے ہوئے تقریباً دس میل سے گنبدِ خضریٰ کے مینار کی روشنی نظر آنے لگتی ہے بسوں کے ڈرائیور عموماً رات کے وقت حاجیوں کو لے کر جاتے ہیں تو دس میل مدینہ ابھی دور ہوتا ہے کہ ڈرائیور آواز دیتا ہے یَا حَاجِی ! اُنْظُرْ اِلَی الْمَدِیْنَۃ! حاجی صاحب! وہ دیکھو سامنے مدینہ آ گیا ہے، خدا کی قسم ایسا معلوم ہوتا ہے گویا گنبدِ خضریٰ سے آواز آ رہی ہے کہ آجاؤ آجاؤ تم میرے ہو میں تمہارا ہوں اور خود بخود ایسا سکون ملتا ہے کہ دل شہادت دیتا ہے کہ میں وہاں پہنچ گیا ہوں جہاں مجھے جانا تھا

(مجموعہ خطباتِ اکابر، ص:۲۰۴، ۲۰۵ ملخصاً)

مدت سے میرے دل میں تھا سودائے مدینہ
حسرت تھی یہ ہر دم کہ نظر آئے مدینہ
لوں باغِ ارم بھی نہ کبھی اس کے عوض میں
دیکھی ہے جواب رونقِ صحرائے مدینہ

☆ **پھر درودِ پاک پڑھوں اور زیارتِ رسول ﷺ کرلوں:۔**

اپنی تقریر دلپذیر میں ایک واقعہ دردِ محبت کا یوں بیان فرماتے ہیں: مولانا جعفر تھانیسری قید وبند کی صعوبتوں کے بارے لکھتے ہوئے اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ مجھے دورانِ قید ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا جس کے اردگرد خاردار تار لگا دی گئی نہ میں سیدھا ہو

سکتا تھا نہ میں بیٹھ سکتا تھا نہ میں کھڑا ہو سکتا تھا مجھے یقین ہو گیا کہ میرا آخری وقت ہے میں نے سانس میں امام الانبیاء، محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر درود پڑھنا شروع کر دیا کہ درود شریف پڑھتے پڑھتے میری موت آئے گی ہر سانس میں درود پاک پڑھتا رہا اچانک مجھے غش آیا اور میں چکر کھا کے اِدھر خار دار تاروں پر گرا اُدھر مجھے کالی کملی والے (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار مل گیا، مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔ آگے فرماتے ہیں: کہ زندگی بھر تمنا رہی کہ اے کاش! وہ پنجرہ پھر آئے، پھر نوک دار تار آئیں، میں پھر درود پاک پڑھوں اور محبوب کا دیدار کرلوں ؎

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
ڈھونڈتی ہے شہیدِ ناز کی تربت کہاں ہے

(مجموعہ خطباتِ اکابر، ص: ۱۷۰)

☆ پہلے ہر سانس میں درود شریف پڑھا کرتے تھے اب...:۔

اسلاف کی عظمت، ان کا جذبۂ الفتِ نبی اور عشق محمد رسول اللہ کا ایک واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سینے میں گولی لگ گئی دو دن گذر گئے جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر پڑے ہیں مریدوں نے پوچھا: حضرت جی! پہلے ہر سانس میں درود شریف پڑھا کرتے تھے پرسوں سے تو آپ نے درود ہی نہیں پڑھا؟ فرمایا: نادانو! کیسے پڑھوں؟ گندھک اور بارود کی بنی ہوئی بدبودار گولی سینے میں ہے آقا کی ذات پر درود پڑھتے ہوئے شرم آتی ہے، اللہ اکبر کبیرا۔ (مجموعہ خطباتِ اکابر، ص: ۱۶۵)

بابِ ثالث

تقاضائے عشق و الفت،

یعنی

درود شریف کی کثرت

ﷺ

ﷺ ﷺ
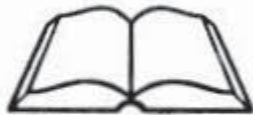
ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفت کے ساتھ اطاعت، اور محبت وعظمت کے ہمراہ اتباع کا بیش از بیش جذبہ ایمان والوں کی لئے ضروری ہے اور خود حبیبِ کائنات کے فرمان کے مطابق ''مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ'' کے مصداق درود شریف کی کثرت بھی ضروری تقاضا ہے۔ سو اہلِ ایمان سے یہ درخواست ہے کہ اپنے اکابر کی طرح عمدہ ذوق کے ساتھ اور آدابِ محبت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شاہِ دو عالم، سیدِ دو جہاں، فخرِ کائنات، حبیبِ رب، محمدِ عربی ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر کثرت سے درود شریف پڑھا جائے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: ''کہ درود شریف کے پڑھنے، سننے، پھیلانے میں دونوں جہانوں کی خیر وصلاح مضمر ہے اور قربِ الٰہی یقینی ہے یہ سیاہ کار ہمیشہ اپنے دوستوں سے عرض کرتا رہتا ہے کہ دل سے موت کو ہمیشہ یاد رکھو اور زبان سے جتنا ہو سکے درود شریف پڑھتے رہو''

اللہ جل جلالہ نے بھی اس کے بارے میں حکم دیا ہے کہ اہلِ ایمان آپ کی ذاتِ بابرکات پر درود وسلام بھیجا کریں، اور خود آقائے دو جہاں، رحمتِ بیکراں، رحمۃ للعالمین، پیغمبرِ آخر الزماں، صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا کثیرا کا ارشادِ گرامی بھی ہے **من صلیٰ علیَّ واحدا صلی اللہ علیہ عشرا** : جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

پھر تو تیرے سارے غم دور ہو جائیں گے، ایک عجیب حدیث:۔

حکمِ ربانی کے بعد اب شوقِ صحابہ ملاحظہ کیجئے ترمذی شریف اور دیگر کچھ کتبِ حدیث میں سے ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے جو لذت کام ودھن کو بڑھا دے اور عجیب ولولہ

ایمانی عطا کرے گا

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِنِّي اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَوَاتِي كُلَّهَا قَالَ اِذاً تُكْفٰى هَمُّكَ وَيُكَفِّرُ لَكَ ذَنْبُكَ۔ (رواہ الترمذی، زاد المنذری فی الترغیب احمد والحاکم وقال صححہ وبسط السخاوی فی تخریجہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں بتایئے اپنے اوقات دعا میں سے کتنا وقت اس کے لئے مقرر کروں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ﷺ ایک چوتھائی مقرر کرتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ کردے تو تیرے لئے بہتر ہے تو میں نے عرض کیا کہ نصف کردوں؟۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ کردے تو تیرے لئے اور بہتر ہے ۔تو میں نے عرض کیا کہ دو تہائی کردوں؟۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے اختیار ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ کردے تو تیرے لئے اور بہتر ہے تو میں نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر تو میں اپنی دعا کا سارا وقت، آپ کے درود کے لئے ہی مقرر کردیتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو تیری ساری پریشانیاں دور کردی جائیں گی اور تیرے گناہ بھی معاف کردیے جائیں گے۔ سبحان اللہ...... آپ بھی ذرا اس شوق

میں ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ، اور اپنی دعا میں درود شریف کی کثرت کا معمول بنایئے اور اپنے روز و شب میں سے کچھ وقت اس کارِ خیر کے لئے ضرور مختص کیجئے۔

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہٗ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

☆...... یہ مومن کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کام میں شریک کرلیا جو وہ خود بھی کرتا ہے اور فرشتے بھی کرتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے لئے رؤف ورحیم ہیں۔ آپ اپنی ولادتِ مبارک کے موقع پر بھی، معراج پاک کی عظیم ساعتوں میں بھی اور اللہ تعالیٰ سے مستقل وصال کے وقت پر بھی اپنی امت کو یاد فرماتے رہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرتے رہیں۔ (معارف القرآن، مفتی محمد شفیع رحمہٗ اللہ تعالیٰ، ج: 7، ص: 221)

یاد رہے! برکاتِ درود شریف بے شمار ہیں اس عمل کے منافع دنیا اور عقبٰی میں گراں قدر ہیں اس سعادت سے بڑھ کر اور کوئی سعادت نہیں ہے خوشا نصیب وہ لوگ جن کے اکثر اوقات اس میں صرف ہوتے ہیں۔

مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہٗ اللہ تعالیٰ ایک عجیب واقعہ رقم فرماتے ہیں ملاحظہ فرمایئے!

☆...... درود شریف، وقتِ مرگ کیلئے ایک سہارا :۔

لکھنؤ میں ایک کاتب تھا وہ ہر روز کتابت شروع کرنے سے پہلے ایک بیاض میں درود شریف لکھتا تھا زندگی بھر اس کا یہی معمول رہا، اور جب وقت آخر آیا...... جان کنی کے وقت فکر آخرت ہوئی تو ایک مجذوب آ پہنچے اور فرمانے لگے: بابا! گھبراتا کیوں ہے تیری بیاض سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش ہے اور اس پر صاد بنا رہے ہیں، انتہائی خوش ہوئے

اور آسانی سے جان نکل گئی۔ (زادالسعید ص:13)

☆......درود شریف پڑھنے پر خوشخبری:۔

اُن خوش بختوں اور سعادت مندوں کے لئے خوشخبری کا ایک عجیب واقعہ پیشِ خدمت ہے جو درود شریف کو اپنا حرزِ جاں بنا لیتے ہیں اور روز و شب میں حبیبِ ربّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر درود وسلام بھیجتے ہیں، مطالعہ فرمائیے تاکہ ہم میں بھی یہ شوق فراواں ہو سکے۔

......''حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آبادی سے نکل کر ایک کھجور کے باغ میں پہنچے اور سجدے میں گر گئے میں انتظار کرنے کے لئے بیٹھ گیا تاکہ جب آپ فارغ ہو جائیں تو پھر بات کروں لیکن آپ کا سجدہ اتنا طویل تھا کہ مجھے بیٹھے بیٹھے اور انتظار کرتے کرتے بہت دیر ہو گئی حتیٰ کہ میرے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ کہیں آپ کی روح مبارک تو پرواز نہیں کر گئی اور یہ سوچا کہ آپ کا ہاتھ ہلا کر دیکھوں---

کافی دیر کے بعد جب سجدہ سے اٹھے تو دیکھا کہ آپ کے چہرے پر بڑی بشاشت کے آثار ہیں میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج میں نے ایسا منظر دیکھا جو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ یہ کہ آپ نے آج اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ اس سے پہلے اتنا طویل سجدہ نہیں فرمایا اور میرے دل میں یہ خیال آنے لگا کہ کہیں آپ کی روح پرواز نہ کر گئی ہو اس کی کیا وجہ تھی؟ ......حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ بات یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ میں آپ کو بشارت سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ جو شخص بھی ایک بار آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا اس خوشخبری اور انعام کے شکر میں میں نے یہ سجدہ کیا۔

(اصلاحی خطبات، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، ج۶، صفحہ۸۵)

☆درود شریف پڑھنے پر چند بشارتیں:۔

صوفی محمد اقبال صاحب مہاجر مدنی مدظلہ اپنی کتاب ''محبت ہی محبت'' میں محبت کی دوسری جہت اور درود شریف کے عنوان کے تحت صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:۔حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی بشاش تشریف لائے چہرۂ انور پر بشاشت کے اثرات تھے لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے چہرۂ انور پر آج بہت بشاشت ظاہر ہو رہی ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صحیح ہے میرے پاس میرے رب کا پیام آیا ہے جس میں اللہ جل شانہ نے یوں فرمایا ہے کہ تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ درود بھیجے گا اللہ جل شانہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھیں گے، دس سیئات (خطائیں) اس کی مٹائیں گے اور دس درجے اس کے بلند کر دیں گے۔

اس طرح کی ایک اور روایتِ حدیث میں یہ بھی ہے کہ تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ درود بھیجوں گا اور جو مجھ پر ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلام بھیجوں گا۔

اَدِمِ الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّد
فَقُبُوْلُھَا حَتْمٌ بِلَا تَرَدُّد

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہی درود پڑھتے رہا کرو کیونکہ اس کی مقبولیت شک وشبہ سے بالاتر اور یقینی ہے)

اَعْمَالُنَا بَیْنَ الْقُبُوْلِ وَرَدِّہٖ
اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّد

(ہمارے دوہرے اعمال تو رد و قبول کے درمیان دائر ہیں۔(کچھ قبول ہوتے ہیں کچھ رد بھی ہو جاتے ہیں) مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، کہ یہ تو ہمیشہ قبول ہی ہوتا ہے)

☆مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو، ایک بزرگ اور عارف باللہ نے

انتقال کے بعد خواب میں دیکھا اور ان کی خیریت دریافت کی تو......مولانا مرحوم نے ان بزرگ سے کہا......الحمد للہ! کہ میرا نام حضورِ اقدس ﷺ پر درود پڑھنے والوں کی فہرست میں لکھا گیا ہے۔(حیاتِ احتشام،صفحہ:179)

☆......دعا کی قبولیت کے لئے یہ طریقہ اپنایا جائے:۔

ہر شخص کی آرزو یہی ہوتی ہے کہ جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہو، جو سوال ذاتِ باری تعالیٰ سے کیا جائے وہ پورا ہو جائے اور جو کچھ مانگا جائے وہ عطا ہو جائے، ہماری خالی جھولیاں سعادتوں سے بھر جائیں اور ہم سب کی بگڑی بن جائے تو آیئے پھر ہم بھی اس طریقۂ دعا سے فائدہ اٹھائیں۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ فرماتے ہیں: ''بزرگوں نے دعا کرنے کا یہ ادب سکھایا ہے کہ جب تم اپنے کسی مقصد کے لئے دعا کرو تو اس دعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھ لو اس لئے کہ درود شریف کا قبول ہونا تو یقینی ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان کریمی سے یہ بعید ہے کہ پہلی دعا کو قبول فرمالیں اور آخری دعا کو قبول فرمالیں اور درمیان کی دعا کو قبول نہ فرمائیں، لہٰذا جب درود شریف پڑھ کر پھر اپنے مقصد کے لئے دعا کرو گے تو انشاء اللہ اس دعا کو بھی ضرور قبول فرمائیں گے اس لئے دعا کرنے کا یہ ادب سکھا دیا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجو اور اس کے بعد اپنے مقاصد کے لئے دعا کرو۔(اصلاحی خطبات، ج ۴ ص ۸۴)

☆پریشانیوں سے عافیت پانے کے لئے:۔

مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ لکھتے ہیں: میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمہٗ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب آدمی کو کوئی دکھ اور پریشانی ہو، یا کوئی بیماری ہو، یا کوئی

ضرورت اور حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا تو کرنی چاہیے کہ یا اللہ! میری اس حاجت کو پورا فرما دیجئے میری اس پریشانی اور بیماری کو دور فرما دیجئے لیکن ایک طریقہ ایسا بتاتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو ضرور ہی پورا فرما دیں گے وہ یہ ہے کہ کوئی پریشانی ہو اس وقت درود شریف کثرت سے پڑھیں اس درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پریشانی کو دور فرما دیں گے۔ (اصلاحی خطبات از مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہٗ، ج ۶ ص ۹۲)

رحمتِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی ذات پر کثرت سے درود شریف بھیجنے پر رب تعالیٰ بہت سی برکات عطا فرماتے ہیں جو کہ لامتناہی اور بے حد وعد ہیں انہی میں سے ایک نعمت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی خواب میں زیارت ہے اللہ تعالیٰ یہ شرف بھی عطا فرما دیتے ہیں اور یوں ڈھیروں سعادتیں دامن بھر دیتی ہیں اور آخرت بھی دنیا کے ساتھ سنوار دی جاتی ہے۔ اللہ اکبر کبیرا

زیارتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کیا اعمال درکار ہیں؟ کیسے یہ نعمتِ عظمیٰ ملتی ہے سعادتیں کیسے دامن میں جگہ پاتی ہیں نصیب کیسے ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اور بخت کیسے بلند ہو جاتا ہے؟ حضرت مفتی محمد شفیع رحمہٗ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں............

☆......خواب میں زیارتِ رسول ﷺ:۔

اس مقامِ بلند تک پہنچنے کے لئے نرا زبانی جمع خرچ کافی نہیں دل میں مکین گنبدِ خضریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گہری محبت، اتباعِ سنت، ظاہری و باطنی گناہوں سے اجتناب اور بدرجۂ اتم زیارت کا شوق...... جب یہ سب چیزیں جمع ہوں تب کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے (، ذکر اللہ اور درود شریف کے فضائل ومسائل، ص:59)

☆ قطب الاقطاب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیارتِ فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اختیاری بات نہیں درود شریف کی کثرت ومحبت

موجب اس کا ہے، (مکاتیبِ رشیدیہ، ص: 25)

آیئے ہم بھی یہ عہد کر لیتے ہیں کہ آج ہی سے پیارے مدنی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر کثرت سے درود شریف پڑھنا زندگی بھر کے لیے اپنا ایک لازمی معمول بنالیں۔ اور اسی محفل سے یہ عمل پر عزم ہو کر یوں شروع کر دیجئے کہ...... کتاب بند کر کے ایک بار تو اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ لیجئے۔

اللّٰہم وفقنا لما تحب وترضیٰ

وصلی اللّٰہ علی النبی الامی وآلہ وصحبہ اجمعین آمین

(احادیثِ فضائل اور مجرباتِ صلحاء سے ماخوذ)

درود شریف پڑھنے کے فضائل وفوائد

1۔ حکمِ ربی کی تعمیل ہے۔

2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا رضائے رب کا سبب ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے عمل سے موافقت ہے۔ (ان اللہ وملٰئکتہ یصلّون علی النبی)

4۔ اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہے۔

5۔ حصولِ معرفتِ الٰہی کا زینہ ہے۔

6۔ ایک دفعہ درود شریف پڑھنے پر دس رحمتیں نازل ہوتی ہے۔

7۔ دس گناہ معاف ہوتے ہیں۔

8۔ دس درجات بلند ہوتے ہیں۔

9۔ جتنا زیادہ درود شریف پڑھا جائے گا اس قدر جنت میں حضور ﷺ کی قربت عطا ہوگی۔

10۔ خواب میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی نعمت ملتی ہے۔

11۔ زیادہ درود شریف پڑھنے پر شفاعت کا استحقاق ملتا ہے۔

12۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جفا وظلم سے بچاتا ہے (کیونکہ درود نہ پڑھنا آپ کے ساتھ جفا اور ظلم ہے)۔

13۔ اطاعتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسان کر دیتا ہے۔

14۔ درود شریف کی کثرت سے اولاد واَتباع کو مثالی فرماں بردار بناتا ہے۔

15۔ کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کو روالی کو اللہ تعالیٰ خوبصورت اولاد دیتے ہیں۔

16۔ نفاق اور اخلاقِ رذیلہ سے تطہیر کا سبب ہے۔

17۔ طہارتِ باطنیہ کا سبب ہے۔

18۔اعمالِ صالحہ اور جنت کے راستہ کا رہبر ہے۔

19۔بخل سے نجات دلاتا ہے۔

20۔ہدایتِ کاملہ اور ایمانِ کامل کا سبب ہے۔

21۔اطمینانِ قلب کا بہترین ذریعہ ہے۔

22۔طبیعت میں نرمی، حلم، انکساری اور فکرِ آخرت کا موجب ہے۔

23۔بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلانے والا عمل ہے۔

24۔ہم وغم اور حزن وملال سے محفوظ رہنے کا ساماں ہے۔

25۔رزق میں برکت کا باعث ہے۔

26۔پریشانیوں، مصیبتوں اور آفات وبلیّات سے حفاظت کا سبب ہے۔

27۔مقربین اور صلحاء میں معیت اور شمولیت کا ذریعہ ہے۔

28۔قیامت کی ہولناکی سے بچنے کا راستہ ہے۔

29۔دنیاوی نیک کام اور حاجات، اس کی بدولت اللہ تعالیٰ آسان فرما دیتے ہیں۔

30۔درود شریف پڑھنے والے کو صدقہ خیرات کا اجر وثواب بھی کیا جاتا ہے۔

31۔نزولِ برکاتِ ظاہری وباطنی کا باعث ہے۔

32۔حُسن خاتمہ کا یقینی سبب وذریعہ ہے۔

33۔عذابِ قبر سے نجات دلانے والا عمل ہے۔

34۔قبولیتِ دعا کا ضامن ہے۔

35۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھانے والا مبارک عمل ہے۔

36۔کثرت سے درود شریف پڑھنے والے کی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کر دی جاتی ہے۔

37۔باطنی طہارت پیدا کر کے منہ کی ظاہری بدبو کو رفع کرتا ہے۔

38۔نیکیوں کے پلڑے میں وزن بڑھاتا ہے۔

39۔نورِ ایمانی کے ساتھ ساتھ آخرت میں پیش پیش چلنے والے نور کو بڑھاتا ہے۔

40۔احساناتِ نبوت کا حق ادا کیے جانے کا سبب ہے۔

بابِ رابع

جنت البقیع اور جنت المعلّٰی

میں مدفون اکابرِ دیو بند

روئے زمین کے کونے کونے سے ہجرت کر کے ہزاروں بزرگ یہ تمنا لے کر مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ تشریف لائے کہ زندگی کے آخری ایامُ دیارِ نبی میں گزاریں، اور حرمین شریفین کی اس پاک مٹی میں دفن ہوں جہاں اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں سے ان کی قبریں تا حشر منور ہوتی رہیں ان بزرگانِ دین اور شمعِ رسالت کے پروانوں میں ایک بڑی تعداد علماءِ دیو بند کی تھی جن کی زندگیاں قال اللہ وقال الرسول پڑھاتے ہوئے اور اتباع وعشقِ رسول کا نمونہ بن کر گزریں، حق تعالیٰ نے انہیں مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع اور مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہونے کی دولتِ عظمیٰ سے نوازا۔

مدینہ منورہ کا روحانی جذب:۔

علامہ خالد محمود صاحب (پی ایچ ڈی لندن) اپنی ایک تصنیف میں لکھتے ہیں:۔
حرمین شریفین کی پاک سرزمین پر ہزاروں اولیاءکرام کھچے چلے آئے اور ایسے عاشقوں کی بھی کمی نہیں رہی جنہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مرنا اپنی بڑی سعادت جانا ہے۔ اکابر دیو بند میں بہت سے ایسے حضرات گزرے جنہوں نے زندگی کے آخری ایام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں محض اس لیے گزارے کہ یہاں کی پاک مٹی انہیں قبول کر لے اور یہ حرمین شریفین کا وہ روحانی جذب بھی ہے جو صادقین اور کاذبین میں امتیاز قائم کرتا ہے، (مطالع ب، جلد دوم، ص:398)

بحمد اللہ نعتِ مصطفیٰ ہے میرا سرمایہ
عدم کی منزلوں میں ہے یہی رختِ سفر میرا
میں عابؔد جذب ہو جاؤں مدینے کی فضاؤں میں
بنے تا حشر، شہرِ روحِ عالم، مستقر میرا

سطورِ ذیل میں کچھ بزرگانِ دیوبند کے اسماءِ گرامی درج کئے جاتے ہیں

1 ﴾...... سید الطائفہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکہ، قدس اللہ سرہٗ العزیز، جنت المعلیٰ میں رحمت اللہ کیرانویؒ کے مزار کے متصل مدفون ہیں (تذکرۃ الرشید، ص: ۴۵، جلد ۱)

2 ﴾...... شاہ عبدالغنی صاحب، مہاجر مدنی، قدس سرہٗ العزیز جنت البقیع میں قبہ عثانی کے متصل دفن ہوئے حضرت موصوف سلسلہ طریقت میں اپنے جدِّ بزرگوار، مجددالفِ ثانی حضرت سید احمد سرہندی کے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے متمسک اور اپنے والد ماجد حضرت شیخ ابوسعید سے مجاز تھے اور حضرت گنگوہی کے استاذ ہیں۔ (تذکرۃ الرشید ۱۹، ج ۱)

3 ﴾ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری، نوراللہ مرقدہ، جنت البقیع میں قبہ اہل بیت کے قریب مدفون ہیں (اکابر علماءدیوبند ص: ۴۶)

4 ﴾ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا، رحمہٗ اللہ تعالیٰ، جنت البقیع میں مدفون ہیں (متاعِ وقت، ص: ۲۴۴)

5 ﴾ استاذ المحدثین حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی، قدس سرہ جنت البقیع میں ازواجِ مطہرات کے قدموں کی طرف مدفون ہیں (انوارِ عثانی ص: ۱۹۹)

6 ﴾ شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد پانی پتی، رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک اور امام نافع کے اقدامِ عالیہ میں جنت البقیع میں مدفون ہیں (نقوشِ رفتگان، ص: ۲۴۷)

7 ﴾ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری، قدس سرہ کے والد ماجد حکیم بنیاد علی مرحوم کا انتقال

مدینہ منورہ میں ہوا (اکابر علماء دیوبند، ص:۱۲۲)

8 حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، نور اللہ مرقدہ کے شاگرد اور مجازِ طریقت خلیفہ مولانا صادق الیقین مرحوم کا وصال مکہ معظمہ میں ہوا۔ (تذکرۃ الرشید، ص:۱۹۷ ج۱)

9 حضرت اقدس مولانا شیر محمد گھوٹکی، رحمۃ اللہ علیہ، ان کا انتقال (۱۳۸۶ھ) مدینہ منورہ میں ہوا (بزمِ اشرف کے چراغ، ص:۶۰)

10 حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع، قدس سرہٗ نے اپنی ایک مجلس میں اپنے ہم نام عالم، حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے شاگرد مولانا محمد شفیع صاحب جون پوری مرحوم کے متعلق ارشاد فرمایا: جب میں حج پر گیا تھا تو ایک ہی مکان کے اوپر کی منزل پر میں تھا اور نچلی منزل میں وہ، لیکن عرفات پہنچنے کی انہیں جلدی تھی اور مجھے بھی، اس لئے ملاقات نہ ہوسکی، وہیں سے وہ بیمار ہوگئے اور راہیٔ ملکِ عدم ہوئے۔ (البلاغ، صفر المظفر ۱۳۹۷ھ، ص۴۵) اور انہیں مکہ مکرمہ کے مقبرہ جنت المعلیٰ میں ہی دفن کیا گیا ہوگا (از مرتب)

11 مولانا حبیب اللہ نور اللہ مرقدہ کے صاحبزادے اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے بھائی مولانا سید محمد صدیق صاحب رحمۂ اللہ تعالیٰ جنت البقیع میں آسودۂ حال ہیں، (چراغِ محمد، ص:۵۷)

12 مولانا سید احمد صاحب یہ بھی مولانا مدنی کے بھائی ہیں جنت البقیع میں آرام فرما ہیں (ایضاً)

13 مولانا سید محمود صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مدنی کے بھائی ہیں اور ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔ (ایضاً)

14 حضرت مدنی کے ایک اور بھائی مولانا سید جمیل احمد صاحب نے بحالتِ شباب مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا (چراغِ محمد، ص:۵۷)

15 عالمِ اسلام کے مایہ ناز محدث اور اسلامی علوم کے بے مثال شناور حضرت علامہ شیخ عبد

الفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا (البلاغ، ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ)

16﴾ مولانا سعید احمد خان صاحب امیر تبلیغی جماعت، جنت البقیع میں مدفون ہیں (الخیر ،شعبان ۱۴۱۹ھ)

17﴾ حضرت مولانا خیر محمد صاحب قدس سرہ کے منجھلے صاحبزادے مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاؤں میں تدفین کی سعادت میسر ہوئی۔ (الخیر خصوصی اشاعت ،شعبان ،رمضان ۱۴۰۷ھ، ص:۳۵)

18﴾ حضرت مولانا عبد الحنان صاحب حضروی فاضل دیوبند شاگرد رشید مولانا انور شاہ کاشمیری جنت البقیع میں مدفون ہیں (الخیر رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ، ص:۱۱)

19﴾ حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب، مہتمم اشرف العلوم گوجرانوالہ،

20﴾ حضرت مولانا خیر محمد صاحب (ٹھل حمزہ) مہاجر مدنی، (مطالعہ بریلویت جلد۲، ص:۳۹۸)

21﴾ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، جنت المعلیٰ کی پاکیزہ سرزمین میں مدفون ہیں۔ (مطالعہ بریلویت جلد۲، ص:۳۹۸)

رحمهم الله تعالیٰ رحمةً واسعةً كاملةً دائمةً

(یہ کچھ نام ہیں جو مجھے مل سکے ہیں اور بھی کئی ایسے عظیم الشان اکابر ہوں گے جو وہاں غریقِ رحمت ہوں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر ہر دم اپنی خاص رحمتوں کا سایہ رکھے، اور ان حضرات کی قبور کو نور سے بھر دے اور انہی کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص محبت اور الفت وشیفتگی سے نوازے، اور ہر لمحہ اتباعِ سنت کا شوق نصیب فرمائے۔) آمین بجاہ سید المرسلین

☆عجیب خصوصیات والے چند صحابہؓ☆

☆صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پاک جماعت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کے ماں باپ، بیٹے بیٹیاں اور نواسے بھی صحابی بنے۔

☆حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کائنات کی واحد ہستی ہیں جن کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئیں۔

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ داماد ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل چلی۔

☆حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن پاک میں آیا ہے۔

☆حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایسے صحابی ہیں جنہوں نے دو سو سال سے زیادہ عمر پائی۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو صحابہ میں یہ عجیب خصوصیت حاصل ہے کہ انہوں نے ایک تابعی (نجاشی شاہِ حبشہ) کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

☆ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا وہ صحابیہ ہیں جن کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آسمانوں پر ہوا

☆حضرت عفراء رضی اللہ عنہا میں ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور کسی صحابیہ میں نہیں، وہ یہ کہ آپ کے سات بیٹے عوف ،معوذ ،معاذ ،ایاس ،عاقل ،خالد اور عامر رضی اللہ عنہم اجمعین غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔

☆حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کو شہید ہونے کے بعد ملائکہ نے غسل دیا تھا۔

☆حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

☆حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ میں 70 ہزار فرشتوں نے شرکت کی تھی۔

☆حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صرف 15 دنوں میں یہودیوں کی زبان عبرانی سیکھ لی تھی۔

☆حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔

☆حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ گھوڑے سے بھی تیز دوڑ لیتے تھے۔

☆حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے آخر میں 100ھ میں فوت ہوئے۔

☆حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والے فتنوں، منافقین اور دوسرے واقعات کی خبر دی تھی اس لئے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ''راز دار'' صحابی (صاحب السر) کہلاتے تھے۔

(بچوں کا اسلام، 5 رجنوری 2002ء)

باب خامس

هزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

جامِ کوثر

یعنی

اکابر کے نعتیہ کلام کی
ایک جھلک

41 نعتیں

مقامِ نعت

ہو جو توفیق تو بس نعتِ پیمبر لکھوں

کوئی حرف اور نہ اس صنف سے باہر لکھوں

عظیم آقا کی مدح سرائی بڑی نعمت ہے آپ کے شمائل کا تذکرہ عبادت ہے آپ کے خصائل حمیدہ کا بیان سعادت ہی سعادت ہے آپ کی صفاتِ نبوت، اوصافِ رسالت اور شانِ ختم نبوت کا ذکر وتذکار تقاضائے ایمان وایقان ہے۔ الفت بھی متقاضی ہے کہ پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوش گمانی ظاہر کی جائے اور محبت بھی ترستی ہے کہ محبوبِ دو جہاں کی تعریف توصیف کی جائے، شانِ نبوت بھی اسی پر خوش ہے کہ مدحت میں خوبی پیدا کی جائے، عقل بھی طالب ہے کہ اپنے محسن کا خوب سے خوب تر الفاظ وبیاں سے تذکرہ کیا جائے...... یہ سب کچھ بجا ہے لیکن...... کیا اس کے کچھ آداب بھی ہیں ؟ اس کے لئے بھی کچھ رہنما اصول میسر ہیں؟ کیا اس قدر بڑھایا جائے کہ الوہیت میں شریک سمجھا جانے لگے؟ یا یہ موزوں ہوگا کہ یوں تذکرہ کیا جائے کہ خالق اور مخلوق، محبّ اور محبوب، رب العالمین اور رحمۃ للعالمین ایک نظر آنے لگیں؟ کیا یہ درست ہے؟ ایسا عمل بھی نعت کہلائے گا؟ یا اس کی اصلاح ضروری ہے...... یقیناً ہر صاحبِ ہوش وخرد کا فیصلہ یہی ہوگا کہ خدا، خدا ہے، مصطفیٰ، مصطفیٰ ہے، محبوب کو معبود کا ہمسر بنا دینا تو ایمان میں خلل انداز ہو جائے گا، رب کا اختیار تو اور کسی کا ہو نہیں سکتا، ہاں سب جنوں میں، انسانوں میں، ولیوں میں، رسولوں میں، نبیوں میں، جو بلند درجہ ہے وہ پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو شان بالا ہے وہ آقا کا ہے، جو مقامِ رفیع آپ کو ملا وہ کائنات میں کسی اور کو ملا نہ ملے گا نہ مل سکتا ہے اور نہ اس بات کا گمان وخیال کیا جا سکتا ہے

...... بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر !

☆ ایک پاکیزہ فکر صحافی کے ایک مضمون سے اختصار کے ساتھ ایک اقتباس:۔

نعت صدیوں سے کہی جا رہی ہے، لکھی جا رہی ہے، پڑھی جا رہی ہے اور سنی جا رہی ہے کہنے والوں نے زبان مشک و عنبر سے دھو کر نعت کہی، لکھنے والوں نے شہپرِ جبریل کو قلم بنا کر نعت لکھی، پڑھنے والوں نے لحنِ داؤدی مستعار لے کر نعت پڑھی اور سننے والوں نے نوائے سروش سمجھ کر نعت سنی۔

☆ نعت دراصل مومن کا وظیفۂ حیات، ادیب کا سرمایۂ فن، دانشور کی آبروئے فکر، اہل دل کا سامانِ شوق، شبِ زندہ دار کی آخری پہر کی بانگِ بلالی، پروانے کا سوز، بلبل کا ساز، قلب کا گداز، آئینۂ روح کی تاب، آبشارِ محبت کا ترنم، قلزمِ عشق کی موج، منزلِ سعادت کا چراغ، کتابِ زیست کا عنوان، حیاتِ عشق کی گرمی، سینۂ کائنات کا راز، دیدۂ نمناک کا موتی، خاکِ حجاز کی مہک، فضائے طیبہ کی نکہت، ازل کی صبح، ابد کی شام اور شاعر کے رتجگوں کا حاصل ہے، نعت سے غنچۂ روح کھلتا ہے چشمۂ جاں اُبلتا، گلشنِ ایماں مہکتا، بحرِ شوق اُمڈتا، افق فکر چمکتا، سینۂ ذوق مچلتا، قلب کون و مکاں دھڑکتا، حسنِ زندگی نکھرتا اور قدِ شعر ابھرتا ہے۔

☆ نعت سے دماغ روشنی، قلب پاکیزگی، افکار تازگی، خیالات توانائی، الفاظ رنگینی، اور لہجے رعنائی پاتے ہیں۔ نعت مضمون کو عزت، عنوان کو شہرت، اسلوب کو ندرت، بیان کو وسعت، اور کلام کو قوت عطا کرتی ہے۔ نعت تخیل کے نازک آبگینے، عشق کے بے بہا خزینے، حرف ولفظ کے رواں دواں سفینے اور اظہار و بیان کے خوبصورت قرینے کا دوسرا نام ہے۔

☆ یوں کہئے کہ انسانی ذہانت جب عروج پر پہنچتی ہے تو وہ نعت بن جاتی ہے صبح سعادت جب طلوع ہوتی ہے تو نعت بن جاتی ہے اسلامی ثقافت جب ثمر بار ہوتی ہے تو نعت بن جاتی ہے، فکری صداقت جب نصیب ہو جاتی ہے تو نعت بن جاتی ہے، خفتہ قسمت جب

جاگ اٹھتی ہے تو نعت بن جاتی ہے، طلبِ صادق جب موج بن کر کروٹ لیتی ہے تو نعت بن جاتی ہے اور شاعری جب پیکرِ التجا میں ڈھلتی ہے تو نعت بن جاتی ہے

☆ بہر کیف نعت کا موضوع تو وہ حکایت لذیذ ہے جو دراز تر بھی ہو تو مختصر لگتا ہے اور بہ تکرار بھی ہو تو ایک بار محسوس ہوتا ہے، جس طرح ہر دور میں زاویے اور لہجے بدل بدل کر نعت کہی گئی، کہیں رنگِ تغزل ابھرا، کہیں حسنِ نظم نکھرا، کہیں مسدس کے قالب میں اتری، اور کہیں رباعی کے پیکر میں ڈھلی، گلشنِ نعت کے ہر پھول کا رنگ دل آویز اور بوعطر بیز ہے ،عہدِ جدید بھی دولتِ نعت سے مالا مال ہے اور اب تو ہر زبان میں نعت کہی جا رہی ہے...... ایمان بڑھ رہا ہے اور کیف ہی کیف چھا رہا ہے۔ (قلم برداشتہ، صفحہ:20)

☆......عربی کے ایک شاعر نے حضور ﷺ کی شان میں چالیس ہزار اشعار لکھے ہیں دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں کہ جس کی منقبت میں کسی نے چالیس ہزار اشعار کہے ہوں اور چالیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد شاعر نے جو آخری شعر لکھا ہے وہ اس بات پر شاہد ہے کہ انسان میں تاب نہیں کہ وہ اس مقدس ہستی کے کمالات ومحاسن کا احاطہ کر سکے وہ شعر ایسا بے مثال ہے کہ چالیس ہزار اشعار پر بھاری ہے اردو کے ایک شاعر حفیظ تائب نے اس آخری شعر کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے ؎

تھکی ہے فکرِ نارسا ......اور مدح باقی ہے
قلب ہے آبلہ پا......اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا...... اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا ...... اور مدح باقی ہے

چلو مدینے چلو مدینے

کہے ہے شوقِ نبیؐ یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے لگی ہے اب تو نسیمِ طیبہ نسیمِ طیبہ
کہے ہے شوق اب ہوامیں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آکر
مریں گے اب تو نبیؐ کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے ورد یہ کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذبِ عشقِ محمدیؐ ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے مضطر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر وظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہوئے نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوقِ نبیؐ سے سینے
صدا یہ مکے میں کو بکو ہے چلو مدینے چلو مدینے
ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوجِ عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

(گلزارِ معرفت از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

بانی دار العلوم دیو بند

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

رحمۃ اللہ علیہ

کے قصیدہ سے منتخب اشعارِ نعت

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ
کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار

جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے پھروں
مَروں تو کھائیں مدینے کو مجھ کو مور و مار

اُڑا کے بادِ مری مُشتِ خاک کو پسِ مرگ
کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے والد

مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے قصیدہ بردہ کی شرح اردو زبان میں بہ نام عطر الوردہ لکھی ہے جو کہ نہائت ہی جامع اور عشقِ رسالت مآب سے لبریز ہے اس کے آخر میں آپ نے سید دو عالم ﷺ کی نعت شریف عربی مخمس کی طرز پر لکھی ہے جس کا پہلا اور آخری بند تبرکاً درج کیا جاتا ہے

ما مثل احمد فی الوجود کریما
کھف الوریٰ بالمؤمنین رحیما
لنجاتنا یوم النشور زعیما
من قال فیه الٰھنا تعظیما
صلّوا علیه وسلموا تسلیما
قد ضاعت الاوقات ایۃ ضیعتی
یا خیبتی یا خیبتی یا خیبتی
اذ ضاق من کل الجونب حیلتی
ما ان اریٰ غیر الحبیب وسیلتی
صلّوا علیه وسلموا تسلیما

ترجمہ: سید دو عالم ﷺ کی مانند اس کائنات میں کوئی بھی سخی اور کریم نہیں جو کہ ساری مخلوق کی جائے پناہ ہیں، ایمان والوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں اور ہماری نجات کے لیے قیامت کے دن آپ بڑے [شافع] ہوں گے آپ کے لئے ہمارے معبود نے فرمایا ہے کہ تعظیم بجالاتے ہوئے آپ ﷺ پر درود پڑھو اور کامل سلام بھیجو۔

میری ساری زندگی افسوس صد افسوس ضائع ہوگئی اور جب کہ میری تمام کوششیں ناکام ہوگئیں تو میں حبیب خدا ﷺ کے سوا کسی کو اپنا وسیلۂ نجات نہیں سمجھتا لہٰذا آپ ﷺ پر درود پڑھو اور کامل سلام بھیجو۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

نعتیہ اشعار

از: حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

اے آنکہ ہمہ رحمت مُہداۃِ قدیری ۱ باراں صفت و بحر سمت ابرِ مطیری

معراجِ تو کرسی شدہ ُ وسبعِ سماوات ۲ فرشِ قدمت عرشِ بریں سدرہ سریری

برفرقِ جہاں پایۂ پائے تو شدہ ثبت ۳ ہم صدرِ کبیری وہمہ بدرِ منیری

ختمِ رسل ،نجمِ سُبُل ، صبحِ ہدایت ٤ حقا کہ بشیری تو والحق نذیری

آدمؑ بصفِ محشر و ذریّتِ آدم ٥ در ظلِّ لوایت کہ امامی وامیری

یکتا کہ بود مرکزِ ہر دائرہ یکتا ٦ تا مرکزِ عالم تو اے بے مثل ونظیری

ترجمہ:

☆-اے وہ ذات! جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سراپا رحمت ہے، بارش کی طرح اور سمندر کی مانند برسنے والا بادل ہے۔

☆-آپ کی معراج سات آسمانوں اور کرسی تک ہوئی، عرشِ بریں آپ کے قدموں کا فرش، اور سدرہ تخت گاہ ہے

☆-جہاں کی چوٹی پر آپ کے پاؤں کا نقش ثبت ہوا، آپ صدرِ کبیر بھی ہیں اور بدرِ منیر بھی۔

☆-رسولوں کے ختم کنندہ، راستوں کے لئے ستارہ، ہدایت کی صبح، واللہ آپ ﷺ بشیر و نذیر ہیں۔

☆-میدانِ محشر میں حضرتِ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد آپ کے جھنڈے کے سائے میں ہوگی کہ آپ ہی امام اور امیر ہیں۔

☆-ایسا یکتا جو ہر، دائرۂ یکتائی کا مرکز ہو، مرکزِ عالم تک آپ کی ذاتِ گرامی ہے اے بے مثل و بے مثال۔

﴿حضرت کشمیری کی ایک اور نعت سے چند اشعار﴾

بہرِ عالم امام نیز ختام ۱ باد از حق بر و صلوٰۃ و سلام

رحمت ِ عالمیں ہمہ رحمت ۲ اوّل خلق و آخر ِ بعثت

سید ِ جملہ خَلق در محشر ۳ سرورِ کائنات وخیرِ بشر

صاحب ِ حمد وخطبہ روزِ جزا ء ٤ ہم زحمدش عیاں مقام و لِواء

آنکہ زیرِ لواءِ وے ہمہ خَلق ٥ آدم ومن سوا بوَد بے فرق

فاتح و خاتم ِ نبوت اوست ٦ اول وآخرینِ رفعت اوست

سابقین جملہ در قیادت ِ وے ۷ ہست کافی پئے سیادت وے

خواہم از حق کہ بر قدم دارد ۸ وز نبی کاُمتی ام بشمارد

شوکت ِ دین ِ وے فراواں باد ۹ بندہ ازِ بند ِ غم شود آزاد

ترجمہ :۱- آپ عالم کے امام بھی ہیں اور خاتم بھی ، آپ پر حق تعالیٰ کی جانب سے بے شمار درود و سلام۔
۲- تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں ،سرتاپا رحمت ، پیدائش میں سب سے اول ،اور بعثت میں سب سے آخر۔
۳- میدان ِ محشر میں آپ ﷺ ساری مخلوق کے سردار ، کائنات کے آقا اور تمام مخلوق سے بہتر۔
۴- بروزِ قیامت آپ ہی صاحبِ حمد اور خطیب ہوں گے آپ کی حمد ہی سے مقامِ محمود اور لواء الحمد کی عظمت عیاں ہوگی۔
۵- آدم علیہ السلام اور ان کے سواء ساری مخلوق بغیر فرق کے آپ ﷺ ہی کے جھنڈے تلے ہو گی۔
۶-نبوت کے فاتح و خاتم آپ ﷺ ہیں ، رفعت وبلندی کا مبداو منتہا آپ ﷺ ہی ہیں۔
۷-تمام سابقین کا آپ کی قیادت میں ہونا آپ ﷺ کی سیادت کے لئے کافی ہے۔
۸-حق تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے حق پر قائم رکھے اور مجھے آنحضرت ﷺ کے امتی کے طور پر شمار کرے
۹-آپ کے دین کی شوکت فراواں ہو جائے ، تاکہ بندہ ، بند ِ غم سے آزاد ہوجائے۔

نعتِ سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

اے بہارِ باغِ رضوان کوئے تو
بلبلِ سدرہ اسیرِ موئے تو
سجدہ ریزاں آمدہ سویت حبیبؐ
اے ہزاراں کعبہ در ابروئے تو

اے رسولِ عربیؐ آپ کی فرقت کے قتیل
پل محشر سے سُبک سار اتر جاتے ہیں
سر رہے یا نہ رہے پر رہے سودا سر میں
عشقِ احمدؐ کا خدایا یہی ہم چاہتے ہیں

(والدِ گرامی سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

اللھم صل علی سیدنا محمد
وآلہ بقدر حسنہ وکمالہ

نعتیہ کلام

ہر جلوہ پر ضیاءِ رخِ انور کا نور ہے

شانوں میں کیا بلند یہ شانِ حضور ہے

شافع ہیں روزِ حشر کے سب کے، ہیں پیشوا

محبوبِ کبریا ہیں یہ شانِ حضور ہے

سب پہ حریص اور رؤف و رحیم ہیں

سب میں عزیز ہیں یہ شانِ حضور ہے

منشاء ہیں خلق و امر کا مبداء ہیں منتہیٰ

منبع وجود کا ہیں یہ شانِ حضور ہے

مجھ سے سیاہ رو کی جو بخشش بھی ہو گئی

یہ شانِ مغفرت ہے یہ شانِ حضور ہے

(استاذ المحدثین مولانا بدرِ عالم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ)

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

نعت شریف

پھر پیشِ نظر گنبدِ خضریٰ ہے حرم ہے
پھر نامِ خدا ،روضۂ جنت میں قدم ہے
محرابِ نبی ہے کہ کوئی طور تجلّی
دل شوق سے لبریز ہے اور آنکھ بھی نم ہے
یہ ذرۂ ناچیز ہے خورشید بہ داماں
دیکھ ان کے غلاموں کا بھی کیا جاہ و حشم ہے
وہ رحمتِ عالم ہے شہِ اسود و احمر
وہ سیدِ کونین ہے آقائے امم ہے
وہ عالمِ توحید کا مظہر ہے کہ جس میں
مشرق ہے نہ مغرب ہے عرب ہے نہ عجم ہے

از مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

تمنائے حرم

مفتیٔ اعظم پاکستان، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو — دن رات پھر لبوں پہ درود وسلام ہو

پھر ذکرِ لا اِلٰہ میرا حرزِ جان ہو — اس وقتِ واپسیں یہی میرا کلام ہو

محرابِ مصطفیٰ میں ہو معراجِ سر نصیب — پھر سامنے وہ روضۂ خیر الانام ہو

پھر بھی مواجہہ میں درود وسلام کا — پُر کیف وہ نظارہ ہر خاص و عام ہو

پھر کاش میں مکین حرمِ مصطفیٰ میں ہوں — فضلِ خدا سے روضۂ جنت مقام ہو

پھر ذکرِ لا اِلٰہ میرا حرزِ جان ہو — دوزخ کی آنچ مجھ پر الٰہی حرام ہو

کتنا بلند اس عجمی کا مقام ہے

جس کو وہ خود یہ کہہ دیں کہ میرا غلام ہے

ﷺ

نعتِ حبیب

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

نبی اکرم شفیعِ اعظم دکھے دلوں کا سلام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے ہوئے کھڑے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارہ
نہیں ہے کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پر ہے خوفِ رہزن، زمین بھی دشمن آسمان بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہی محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضہ وفا کا ہم سے کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم خیر تو خیر الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں اپنے ارماں ہے طیبؔ مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حالِ دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

صلی اللہ علیہ وسلم

ھدیہ عقیدت

شیخ الادب، مفتی اعظم مولانا اعزاز علی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

مَـالَـهٗ مِـنْ مَّـلْـجَـاءٍ اَوْ مَوْئِلٍ ۱ غَیْـرَ بَـابِ السَّیِّدِ الْمَوْلٰی الْاَجل

سَیِّـدُ السَّـادَاتِ فَخْـرُ الْاَنْبِیَـاءِ ۲ مُـکَـمِّـلُ التَّـوْحِیْـدِ مَحّاءُ الْمِلَل

لُـذْ بِبَابِ الْمُصْطَفٰی خَیْرَ الْوَرٰی ۳ مَلْجَاءَ الْمَکْرُوْبِ مِفْتَاحَ الْعُضَل

وَاقْـرَعِ الْبَـابَ مُـلِـحّـاً مُدْمِناً ۴ مَـنْ اَدَمَ الْـقَـرْعَ لَا بُـدَّ یَـصِـل

لُـذْ بِـاِعْطَافِ الْمُرَجّٰی وَاعْتَصِمْ ۵ تَـحَـرُّزَ النُّعْمٰی کَمَالاً ذَالْجَمَلِ

ترجمۂ اشعار

(۱)...... ایسے عاصی کا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ عظیم الشان سردار اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے سوا کہیں نہیں ہے۔

(۲)...... وہ تمام سرداروں کے سردار، تمام انبیاء کے لئے باعث فخر ہیں توحید کو کامل کرنے والے اور ادیانِ باطلہ کو مٹانے والے ہیں۔

(۳)...... اس برگزیدہ ذات کے دروازے کی پناہ پکڑ، جو تمام مخلوق سے بہتر ہے، غمگین کے لئے جائے پناہ، پریشانیاں دور کرنے کی کنجی ہیں۔

(۴)...... اگر تیری بداعمالیوں کی وجہ سے فتح باب میں تاخیر ہو تو مایوس نہ ہونا بلکہ اس دروازے کو ہمیشہ بالحاح وزاری کھٹکھٹاتا رہ، کیونکہ جو شخص اس دروازے کو ہمیشہ کھٹکھٹائے جاتا ہے وہ ضرور گھر میں پہنچ کر رہتا ہے۔

(۵)...... اس ذات کی پناہ پکڑ جو ساری مخلوق کے لئے امید گاہ ہے اور ایسی پناہ پکڑ جیسی کہ اونٹ نے پکڑی تھی اور انہیں کا دامن پکڑ، تاکہ تیرے گناہ معاف کردیے جائیں۔

ہدیۂ نعت

شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

نبی اتیٰ والناس فی فحمة الدجیٰ ١ من الظلم فی شر من الجهل منكر
فلالأ نور الحق والرشد ساطعا ٢ بطلعة میمون النقیبة ازهر
محمد ن المبعوث رحمة ٣ بوجه منیر مستنیر منور
ملیح ملاه الدهر سكریٰ بحسنه ٤ وكم من قتیل باللحاظ مقطر
قد انشق صدر البدر حبا لوجهه ٥ طوبیٰ لقلب بالهویٰ متفطر
فهل نظرت عین كمثل محمد ٦ رؤفا علی الاعداء بعد التبصر
وهل مثله فی الناس من متحلم ٧ وهل مثله فی الخلق من متبصر
وهل مثله فی العرب والعجم ماجد ٨ وهل مثله فی البیض والسود من جری
فمن كان او من قد یكون كأحمد ٩ عفواً عن الزلات للمتعثر
هو الرحمة المهداة من عند ربنا ١٠ تجلیٰ علی الاقوام فی خیر ماثر
فكان له ما كان من فضل ربه ١١ ونال مكان قد علا عن تصور
ترحل عن قوم فمالت جدودهم ١٢ وحل علیٰ قوم بخیر مفجر
وقد نزلت منه علیٰ اهل طیبة ١٣ شآبیب فضل فی سناء مشهر
فطیبة طابت واشمخرت الیٰ العلیٰ ١٤ وقد لألأت اقطارها بالتنور
بها قبة خضراء زهراء بهجة ١٥ یحل بها قبر الحبیب المعطر
ولو كان یمشی بالعیون محبة ١٦ عدوت له بالعین عدو المضمر
فدیٰ لرسول الله نفسی ومهجتی ١٧ وامی و آبائی اقلی واكثری
علیه صلوٰة الله ثم سلامه ١٨ واصحابه اهل التقیٰ والتبرر
وآل رسول الله فی كل ساعة سلاماً ١٩ كمسك اطیب الریح اذفر

(ترجمہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ:

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں تشریف لائے کہ لوگ ظلم کی سخت تاریکی میں اور جہالت کی غیر معمولی بندش میں پھنسے ہوئے تھے۔

☆......پس حق اور ہدایت کا نور مبارک طبعیت، روشن چہرہ والے نبی ﷺ کے چہرہ سے چمکتا ہوا بلند ہوا۔

☆......یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگوں کے واسطے رحمت بن کر ایسے چہرہ کے ساتھ جو خود بھی منور ہے دوسروں کو بھی منور بنانے والا ہے مبعوث ہوئے

☆......ایسے ملیح ہیں کہ زمانہ بھر کے ملیح آپ کے حسن پر فریفتہ ہیں آپ علیہ وسلم کی نگاہ سے کتنے ہی کشتہ پچھاڑے ہوئے ہیں

☆......چاند کا سینہ آپ کے چہرۂ مبارک کی محبت میں شق ہو گیا اور مبارک ہے وہ دل جو محبت سے پھٹ جائے۔

☆......تو کیا کسی آنکھ نے محمد ﷺ جیسا دشمنوں پر رحم کرنے والا تلاشِ بسیار کے بعد بھی دیکھا ہے؟۔

☆......اور کیا آپ کے برابر لوگوں میں کوئی حلیم، بردبار اور مخلوق میں کوئی صبر کرنے والا ہے؟۔

☆......اور کیا عرب وعجم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی شریف اور کالے گوروں میں کوئی بہادر ہے؟۔

☆......بس محمد ﷺ جیسا، خطا کاروں کی لغزشوں کو معاف کرنے والا کون ہوا یا کون ہوگا؟۔

☆......آپ سراپا رحمت ہیں اللہ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر بھیجے ہوئے، آپ ﷺ بہترین فضائل کے ساتھ اقوام عالم پر جلوہ فرما ہوئے

☆......پھر آپ پر فضل ہوا خدا کا، جو کچھ بھی ہوا، اور آپ علیہ وسلم نے ایسا رتبہ پایا جو کسی کے گمان میں نہیں آسکتا۔

☆......جس قوم سے آپ نے کوچ کیا اس کا بخت سرنگوں ہو گیا اور جس قوم پر نزول کیا وہاں بھلائی کے دریا بہنے لگے

☆......آپ کی وجہ سے مدینہ والوں پر فضل وکرم کی بارشیں نازل ہو گئیں اور ان کی عزت بلند ہو گئی۔

☆......پس مدینہ پاکیزہ بن کر بلندی کی طرف سر بلند ہو گیا، اور اس کے تمام اطراف نورانیت سے چمکنے لگے۔

☆......مدینہ میں ایک قبۂ خضراء ہے جو رونق دار چمکدار ہے اسی میں محبوب علیہ وسلم کی قبر ہے جو دنیا بھر کو معطر کئے ہوئے ہے

☆......اگر محبت میں آنکھوں کے بل چلنا ممکن ہوتا تو میں آنکھوں کے بل تیز رو گھوڑے کی طرح دوڑ کر آپ ﷺ تک پہنچتا

☆......رسول اللہ ﷺ پر میری جان و دل مرے ماں باپ، میرا تھوڑا بہت سب کچھ قربان۔

☆......آپ ﷺ پر اللہ کا صلوٰۃ وسلام نازل ہو اور آپ ﷺ کے اصحاب پر بھی جو پرہیزگار اور وفادار تھے۔

☆......اور رسول اللہ ﷺ کے خاندان پر بھی ایسا سلام جو پاکیزہ خوشبو، خوب مہکنے والے مشک کی مانند معطر ہو۔

(ماہنامہ الرشید، نعت نمبر، ج ا، ص: ۲۰۳)

مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

بلغ العلیٰ بکمالہ فاق الوریٰ بنوالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ شمس ذکت بفعالہ
حسنت جمیع خصالہ من ھدیہ ومقالہ
صلوا علیہ وآلہ قدراً لفضلہ وجلالہ

ترجمہ:

☆......آپ اپنے کمال سے بلندیوں پر پہنچے
☆......اپنے جمال سے اندھیروں کو دور کیا
☆......آپ کے تمام خصال حسین ہیں
☆......آپ پر اور آپ کی آل اولاد پر درود بھیجو

اور اپنی سخاوت سے کائنات پر چھا گئے
آپ کے مبارک افعال واعمال سے سورج نے روشنی پائی
آپ کی سیرت اور گفتار سے
آپ کے فضائل اور جلالت ِ قدر کے پیش ِ نظر

ماہنامہ الرشید، نعت نمبر، ج:۱، ص: ۳۸۹

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

﴿ایک اور نعت سے کچھ اشعار﴾

[محمد ﷺ] صفوة الباری ورحمته ١ واحمد خیر الخلق اذ وصفا

وسید خیرة الباری ونخبته ٢ وسید عهده فی العالمین وفا

بدر بدا تکشف الظلماء بغرته ٣ شمس اضاء ت ابانت کل ما لطفا

اومـا الی البدر ایماء باصبعه ٤ فی لیلة فاجاب البدر فانتصفا

والماء ینبع یروی الجیش قاطبة ٥ بین الانامل منه کلهم رشفا

[محمد ﷺ] لواء الحمد فی یده ٦ مقامه ثم محمود فیا شرفا

اللّٰه انزل فی التنزیل مدحته ٧ کفیٰ بمدحته العلیاء ما وصفا

ترجمہ:

☆...... وہ محمد ﷺ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور اس کی رحمت ہیں اور آپ احمد ﷺ ہیں جو تمام مخلوقات میں سب سے بہترین ہیں۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے منتخب و برگزیدہ سردار ہیں، اور زمانے میں اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے جس سردار کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا وہ (آپ کو بھیج کر) پورا فرما دیا۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں کا چاند ہیں جس کی تابانی سے اندھیرا ختم ہو گیا اور آپ ﷺ سورج ہیں جس سے ہر باریک چیز آشکارا ہو گئی۔

☆...... آپ ﷺ نے انگلی سے چودھویں کے چاند کی طرف اشارہ کیا، اس نے لبیک کہا اور دو ٹکڑے ہو گیا

☆...... آپ ﷺ کے پوروں سے بطورِ معجزہ پانی پھوٹا، اور تمام لشکر نے سیر ہو کر پیا۔

☆...... حضرت محمد ﷺ کے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا پھر مقام محمود آپ ﷺ کا مقام ہوگا، اس عز و شرف کیا کہنا۔

☆...... خود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تعریف و مدح قرآن کریم میں نازل فرمائی پس آپ ﷺ کی مدح کے لئے یہی کافی ہے

یادِ مدینہ

الٰہی دکھا دے بہارِ مدینہ | کہ دل ہے بہت بے قرارِ مدینہ
یہ دل اور انوار کی بارشیں ہوں | یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ زارِ مدینہ
وہاں کی ہے تکلیف راحت سے بڑھ کر | مجھے گل سے بڑھ کر ہے خارِ مدینہ
کبھی گرد کعبہ کے ہوں میں تصدق | کبھی جاکے ہوں میں نثارِ مدینہ
کبھی لطف مکہ کا حاصل کروں میں | کبھی جاکے لوٹوں بہارِ مدینہ
رہے میرا مسکن حوالیٔ کعبہ | بنے میرا مدفن دیارِ مدینہ
پہنچ کر نہ ہو لوٹنا پھر وہاں سے | وہیں رہ کے ہوں جاں سپارِ مدینہ
بصد عیش سوؤں میں تا صبحِ محشر | جو ہو میرا مرقد کنارِ مدینہ
الٰہی بصد شوق مجذوب پہنچے | یہ ناکام ہو کامگارِ مدینہ

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ تعالیٰ

❁❁❁❁❁❁❁

اللھم صل علی سیدنا

محمد

وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

بہارِ مدینہ

معطر کیے دیتی ہے جان ودل کو ہوائے خوش مشکبارِ مدینہ
برستے ہیں دن رات انوار دل پر عجب ہے عجب جلوہ زارِ مدینہ
کہاں ایسے دن ہیں کہاں ایسی راتیں نرالے ہیں لیل ونہارِ مدینہ
دل وجاں، زرومال وخویش واقارب فدائے مدینہ نثارِ مدینہ
نکلنے نہ دے مجھ کو اب زندگی بھر یہیں روک لے اے حصارِ مدینہ
نہ عجلت کرو وقتِ رخصت، رفیقو! کہاں میں اور کہاں پھر دیارِ مدینہ
ابھی رہنے دو محوِ نظارہ مجھ کو میں دل میں بسالوں بہارِ مدینہ
جو تھا گردِ کعبہ مستی میں رقصاں وہ مجذوبؔ ہے ہوشیارِ مدینہ

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

یادگارِ مدینہ

مُرا دل ہے اک اختصارِ مدینہ — اس میں بسا ہے دیارِ مدینہ

زہے عزت و افتخارِ مدینہ — شہِ دوجہاں ،تاجدارِ مدینہ

کریں کچھ یونہی شوقِ دل اپنا پورا — کریں آؤ ذکرِ دیارِ مدینہ

وہ ہر سو کھجوروں کی دلکش قطاریں — وہ کہسار ،وہ سبزہ زارِ مدینہ

وہ مسجد وہ روضہ وہ جنت کا ٹکڑا — خوشا منظرِ پُر بہارِ مدینہ

نگینہ زمرد کا ہے سبز گنبد — اور انگشتری کوہسارِ مدینہ

وہ دن حاصلِ زندگی ہیں جو گذرے — بآغوشِ لیل ونہارِ مدینہ

کہاں جی لگے میرا باغِ جہاں میں — ہے آنکھوں میں میری بہارِ مدینہ

میسر ہو پھر اس کو یا ربّ زیارت — کہ مجذوبؔ ہے اشکبارِ مدینہ

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ — (از کشکولِ مجذوب)

اللھم

صل علی سیدنا محمد وآلہ

بقدر حسنہ وکمالہ

نعت شریف

سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہوگیا سامانِ راحت ِ دلِ رنجور ہوگیا

ہر قول وفعلِ حضرت ِ محبوب ِ کبریا تا حشر خلق کے لئے دستور ہوگیا

غم ہجر کا بڑھا تو زیارت ہوئی نصیب مغموم رہتے رہتے میں مسرور ہوگیا

موتی بکھیرے میں نے مزارِ حضور پر ہر قطرہ اشک کا دُرِّ منثور ہوگیا

کیفِ نگاہِ ساقی ِ کوثر نہ پوچھئے آیا جو سامنے وہی مخمور ہوگیا

کیا حد ہے فیضِ شافعِ محشر تو دیکھئے مجھ سا گنہ گار بھی مغفور ہوگیا

شغلِ درود بھی ہے عجب شغلِ خوشگوار جتنا تھا رنج وغم میرا سب دور ہوگیا

اک دم نظر جو گنبدِ خضریٰ پہ جا پڑی سارے سفر کا رنج وتعب دور ہوگیا

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

اللھم صل علی سیدنا محمد
وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

ھدیہ عقیدت بوقتِ زیارت

پاکیزہ تر از عرش وسما ،جنت وفردوس
آرام گہہِ پاکِ رسولِ عربی ہے
آہستہ قدم ،نیچی نگہ ،پست صدا ہو
خوابیدہ یہاں روحِ رسولِ عربی ہے
اے زائرِ بیتِ نبوی ! یاد رہے یہ
بے قاعدہ یاں جُنبشِ لب ،بے ادبی ہے
بجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابرِ کرم!
جو آگ مرے سینے میں مدت سے دبی ہے

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

﴿ آپ کی ایک دوسری نعت کے چند اشعار ﴾

تو ہے مجموعۂ خوبی و سراپائے جمال — کونسی تیری ادا دل کی طلب گار نہیں
ذرہ ذرہ ہے مدینے کا تجلی گہِ نور — دشتِ ایمن یہ نہیں، جلوہ گہِ نار نہیں
جان دے دے کے خریدار بنے ہیں — عشق زارِ نبوی مصر کا بازار نہیں
شک نہیں مطلعِ والشمس ہے بطحا کی زمیں — کونسا ذرہ وہاں مطلعِ انوار نہیں

نعتِ نبی کریم ﷺ

ہر ایک سے ٹکرا کر ، ہر شغل سے گھبرا کر ، ہر فعل سے شرما کر ، ہر کام سے پچھتا کر
آمد بدرت بنگر، اے خاتمِ پیغمبر
نے ساز نے سامانے، نے علم نے عرفانے ، نے فضل نہ احسانے ، نے دین نے ایمانے
آمد بدرت بنگر، اے خاتمِ پیغمبر
با چاک گریبانے ، باسینہ بریانے ، با دیدۂ گریانے ، با اشکِ فراوانے
آمد بدرت بنگر، اے خاتمِ پیغمبر
با نالہ و افغانے ، باسوزشِ پنہانے ، با دانشِ حیرانے ، با عقلِ پریشانے
آمد بدرت بنگر، اے خاتمِ پیغمبر
شاہا ! تو بہ من منگر، بر رحمتِ خود بنگر، انصاف تو کن آخر، غیرِ از تو مرا دیگر
آمد بدرت بنگر ، اے خاتمِ پیغمبر

سید مناظر احسن گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

نعتِ حبیب ﷺ

لولاک ذرۂ زجہان محمد است ﷺ

سبحان من یراہ چہ شانِ محمد است ﷺ

سیپارۂ کلامِ الٰہی خدا گواہ ﷺ

آں ہم عبارتے ز زبانِ محمد است ﷺ

نازد بنام پاکِ محمدؐ کلامِ پاک ﷺ

نازم بآں کلام، کہ جانِ محمد است ﷺ

توحید را کہ نقطۂ پُر کارِ دینِ ما است ﷺ

دانی کہ نکتۂ زبیانِ محمد است ﷺ

سرِّ قضاء و قدر ہمیں است اے ندیم ﷺ

پیکان امر حق زکمانِ محمد است ﷺ

از سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﷺ

نعتیہ کلام

شیخ الحدیث مولانا **محمد ادریس کاندھلوی** رحمۃ اللہ علیہ

ولم یدن رب العرش غیر نبینا — الیٰ العرش تفضیلا لأفضل افضل

وفارقه الروح الامین بسدرة — وقال له هذا نهایة منزلی

ومن بعده قد زج فی النور زجة — واضحی الیٰ مولاه یسمو ویعتلی

وما ذاك الا غایة لكرامة — وهل بعد هذا من مقام مفضل

وفی ذاك ایماء لختم النبوة — وهذا لأن العرش آخر منزل

كقبل ارتداد الطرف احضاء عرشها — لقد جاء منصوصا بذكر منزل

ترجمہ:

☆...... رب تعالیٰ کے عرشِ عظیم تک سوائے حضرت محمد ﷺ کے کوئی نبی نہیں پہنچا تاکہ آپ کی فضیلت سب پر نمایاں ہو۔

☆......اور جبریل آپ سے سدرۃ المنتہیٰ پر جدا ہوگئے کہ میرا آخری مقام یہ ہے۔

☆......اوراس کے بعد آپ نور میں مستور ہوگئے ، اس حال میں کہ آپ مولا کے قریب جارہے تھے۔

☆......یہی انتہائی اعزاز واکرام ہے کیا کوئی مقام اس سے اعلیٰ وارفع ہو سکتا ہے؟۔

☆......اور عرش چونکہ آخری مقام ہے اس کی سیر میں ختمِ نبوت کا اشارہ تھا کہ یہ مقام اعلیٰ خاتم النبیین کے لئے مقدر ہوا۔

☆...... آپ کا معراج میں جانا اور پھر بیت المقدس کا بعینہ آپ کے سامنے آنا بلقیس کے تخت کی مانند ہے جو ایک پلک جھپکنے سے پہلے آگیا تھا۔ (ماہنامہ الرشید نعت نمبر، ج ا ص: 254)

نعتِ مصطفیٰ ﷺ

﴿حضرت اقدس مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ﴾

بڑھاپا ہے، چلا ہوں سوئے یثرب — لرزتا ، لڑکھڑاتا ، سر جھکائے

گناہوں کا ہے سر پر بوجھ بھاری — پریشاں ہوں اسے اب کون اٹھائے

کبھی آیا جو آنکھوں میں اندھیرا — تو چکرا کر قدم بھی ڈگمگائے

کبھی لاٹھی، کبھی دیوار پکڑی — کبھی پھر بھی قدم جمنے نہ پائے

نہ بیٹا ہے نہ پوتا ہے نہ بھائی — کوئی گھر کا نہیں جو ساتھ جائے

نہیں کچھ آرزو اب واپسی کی — وہیں رکھے خدا واپس نہ لائے

مگر چلتا رہوں گا دھیرے دھیرے — دیا والا میری نیّا لکھائے

وہاں جا کر کہوں گا گڑگڑا کر — سلام اس پر جو گرتوں کو اٹھائے

سلام اس پر جو سوتوں کو جگائے — سلام اس پر جو روتوں کو ہنسائے

سلام اس پر جو اجڑوں کو بسائے — سلام اس پر جو بچھڑوں کو ملائے

سلام اس پر جو بھوکوں کو کھلائے — سلام اس پر جو پیاسوں کو پلائے

اللهم صل على سيدنا محمد وآله بقدر حسنه وكماله

نعت مبارک

حضور آپ کے فیضان بھولتے ہی نہیں
جو بے شمار ہیں احسان بھولتے ہی نہیں
جو متبع ہیں حقیقی حضورِ والا کے
وہ آپ کا کوئی فرمان بھولتے ہی نہیں
دورد بھیجتا ہے ربِ دو جہاں جن پر
ہم اس نبی کی شان کبھی بھولتے ہی نہیں
جنہیں ستاروں کی مانند آپ نے کہا
ہمیں وہ یارانؓ بھولتے ہی نہیں
جنہیں بٹھاتے تھے حضرت خود اپنے منبر پر
ہمیں وہ ان کے ثنا خوان بھولتے ہی نہیں

﴿مولانا آزاد، رحمۃ اللہ علیہ﴾

اللھم صل علی سیدنا

محمّد

وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

﴿از: مولانا ابوالکلام آزاد﴾

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی
تو ابتداء سے طبع رواں منتہی ہوئی

ہر بیت میں جو وصف پیغمبر رقم ہوئی
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پرتوِ حسنِ رسول سے
بے کار اے فلک شب مہتاب بھی ہوئی

ساقی سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مستِ مئے بے خودی ہوئی

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتابِ نقشِ پا سے وہاں روشنی ہوئی

سالک ہے جو کہ جادۂ عشقِ رسول کا
جنت کی راہ اس کے لئے ہے کھلی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں ؟
الفت ہے دل میں شاہِ زمن کی بھری ہوئی

اللّٰھم

صل علیٰ سیدنا محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

نعتِ حضور، صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا سید اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

اسی سے ہے مقصودِ اصلی خطاب
وہی ہے گا مضمونِ اُمّ الکتاب
خصوصاً کہ جو اکمل انسان ہے
وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
وہ انسانِ اکمل ہے سنتے ہو کون ؟
ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
حبیبِ خدا سید المرسلین ﷺ
شفیع الوریٰ ، ہادیٔ راہِ دیں
محمد ہے نام ان کا احمد لقب ، ﷺ
بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
زبان ان کی ہے ترجمانِ قدم
ہوا باغِ دیں جس سے رشکِ ارم

صلی اللہ علیہ وسلم

ہدیۂ نعت

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نورِ مجسم فخرِ دو عالم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
فیضِ مسلسل رحمتِ پیہم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
ہر ہر وصف کے مظہرِ اعظم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
شانِ الٰہی صورتِ آدم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
ہادی جن و انس و ملک کے، رہبر اہلِ ارض و فلک کے
بزمِ ہدیٰ کے صدرِ معظم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
باعثِ خلقِ کون و مکاں بھی ابرِ رحمت ہر دو جہاں بھی
بخشش و رحمت جن کی مسلّم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا عقبیٰ ارض و سما میں، افضل و اعلیٰ ہر دوسرا میں
سب سے اونچا آپ ﷺ کا پرچم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
اُمّی لیکن علمِ لَدُنّی، اول و آخر سب سے عالی
سب سے اعلیٰ سب سے اَعْلَم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
عہدِ حیات ہر عہد سے بڑھ کر، حشر میں رتبہ سب سے برتر
عرش سے افضل مرقدِ اعظم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
فطرت رب کا ایسا نمونہ جس کا مثل آئے گا نہ آیا
سارے کمالوں کے لئے خاتم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
شان ہے جن کی سب سے عالی، امت جن کی سب سے نرالی
دونوں جہاں میں اعظم و اکرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم
کامل ایماں اس دم ہوگا باپ سے اور بیٹے سے بھی بڑھکر
آپ ﷺ ہوں جب محبوب و مکرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم

خود خدا کر رہا ہے آپ کی ثنا، صلی اللہ علیہ وسلم

﴿کلام حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

سید الانبیاء خاتم المرسلین، صلی اللہ علیہ وسلم نورِ ربّ العلی، رحمۃ للعالمین
سرورِ اصفیاء شافعِ مذنبین احمدِ مصطفیٰ شاہِ دنیا و دین

اے حبیبِ خدا روز و شب صبح و شام
تم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

فخرِ جن و بشر نعمتِ بے بہا نازشِ بحر و بر صدرِ بزمِ ہدیٰ
کیمیا ہر نظر، معجزہ ہر ادا فرش سے عرش پر عشق جلوہ نما

اے حبیبِ خدا روز و شب صبح و شام
تم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

اول نور اور آخرِ مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مایۂ نازِ کل اولین آخریں
انبیاء و ملائک سے افضل ترین بلکہ بعد از خدا مقتدر بالیقیں

اے حبیبِ خدا روز و شب صبح و شام
تم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

مظہرِ شفقت خاص تھا مَا قَلٰی سَوْفَ یُعْطِیْكَ اک فضلِ بے انتہا
پھر فَتَرْضٰی کی نازش کا تمغہ ملا شانِ عالی پہ روحیں ہماری فدا

اے حبیبِ خدا روز و شب صبح و شام
تم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

رفعتِ ذکر کا مرتبہ یہ ملا نام ساتھی ہے اللہ کے نام کا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم، گویا ہے حکمِ خدا خود خدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کر رہا ہے ثنا

اے حبیبِ خدا روز و شب صبح و شام
تم پہ لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

نبوت کے ماہِ تمام اللہ اللہ

مبارک ہے کس درجہ نام اللہ اللہ　محمد ہیں خیر الانام اللہ اللہ

وہ رحمت کا فیضانِ عام اللہ اللہ　مدینے کے وہ صبح و شام اللہ اللہ

کفِ پاکے بوسے لئے اس زمیں نے　یہ خوش بختیاں یہ مقام اللہ اللہ

وہ فیضانِ مے خانۂ رحمتِ رب　وہ ساقی وہ مے اور وہ جام اللہ اللہ

شبِ تار دنیا کو دن کرنے آئے　نبوت کے ماہِ تمام اللہ اللہ

وہ اُمّی لقب کل جہاں کے معلم　ہدایت کے برحق امام اللہ اللہ

خرد ان کے رتبہ کو کس طرح سمجھے　خدا جن سے ہے ہم کلام اللہ اللہ

خدائی کے پیغام بر انبیاء ہیں　وہ ہیں انبیاء کے امام اللہ اللہ

خرد ناز کرتی ہے نسبت پہ عارفؔ　یہ عاصی ہے ان کا غلام اللہ اللہ

شیخ الحدیث مولانا مشرف علی تھانوی دامت بر کاتہم

❁ ﷺ ❁ ﷺ ❁ ﷺ ❁

تری قدرت کا مظہر ہے جمالِ مصطفیٰ یارب!
ہے یکتا ہر صفت میں ہر خصالِ مصطفیٰ یارب!
کمالاتِ نبوت ہو گئے ہیں سب تمام ان پر
کہاں سے لائے گی دنیا مثالِ مصطفیٰ یارب!

نعتِ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

درود ان پر سلام ان پر فدا ہو میری جاں ان پر
نچھاور یہ زمین و آسماں کون ومکاں ان پر
وہ فخر دوجہاں ، ختمِ رسل اور ہادی عالم
کرے نازل ہزاروں رحمتیں ربِ جہاں ان پر
وہ ہیں شمس العلیٰ ' بدرالدجیٰ نور الہدیٰ اے دل
وہ محبوبِ دو عالم ہیں خدا ہے مہرباں ان پر
بہارِ جاوداں وہ ہیں کہ ہیں رونق گلستاں کی
وہ ، وہ گل ہیں کہ ہے قربان سارا گلستاں ان پر
شفیع المذنبیں ہیں رحمۃ للعالمیں وہ ہیں
لگائے ہے شفاعت کی نظر سارا جہاں ان پر
کمالاتِ نبوت ختم ہیں سب ان کی ہستی پر
مکمل ہو گئی عالم کی ساری داستاں ان پر
چمن میں ہر گل و برگ و شجر ہے مدح خواں ان کا
نچھاور اپنے نغمے کر رہی ہیں قمریاں ان پر
گرے جاتے ہیں پروانوں کی صورت ان کے دیوانے
فدا کرتے ہیں مثل شمع اپنی روح و جاں ان پر
زہے قسمت کہ ہے عارفؔ بھی ان کے مدح خوانوں میں
الٰہی کر فدا میری متاعِ دو جہاں ان پر

شیخ الحدیث مولانا مشرف علی تھانوی دامت برکاتہم

منقبتِ مدینہ منورہ

وہ زمیں اور وہ آسماں اور ہے
میرے آقا کی دھرتی جہاں اور ہے

اس کا ہر گل ہے ہاں رشکِ شمس وقمر
وہ چمن اور وہ گلستاں اور ہے

اس کے باسی ہیں سب رشکِ حور وملک
وہ مکیں اور ہیں وہ مکاں اور ہے

وہ زمیں پر ہے جنت بلا شک و شبہ
وہ خدا کی خدائی کی شاں اور ہے

مرتبہ حدِ ادراک سے ہے وراء
کون سمجھے تجھے تیری شاں اور ہے

یہ تو ہے مسکنِ تاجدارِ جہاں
اس کی دنیا الگ یہ جہاں اور ہے

یہ مدینہ ہے عارف سنبھل کر چلو
اس شہر کا ادب میری جاں اور ہے

شیخ الحدیث مولانا مشرف علی تھانوی دامت برکاتہم

ہزار بار دھوڈالوں دہن گو مشک وعنبر سے
زبان ونطق پھر قاصر ہیں اوصافِ پیمبر سے

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ہدیۂ

نعتِ حبیب ﷺ

مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آفتاب آئے ماہتاب آئے سب سے آخر میں آں جناب آئے
ساری دنیا مثالِ دوزخ تھی آپ ﷺ ہی خُلد دَر رِکاب آئے
ساری دنیا پہ تھی محیط خزاں اس پہ لازم تھا اب شباب آئے
زنگ خوردہ تھا شیشۂ دل و روح چاہئے تھا کہ اس پہ آب آئے
کفر بے ڈھب سوال کرتا تھا آپ ﷺ ہی بن کے لاجواب آئے
آپ ﷺ آئے تو ہو گئی تنویر سخت ظلمت کو پیچ و تاب آئے
عقل ڈوبی ، ابھر گیا الہام فکر و وجداں میں انقلاب آئے
حق یہی تھا ، نبی ﷺ کی مسند پر پوری امت کا انتخاب آئے
آئے صدیق رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے عثماں رضی اللہ عنہ ، تو بوُ تُراب رضی اللہ عنہ آئے
پھر حسن رضی اللہ عنہ اور معاویہ کو سلام کیسے خوش بخت و کامیاب آئے
ان کے اصحاب پر درود و سلام اترے رحمت تو بے حساب آئے

اُن کے اعداء کے منہ میں خاک پڑے
ان پہ آنا ہے جو عذاب آئے

نعت شریف

اے رسولِ امیں خاتم المرسلیںؐ، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ یہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

اے ابرٰہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریشی کے دُرِّ ثمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

دستِ قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

بزمِ کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پہ لائی گئی
سید الاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرا سکہ رواں کل جہاں میں ہوا، اس زمیں میں ہوا آسماں میں ہوا
کیا عرب، کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

سدرۃ المنتہٰی رہ گزر میں تری، قاب قوسین گرد سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

کہکشاں ضَو ترے سرمدی تاج کی، زلفِ تاباں حسیں رات معراج کی
لیلۃ القدر، تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفٰے، مجتبٰے تیری مدح و ثنا، میرے بس میں نہیں دسترس میں نہیں

دل کو ہمت نہیں ، لب کو یارا نہیں تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

کوئی بتلائے ہ کیسے سراپا لکھوں ، کوئی ہے وہ کہ میں جسکو تجھ سا کہوں

توبہ توبہ نہیں ، کوئی تجھ سا نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

چاریاروں کی شانِ جلی ہے بھلی ، ہیں یہ صدیقؓ ، فاروقؓ ، عثمانؓ ، علیؓ

شاہد عدل ہیں یہ ترے جانشیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

اے سراپا نفیسؔ ، انفسِ دو جہاں ، سرورِ دلبراں ، دلبرِ عاشقاں

ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں ، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا

محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

از : حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالے ، لاہور

ﷺ

نعت تریف

الٰہی محبوبِ کُل جہاں کو دل و جگر کا سلام پہنچے
نفس نفس کا درود پہنچے نظر نظر کا سلام پہنچے
بساطِ عالم کی وسعتوں سے ،جہانِ بالا کی رفعتوں سے
مَلَک مَلَک کا درود اترے ،بشر بشر کا سلام پہنچے
حضور کی شام شام مہکے ،حضور کی رات رات جاگے
ملائکہ کے حسیں جلو میں ،سحر سحر کا سلام پہنچے
زبانِ فطرت ہے اس پہ شاہد ،بہ بارگاہِ نبیٔ صادق
شجر شجر کا درود اترے حجر حجر کا سلام پہنچے
رسولِ رحمت کا بھاری احساں ،تمام خلقت کے دوش پر ہے
تو ایسے محسن کو بستی بستی ،نگر نگر کا سلام پہنچے
میرا قلم بھی ہے ان کا صدقہ ،میرے ہنر پہ ہے ان کی رحمت
حضورِ خواجہ میرے قلم کا ،میرے ہنر کا سلام پہنچے
یہ التجا ہے کہ روزِ محشر گناہ گاروں پہ بھی نظر ہو
شفیعِ امت کو ،ہم غریبوں کی چشمِ تر کا سلام پہنچے
نفیس کی بس دعا یہی ہے ،فقیر کی اب صدا یہی ہے
سوادِ طیبہ کے رہنے والوں کو ،عمر بھر کا سلام پہنچے

از: حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالے، لاہور

مدینہ کی شام وسحر

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

یہ انعام آہِ سحر دیکھتے ہیں — مدینہ کی شام وسحر دیکھتے ہیں
جسے آپ کا باخبر دیکھتے ہیں — اسے غیر سے بے خبر دیکھتے ہیں
غلامی سے تیری غلاموں کا رُتبہ — ملائک سے بھی فوق تر دیکھتے ہیں
تجلی جو ہے سبز گنبد پہ ہر دم — اُسے رشکِ شمس و قمر دیکھتے ہیں
مدینہ کا جغرافیہ دیکھ کر ہم — عجب حالِ قلب و جگر دیکھتے ہیں
تصور میں آتا ہے جب سبز گنبد — تو ایمان کو گرم تر دیکھتے ہیں
بفرطِ محبت بشوقِ نظر ہم — مدینہ کے دیوار ودر دیکھتے ہیں
ابوبکرؓ وفاروقؓ و عثمانؓ وحیدرؓ — تصور میں ہم ان کے گھر دیکھتے ہیں
جو روضہ پہ حاضر سلاطین ہوئے ہیں — تو پندار زیر و زبر دیکھتے ہیں
جو جالی پہ صلِ علیٰ کہہ رہے ہیں — اے اختر انہیں چشمِ تر دیکھتے ہیں

❁ صلی اللہ علیہ وسلم ❁

دل تڑپتا ہے میرا سینے میں — ہائے پہنچوں گا کب مدینے میں
قلب جس کا نہ ہو مدینے میں — اس کا جینا ہے کوئی جینے میں

نعتِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم

قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضور کی
اللہ کا کرم ہے عنایت حضور کی

دو لفظ ہیں خلاصہ ٔ عرفان آگہی
وحدانیت خدا کی رسالت حضور کی

بھر لی ہیں ہر گدا نے سعادت سے جھولیاں
نگری رہے ہمیشہ سلامت حضور کی

ربِّ کریم . ! شانِ کریمی کا واسطہ !
جنت میں ہو نصیب رفاقت حضور کی

کیفیؔ خدا نصیب کرے اپنے فضل سے
الفت کے ساتھ ساتھ اطاعت حضور کی

﴿محمد ذکی کیفیؔ﴾

اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ بقدر حسنہ وکمالہ

❁❁❁❁❁

شانِ نبوت، یادِ نبی ﷺ

جلوہ جمالِ حق کا دکھایا حضور نے
ہر نقشِ ماسوا کو مٹایا حضور نے
جنت کا راستہ بھی دکھایا حضور نے
دوزخ کی آگ سے بھی بچایا حضور نے
جس پر نگاہ پڑ گئی تابندہ ہو گیا
ذرّوں کو آفتاب بنایا حضور نے
جو راستے کے سنگِ گراں تھے بنے ہوئے
ان کو نشانِ راہ بنایا حضور نے
جس میں سدا بہار ہے ہر پھول ہر کلی
توحید کا چمن وہ کھلایا حضور نے
بھر لی ہیں گدا نے سعادت سے جھولیاں
رحمت کا وہ خزانہ لٹایا حضور نے
کیفؔی برا سہی مگر ان کا غلام ہے
اچھا بروں کو کس نے بنایا؟ حضور نے

محمد ذکی کیفیؒ

اللھم صل علی سیدنا محمد
وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

نعتِ حبیبِ کبریا

(غیر منقوط)

ہر دم درودِ سرورِ عالم کہا کروں
ہر لمحہ محوِ روئے مکرّم رہا کروں

اسمِ رسول ﷺ ہوگا مداوائے دردِ دل
صلِّ علیٰ سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

ہر سطر اِس کی اسوۂ ہادی ﷺ کی ہو گواہ
اس طرح حالِ احمدِ مرسل کہا کروں

معمور اس کو کر کے معرّا سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

گو مرحلہ گراں ہے مگر ہو رہے گا طے
اسمِ رسول ﷺ سے ہی درِ دل کو وا کروں

ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کر ہر مرحلہ کروں

دے دوں اگر رسولِ مکرم ﷺ کا واسطہ
دل کی ہر اک مراد ملے ، گر دعا کروں

اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں

ہو کر رہے گا سہل ، ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا اگر آسرا کروں

اردو کو اک رسالۂ الہام دوں ولیؔ
لوگوں کو دورِ ہادیٔ عالم عطا کروں

مولانا محمد ولی رازی مدظلہٗ -- مصنف ''ہادیٔ عالم ﷺ''

اللھم صل علی سیدنا محمد
وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ

درود و سلام

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سکھلائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

سلام اس پر کہ جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر کہ جو بھوکا رہ کر اوروں کا کھلاتا تھا

سلام اس پر کہ جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا
سلام اس پر کہ جو فرشِ خاک پر جاڑوں میں سوتا تھا

سلام اس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے

سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں

سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پر کٹ مرنا
مسلمان کا یہی ایمان، یہی مقصد، یہی شیوا

درود اس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل و جاں ہے
درود اس پر کہ جس کے خلق کی تفسیر قرآں ہے

درود اس پر کہ جس کا تذکرہ عینِ عبادت ہے
درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے

درود اس پر کہ جو ماہر کی امیدوں کی ملجا ہے
درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

ماہر القادری

اللھم صل علی سیدنا محمد
وآلہ بقدر حسنہ وکمالہ

نعت شریف

از: شاعرِ اسلام، شاعرِ ختمِ نبوت، سید امین گیلانی مدظلہ

شہر ، شہروں میں نہیں کوئی مدینے جیسا
امن میں ہے نوح نبیؑ کے سفینے جیسا

سارے نبیوں کو انگوٹھی کا جو حلقہ سمجھیں
اس میں ہے نام محمد ﷺ کا نگینے جیسا

اس لئے بھیجتا رہتا ہوں میں آقا پر درود
لطف آتا ہے مجھے شہد کے پینے جیسا

جو چمک ان کی جبیں میں تھی کہاں چاند میں ہے
عطر لائے کوئی ان کے پسینے جیسا

چار یاروں سے نہیں بڑھ کر کوئی ان کا رفیق
کوئی دشمن نہیں بوجہل کمینے جیسا

آپ کے سینے سے عرفان کے قلزم نکلے
سینہ، قلزم کا کہاں آپ کے سینے جیسا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیراً کثیراً

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

محبوب ہے کیا صلِ علیٰ نامِ محمد
آنکھوں کی ضیا دل کی جلا ہے نامِ محمد
تکبیر میں کلمے میں نمازوں میں اذاں میں
ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد
اس نام کی لذت دلِ عشاق سے پوچھو
جان آگئی تن میں جو لیا نامِ محمد
ورد اپنا شب وروز یہ دو نام ہیں بیدلؔ
یا نامِ خدا لب پہ ہے یا نامِ محمد

مولانا عبد السمیع بیدلؔ

اللھم صل علی سید نا
محمد وآلہٖ بقدر حسنہٖ وکمالہٖ
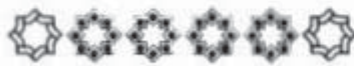
پیشِ نعت

﴿☆ سید سلمان گیلانی نے ۱۶ مئی ۲۰۰۲ء تلہ گنگ میں ایک جگہ محفل حمد ونعت میں یہ واقعہ سنایا اور مذکورۃ الذیل اشعارِ نعت پڑھے۔ کہ حضرت اقدس خواجۂ خواجگان مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم کے ساتھ سالِ گذشتہ مدینہ طیبہ کی حاضری میں رفاقت رہی اس دوران ایک موقعہ پر آپ روضہ اطہر کے سامنے بیٹھے تھے کہ میں نے عرض کیا حضرت کوئی خاص وظیفہ ارشاد فرمادیجئے کہ مدینہ طیبہ کی بار بار حاضری ہوتی رہے تو آپ نے فرمایا درود شریف پڑھا کریں۔ میں نے عرض کیا: حضرت فلاں فلاں کام ہوجائیں کوئی خاص عمل بتلا دیجئے آپ نے فرمایا درود شریف پڑھا کریں۔ پھر میں نے عرض کیا: حضور! دل بڑا پریشاں ہے کچھ ارشاد فرمادیجئے! اس بار بھی آپ نے وہی بات دوھرا دی اور فرمایا درود شریف پڑھا کریں۔ اس یادگار موقعہ پر مدینہ منورہ ہی میں صفحۂ دل پر ان اشعار کا ورود ہوا بعد میں یہ صفحۂ قرطاس کی زینت بنے اور کئی محافل میں سنا چکا ہوں۔

آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔﴾

نعت شریف

دل مضطرب ہو جب ، تو نبی پر درود پڑھ	تسکیں کا ہے سبب ، تونبی پر درود پڑھ
لیتے ہیں بوسہ نامِ محمد کا خود ہی دیکھ	آپس میں مل کے لب ، تونبی پر درود پڑھ
جنت کرے گی تیری طلب ، میری بات مان	جنت نہ کر طلب ، تونبی پر درود پڑھ
روضے پہ حاضری کی تمنا ہے گر تجھے	اے دوست !روز و شب ، تونبی پر درود پڑھ
☆(اسی نسخے پر عمل کیا ہے اب تک آٹھ بار	اللہ کے فضل سے زیارت کر آیا ہوں)
اس کے طفیل بارگاہِ قدس میں قبول	ہوں گی دعائیں سب ، تونبی پر درود پڑھ
تعریف خدا کی حمد قیام وسجود میں	دوزانو بیٹھ اب ، تونبی پر درود پڑھ
☆ (معلوم ہوا کہ دوزانو بیٹھ کر ادب	سے درود شریف پڑھنا افضل و اعلیٰ ہے)
تجھ کو خبر نہیں کہ ہے واللہ کس قدر	یہ عمل مستحب ، تونبی پر درود پڑھ
کچھ کر کے روزِ مرہ کے اوقاتِ کار میں	لمحات منتخب ، تونبی پر درود پڑھ
فرمایا خود نبی نے کہ قبروں میں انبیاء	زندہ ہیں سب ، تونبی پر درود پڑھ
سنتے بھی ہیں کلام وہ دیتے بھی ہیں جواب	پر شرط ہے ادب ، تونبی پر درود پڑھ
☆ (یہاں پڑھیں تو ملائکہ سیاحین لے جاتے	اور روضۂ اطہر پر پڑھیں تو وہ خود سنتے ہیں)
ہم جیسی ان کی نیند نہ ہم جیسی ان کی موت	ان کے الگ ہیں ڈھب ، تونبی پر درود پڑھ
اللہ نے کتابِ مبیں میں انہیں دیے	کیا کیا حسیں لقب ، تونبی پر درود پڑھ
(کہیں طٰہٰ ، کہیں یٰسین ، کہیں یا ایہا المزمل ،	یا ایہا المدثر ، کہیں رؤف اور کہیں رحیم)
اصحاب واھلِ بیت ِ نبی پر سلام بھیج	ان سے جدا ہیں کب ، تونبی پر درود پڑھ
اے دوست !چاہتا ہے تو سلمانؔ کی خوشی	خوش رکھے تجھ کو رب ، تونبی پر درود پڑھ
اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم تسلیما	اللھم صل علیٰ محمد بعدد کل ذرۃ الف الف مرۃ

نعتِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

اے نبی تیری خاطر رحمتیں لٹا دوں گا
مانگا تو نے جو مجھ سے کر تجھے عطا دوں گا
موسیٰؑ جو کلام کریں وادیوں میں چھپ چھپ کر
لامکاں پہ تم آنا پردے سب ہٹا دوں گا
حشر کا غم تجھ کو کیوں لگا ہے میرے نبیؐ !
اشارہ جو ہوا تیرا جنت میں پہنچا دوں گا
جب کسی کی آنکھیں دکھیں یا کسی کو سانپ ڈسے
لگا جو لعاب تیرا اس کو شفا دوں گا
کردیا جو تو نے سجدہ آ کے فرشِ خاکی پر
یہ جو ہے زمیں ساری ،سجدہ گاہ بنا دوں گا

ہدیۂ نعت بحضورِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم

بے لوث محبت کا خزینہ ہے مدینہ
انوارِ رسالت کا نگینہ ہے مدینہ

چاہت کا مسافر ہوں پاجاؤں گا منزل
الفت کے سمندر میں سفینہ ہے مدینہ

روشن ہیں بہت شمس وقمر ٹھیک ہے لیکن
اسرارِ تجلی کا خزینہ ہے مدینہ

پُر نور ہیں ارض وسما تیری بدولت
فیضانِ الٰہی کا قرینہ ہے مدینہ

الفت کا محبت کا ،اخوت کا وفا کا
اظہارِ ہر خیر ومودّت کا دفینہ ہے مدینہ

ابوطلحہ محمد اظہار الحسن محمود

جمعۃ المبارک ۔ 14 مارچ 2003

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیراً کثیراً

☆☆☆☆☆☆☆☆ مراجع مصادر ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حکایاتِ صحابہ وفضائل درود شریف از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ
رحمت کائنات از امام الزاہدین والعارفین قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ
بارگاہِ رسالت اور بزرگانِ دیو بند از شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ بھکر
العطور المجموعۃ از حضرت صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی مدظلہ
اکابر علماء دیو بند از حافظ محمد اکبر شاہ بخاری
حیاتِ شیخ الاسلام از سید حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ
سوانح حضرت مولانا احمد علی لاہوری از حاجی لعل دین اخگر
اصلاح المسلمین [افاداتِ تھانویؒ] از پروفیسر مسعود احمد علوی
تذکرۃ الرشید
ارکانِ اربعہ، سید ابوالحسن علی ندوی
سید حسین احمد مدنی کے ایمان افروز واقعات از مولانا ابوالحسن بارہ بنکوی
بانی دار العلوم دیو بند از ابوالزاہد شیخ سرفراز خان صفدر مدظلہ العالے
اشرف المقالات از مجلس صیانۃ المسلمین لاہور
العمدہ شرح زبدہ از حضرت صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی مدظلہ
حکایات اسلاف از مولانا محمد اعجاز سنگھانوی
ادلہ کاملہ از حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن نور اللہ مرقدہ
اشرف اللطائف
بیس مردانِ حق از عبد الرشید ارشد
عاشقانِ رسول از عبد الرشید ارشد
ہفت روزہ ضرب مومن
محبت ہی محبت : از صوفی محمد اقبال مدینہ منورہ
پیغام حق وصداقت خطبات سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب مدظلہ
رہبر ورہنما از ابوریحان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

خطباتِ فاروقی از ابوریحان فاروقی رحمۃ اللہ علیہ
عشاقِ رسول ﷺ از پروفیسر عشرت احمد انڈین
ہادیٔ عالم از مولانا محمد ولی رازی
علماءِ ہند کا شاندار ماضی از حضرت مولانا سید حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ
سوانح مولانا محمد علی جالندھری از پروفیسر نور محمد
الرشید، دارالعلوم دیوبند نمبر
بیس بڑے مسلمان
حیاتِ امداد
حیاتِ انور
خزائن الاسرار
گلزارِ معرفت
رسولِ کریم ﷺ از مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ
صحبتے با اہلِ دل مؤلفہ سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ
فضائلِ مدینہ منورہ، از مولانا عابد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی
سوانح حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا از سید ابوالحسن علی ندوی
تجلیاتِ مدینہ از مولانا احتشام الحسن کاندھلوی
کشکولِ مجذوب از خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۂ اللہ
ماہنامہ الحسن خصوصی اشاعت بیادِ حضرت حکیم الامتؒ نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء
ارشاداتِ اکابر مؤلفہ مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
عبقات [مقدمہ] جلد دوئم از علامہ خالد محمود مدظلہ
میرے خلیل (حالات وواقعات حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ)
حیاتِ احتشام رحمۂ اللہ از حافظ محمد اکبر شاہ صاحب بخاری
معارف وحقائق (ملخص مکتوبات سید حسین احمد مدنیؒ) از
نامور خطباء کے خطیبانہ شہ پارے از مؤلف کتاب ہٰذا
نغماتِ ختمِ نبوت از محمد طاہر رزاق

تحفہ علم وحکمت، ابو طاہر محمد اسحاق خان صاحب

نوائے درویش از سید عبد المجید ندیم

اقرا ڈائجسٹ، جون جولائی ۸۸ء،

ماہنامہ بناتِ عائشہ رضی اللہ عنہا (رجب ۱۴۲۲ھ)

احوال وآثار حضرت نانوتویؒ، مرتبہ: نور الحسن راشد کاندھلوی

معارف وحقائق (واقعات وکرامات) از مولانا رشید الدین حمیدی

حضرت لاہوری کے حیرت انگیز واقعات از حاکم علی

ماہنامہ البلاغ کراچی

ہفت روزہ ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

واردات ومشاہدات، عبد الرشید ارشد

سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ

ماہنامہ الفاروق کراچی

ماہنامہ تجلیاتِ حبیب چکوال

ماہنامہ بینات، حضرت بنوری نمبر، جنوری فروری ۷۸ء

حضرت مدنی کے ایمان افروز واقعات از مولانا ابو الحسن بارہ بنکوی

ہفت روزہ خدام الدین، حضرت لاہوری نمبر

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مولانا سید فرید الوحیدی

نقش دوام سوانح حضرت کشمیریؒ از مولانا انظر شاہ صاحب مسعودی کشمیری

کاروانِ مدینہ از مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ

سیرۃ المصطفیٰ مؤلفہ حضرۃ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

ندائے منبر ومحراب از مؤلفہ محمد اسلم شیخوپوری

روزگار فقیر از فقیر سید وحید الدین

باادب بانصیب از فقیر ذو الفقار احمد نقشبندی

عشقِ رسول ﷺ از فقیر ذو الفقار احمد نقشبندی

سوانح قاسمی

حیات مولانا مناظر احسن گیلانی

علماءِ دیوبند کی یادگار تحریریں از مولانا محمد اسحاق ملتانی

مطالعۂ بریلویت از علامہ خالد محمود

شاہراہِ عشق کے مسافر از پروفیسر طاہر رزاق

کشکول از مفتی محمد شفیع صاحب

مشمولاتِ کتاب

۱۹۔ مبلغ اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ امام الزاہدین حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق، اکوڑوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت مولانا استاذ الحدیث محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب مدظلہٗ العالی

۲۸۔ عظیم مدبر، حاکم عادل حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت شیخ محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

☆باب ثالث: تقاضائے عشق والفت، یعنی درود شریف پڑھنے کی کثرت، آداب، اور برکات وفوائد کے بارے ارشادات ومعمولات اکابر کا تذکرہ۔

☆باب رابع: جنت البقیع اور جنت المعلیٰ میں مدفون علماءِ دیوبند کے اسماءِ گرامی معہ تاریخ ہائے وفات

☆باب خامس: جامِ کوثر یعنی اکابر کے نعتیہ کلام کی ایک جھلک۔

﴿اس مضمون پر اس ضخامت وتفصیل کے ساتھ پہلی بار منظرِ عام پر آنے والی ایک بے مثال کتاب﴾

جس میں ۳۳ علماء کے عاشقانہ تذکرے، تقریباً ۱۴۰۰ اشعار، اور ۱۴۱ نعتیں شامل ہیں